ماں

محمد مختار شاہ

ماں

مُحمَّد مُختار شاہ

کتاب ....ماں

مصنف ....محمد مختار شاہ

پروف ریڈنگ ....سید محمد نثار گیلانی

با اہتمام ....اصغر علی بٹ

اشاعت اوّل ....ستمبر 1999ء

مطبع ....شرکت پرنٹنگ پریس، لاہور

قیمت ....150 روپے

10 امریکی ڈالرز

10 سعودی ریال

برقی خط پتہ: mukhtar0786@hotmail.com

ویب: www.islamic-information.com

www.yanabi.com

www.faizanemadina.com

Code: 6M04

گیلانی پبلیکشنز لاہور

50۔ نیو شالیمار روڈ، لاہور فون: 042-7469510

سیل: 0300-8489101, 0321-8489101

فہرست

ھدیہ

"میں یہ کتاب تمام ماؤں کی سردار
حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
کے حضور پیش کرتا ہوں جن کو یہ
اعزاز حاصل ہے کہ وہ
سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی ماں ہیں"

انتساب

بصد احترام سید دیدار علی شاہ رحمہ اللہ کی پوتی، مفسر
قرآن علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد رحمہ اللہ کی بیٹی،
گجرات کی عظیم روحانی شخصیت پیر سید ولی حسین شاہ
المعروف بلھے شاہ صاحب کی والدہ محترمہ نجیب الطرفین
سیدہ بی بی پاکدامن حضرت سیدہ شمیم اختر صاحبہ کے نام

تقریظ

محمد مختار شاہ یقیناً خوش نصیب ہیں کہ انہوں نے ''ماں'' جیسے فطری اور مقدس موضوع پر لکھنے کی سعادت حاصل کی۔

اللہ تعالیٰ میں اگر صفت تخلیق نہ ہوتی تو آج کائنات کا وجود نہ ہوتا انسان اللہ کا رنگ اور نائب ہے اور عورت کو یقیناً اپنے بعد بظاہر صفت تخلیق سے آراستہ کر کے اللہ نے عورت پر اپنے رنگ کو گہرا کر دیا ہے اور نائب ہونے پر مہر ثبت کر دی۔

لفظ ماں کے نام کے ساتھ شفقت و محبت، نرمی، رحم دلی، غمگساری، قربانی، ایثار، ضبط، تقدس اور احترام وابستہ ہے۔ مختار شاہ صاحب نے بڑے ہلکے پھلکے انداز میں مختلف اسلامی واقعات کے پیش منظر میں ماں کی ان خصوصیات کو بڑی خوب صورتی کے ساتھ اجاگر کیا ہے۔ لکھنے میں بے ساختگی اور بات میں تنوع نمایاں ہے۔

اسلام کے حوالے سے کچھ کہنا یا لکھنا موضوع کو سنجیدہ بنا دیتا ہے لیکن شاہ صاحب کا کمال یہ ہے کہ انہوں نے اسلامی واقعات اور حقائق کو اتنا عام فہم اور آسان بنا دیا ہے کہ پڑھنے والے کے ذہن میں بات پیوست ہوتی نظر آتی ہے۔ مزید برآں کتاب کو پڑھتے ہوئے اور بعد میں ایک خوشگواری کا سا احساس ہوتا ہے۔ بات میں سے بات نکالنا اور اسکو پڑھنے والے کے ذہن میں اتارنا یہ بھی اس کتاب کی ایک نمایاں خصوصیات ہے۔

دعا ہے کہ رب کعبہ محمد مختار شاہ صاحب کو صحت و تندرستی کے ساتھ مزید لکھنے کی توفیق عطا فرمائے

آمین

(پروفیسر ڈاکٹر ثمر فاطمہ)
چیر پرسن
شعبہ علوم اسلامیہ جامعہ
پنجاب قائد اعظم کیمپس
لاہور



حمد

تعریف کے لائق ہے وہ خدا جس نے ماں کے اندر ممتا کو پیدا کیا، جو خود 70 ماؤں سے بڑھ کر اپنے بندہ سے پیار کرتا ہے، جو ماں کے پیٹ میں بچے کو خوراک دیتا ہے۔ وہ خدا جب ماں بھول جاتی ہے تو پھر بھی پالتا ہے۔ جس نے قیامت کے دن ماں کی عزت کو بچا لیا۔ اور بچے کو ماں کے نام سے پکارے گا۔ وہ خدا جو قیامت کے دن نومولود فوت شدہ بچے کی سفارش مسلم ماں باپ کے حق میں قبول کرے گا۔





نعت

درود و سلام اس نبیؐ پر جسے اپنے امتیوں سے .بہت محبت ہے۔ ایک ہے تربیت ••• ایک ہے رحمت ••• ایک ہے محبت ••• تربیت ہے کہ بچہ روتے اور ماں دودھ پلاتے ••• رحمت یہ ہے کہ بعد میں سینہ سے لگاتے اور سلاتے ••• محبت یہ ہے کہ جب سو جاتے اور لٹا کر جاتے تو دھیان بچہ کی طرف ہی رہے۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تربیت کرتے ہیں قرآن سناتے ہیں۔ رحمت فرماتے ہیں جو آ جائے سب کو بیٹھاتے ہیں۔ مگر محبت امت سے ہی فرماتے ہیں۔ اور قیامت کے دن ماں باپ بچوں کو چھوڑ جائیں گے مگر حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سفارش فرمائیں گے۔



لفظ ماں اور لُغت

ماں کو عربی زبان میں "اُم" کہتے ہیں۔ "اُم" قرآن مجید میں ۸۴ مرتبہ آیا ہے۔ اس کی جمع اُمہات ہے۔ یہ لفظ قرآن مجید میں گیارہ مرتبہ آیا ہے۔ صاحب محیط نے کہا ہے کہ لفظ "اُم" جامد ہے۔ اور بچہ کی اس آواز سے مشتق ہے جب وہ بولنا سیکھتا ہے تو آغاز میں اُم اُم وغیرہ کہتا ہے۔ اس سے اس کے اوّلین معنی ماں کے ہو گئے۔ ویسے "اُم" کے معنی ہوتے ہیں "کسی چیز کی اصل"۔ اُم حقیقت میں یہ تین حروف ہیں (ا + م + م = ام) یہ لفظ حقیقی ماں پر بھی بولا جاتا ہے اور بعید ماں پہ بھی۔ بعید ماں سے مراد نانی، دادی وغیرہ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت حوا کو امنا (ہماری ماں) کہا جاتا ہے۔

خلیل نحوی کا قول ہے "ہر وہ چیز جس کے اندر اس کے جملہ متعلقات سما جائیں وہ ان کی اُم کہلاتی ہے" جیسے لوح محفوظ کو اُم الکتاب کہا گیا کیونکہ وہ تمام علوم کا منبع ہے۔ مکہ مکرمہ کو اُم القریٰ کہتے ہیں کیونکہ وہ خطہ عرب کا مرکز ہے۔ کہکشاں کو اُم النجوم کہتے ہیں کیونکہ اس میں بہت سے ستارے سمائے ہوتے ہیں۔ جو بہت مہمانوں کو جمع کرے اسے اُم الضیاف کہتے ہیں۔ سالار لشکر کو اُم الجیش کہتے ہیں۔ ابن فارس نے کہا ہے کہ اُم کے چار معنی ہیں:

(۱)۔ بنیاد اور اصل

(۲)۔ مرجع

(۳)۔ جماعت

(۴)۔ دین

چاروں کی مثالیں مندرجہ ذیل ہیں۔

اُمّ الطَّرِیق----------------(شارع عام)	اُم الخَبَائِث --------(شراب)
اُم المَثوٰی ---------(بیوی)	اُم الطَّعَام----------(معدہ)
اُم عَرِیْط --------------(بچھو)	اُم القُرآن---------(فاتحہ)
اُم اَرْبَع اَرْبَعِین----------(کنکھجورہ)	اُم القَوْم-----------(سردار)
اُم اذْرَاص --------------(جنگلی چوہا)	اُم مَازِن---------(چیونٹی)
اُم البَیْض------------(شتر مرغ)	اُم بِلْدَم -----------(بخار)
اُم تَوْلَب --------------(گدھی)	اُم الوَلِید ----------(مرغی)
اُم جِعْرَان-----------------(گدھ)	اُم حَرب ----------(جھنڈا)

کسی کا' اِک خیال....

ایک دن آسمانوں کے فرشتوں نے رب سے کہا... زمینی مخلوق سے کچھ ہمیں دکھایا... رب نے حجاب اُٹھایا... فرشتوں کو بلایا... رب نے ایک مجسمہ دکھایا۔ ایک مجسمہ... خوبصورت روشن مجسمہ... جسے کلیوں سے معصومیت... چاندنی سے ٹھنڈک... گلاب سے رنگت... قمری سے نغمہ... غاروں سے خاموشی... آبشاروں سے موسیقی... پھول کی پتی سے نزاکت... کوئل سے راگنی... بلبل سے چہچہاہٹ... چکوری سے بے چینی... لاجونتی سے حیا... پہاڑوں سے استقامت... آفتاب سے تمازت... صحرا سے تشنگی... شفق سے سرخی... شہد سے حلاوت... شب سے گیسو کے لئے سیاہی... سرو سے بلند قامتی لے کر بنایا گیا۔ اس کی آنکھوں میں دو دیئے روشن تھے... اس کے قدموں

تلے گھنے باغات تھے۰۰۰ اس کے ہاتھوں میں دعاؤں کی لکیریں تھیں۰۰۰ اس کے جسم سے رحمت و برکت کی بو آتی تھی۔ اس کے دل میں رحم کا دریا موجزن تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے ایک گوشت کا لوتھڑا عطا کیا (یعنی بچہ) اس مجسمے نے اسے غور سے دیکھا۰۰۰ اس کی آنکھوں میں محبت کے دیپ جلائے اور خود اندھا ہو گیا۔

○ اپنی بہار کے سب پھول اسے دے دیے۔

○ اپنے ہاتھوں کی دعاؤں کو اس کے سر پر سایہ بنا دیا۔

○ اپنے قدموں کے گھنے باغات اُٹھا کر اسے دے دیئے۔

○ اپنا سکون اسے دے کر خود بے سکون ہو گیا۔

○ اپنی ہنسی اس کے نام کر دی، خود خاموشی لے لی۔

○ سُکھ اسے دے دیا اور خود آنسو لے لئے۔

فرشتوں نے حیرانی سے پوچھا ۰۰۰ یا اللہ یہ کیا ہے؟ اللہ نے فرمایا یہ "ماں" ہے۔

ماں

یہ لفظ اپنے اندر کائنات کی تمام تر مٹھاس، شیرینی اور نرماہٹ لئے ہوتے ہے۔ یہ دنیا کا سب سے پر خلوص اور چاہنے والا رشتہ ہے۔ ماں ٹھنڈک ہے... سکون ہے... محبت ہے... چاہت ہے... راحت ہے... پیکر خلوص ہے... اولاد کی پناہ گاہ ہے... درسگاہ ہے... بیٹا ایک پودا ہے جس طرح پودے کو سورج کی گرمی، ہوا کی نرمی، چاند کی چاندنی، کوئل کی راگنی اور زمین کی گود کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی طرح بیٹے کو بھی باپ کی گرمی، ماں کی نرمی، پیار بھری لوریوں اور گود کی ضرورت ہوتی ہے۔ زیادہ گرمی ہو تب بھی پودا خراب ہو جاتا ہے زیادہ ٹھنڈ پڑ جائے پھر بھی۔ اسی طرح بچے پہ زیادہ سختی کرو گے بچہ ڈھیٹ ہو جائے گا۔ نرمی کرو گے آوارہ ہو جائے گا۔ ہر غم کا مرہم ماں ہے۔ ماں دعا ہے جو سدا اولاد کے سروں پر رہتی ہے۔ ماں مشعل ہے جو بچوں کو راہ دکھاتی ہے۔ ماں نغمہ ہے جو دلوں کو گرماتا ہے۔ ماں مسکراہٹ ہے۔

ماں ایک گھنا درخت ہے۔ اس جیسا سایہ دار درخت کہیں نہیں ہے۔ دنیا کا ہر درخت اس وقت ختم ہو جاتا ہے جب اس کی جڑ ختم ہو جائے۔ مگر ماں ایک ایسا درخت ہے یہ اس وقت ختم ہوتا ہے جب اس کا پھل (یعنی بیٹا) ختم ہو جائے۔

جو ماں کو تڑپاتا ہے وہ سکھ نہیں پاتا۔ ماں ناراض ہو جائے تو خدا ناراض ہو جاتا ہے۔ جس بچے کی ماں اس کے ظلم کی وجہ سے مر جائے اس پر رحمتوں کا دروازہ بند ہو جاتا ہے۔ ماں ٹھنڈی چھاؤں ہے۔ کعبہ ہے۔ بخشش کی راہ ہے۔

ماں کا پیار سمندر سے بھی گہرا ہوتا ہے۔ ماں جو پیار اپنے بیٹے سے کرتی ہے اس سے بڑھ کر دنیا میں کوئی چیز خالص نہیں ہوتی۔ قربانی کے طریقے سب سے زیادہ ماں ہی جانتی ہے۔ اللہ اور حضورؐ کے بعد صبر کا سب سے اعلیٰ نمونہ ہے۔ ماں وہ مالی ہے جو اپنے پودوں کو خون دے کر پروان چڑھاتی ہے۔ ماں کی فطرت ہے وہ اپنی خاطر کبھی کچھ نہیں کہتی۔ وہ اولاد کے دکھ اپنے سینے سے لگا لیتی ہے اور ان کے لئے خیر کی دعائیں بھی کرتی ہے۔ بچہ جب تک باہر رہتا ہے ماں کا دھیان بھی باہر ہی رہتا ہے۔ اس کی نظریں دروازہ پر ہی ٹکی رہتی ہیں۔

ماں کیوں ہوتی ہے؟

اللہ تعالیٰ قدرت رکھتا ہے کہ جوان بچے کسی درخت میں سے نکال دے۔ کسی پتھر میں سے نکال دے۔ جس طرح پتھر میں سے صالح علیہ السلام کی دعا سے گابھن اونٹنی نکلی تھی یا جیسے موسم برسات میں کئی کیڑے مکوڑے پیدا ہو جاتے ہیں یا حیوانوں اور انسانوں کے فضلہ میں کیڑے پیدا ہو جاتے ہیں۔ یہی سوال حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کیا کہ "ماں کیوں ہوتی ہے؟ اللہ اللہ تو بچے کسی درخت سے بھی تو پیدا کر سکتا ہے"۔ اللہ نے فرمایا! تیری بات ٹھیک ہے مگر آ تجھے حکمت بتلاتے ہیں بلکہ دکھاتے ہیں۔ حکم ہوا تم چھپ کر سامنے والے درخت کی طرف دیکھو۔ آپ نے تعمیل کی۔ تھوڑی دیر کے بعد درخت، شق ہوا چار جوان نکلے کسی نے ایک دوسرے سے کلام کرنا تو کجا دیکھا تک نہیں اور اپنی اپنی سمت چل پڑے۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا دیکھا؟ ایک درخت سے پیدا ہوتے آپس میں ملے تک نہیں۔ میں ماں اس لئے بناتا ہوں۔ اس ایک ماں کی وجہ سے باپ کے رشتہ داروں سے تعلق جڑ جاتا

ہے کوئی چچا ہے، کوئی دادا ہے، کوئی چچی ہے کوئی دادی ہے، کوئی پھوپھی ہے۔ اور ماں کے رشتہ داروں سے بھی تعلق جڑ جاتا ہے کوئی خالہ ہے، کوئی نانی ہے، کوئی خالو ہے، کوئی نانا ہے، کوئی ماموں ہے، کوئی ممانی ہے۔ ایک ماں کی وجہ سے ایک کنبہ تیار ہو جاتا ہے۔

ماں کی وجہ سے قدر و قیمت بڑھتی ہے۔

ایک آدمی جا رہا ہے۔ اس نے کھجور کھائی اور گٹھلی ایک کھیت میں پھینک دی۔ وہاں شجر نخل اگ آیا۔ بتائیے وہ درخت کس کا ہو گا۔۔۔ گٹھلی پھینکنے والے کا یا جس کی زمین ہے؟ یقیناً اسی کا ہو گا جس کی زمین ہے۔ نطفہ جب باپ سے جدا ہوتا ہے تو بے قیمت ہوتا ہے۔ کوئی مالیت یا وقعت نہیں ہوتی بلکہ نکلے تو اسے پلید کر دیتا ہے اور جس پر لگ جائے اسے دھونا پڑتا ہے۔۔۔ مگر جونہی وہ ماں کے رحم میں پہنچتا ہے تو اب اس نطفے کی قدر و قیمت بڑھنے لگتی ہے۔ وہ ولی بنا، قطب بنا، غوث بنا، مسجد کا امام بنا۔ آپ جب بھی بولتے ہیں تو یوں بولتے ہیں "ماں باپ کی خدمت کرو" پہلے ماں پھر باپ۔ جب تکلیف پہنچتی ہے تو ماں ہی یاد آتی ہے۔ ماں ہو گی تو باپ بنو گے۔۔۔ ایک بندہ کہہ رہا تھا مختار شاہ باپ ہو گا تو ماں بنے گی۔۔۔ میں نے کہا انسانیت کی تاریخ میں ایسی مثال تو موجود ہے کہ باپ نہ تھا لیکن وہ ماں بن گئی (مریم علیہ السلام) تم کوئی مثال دکھا دو کہ ماں نہیں تھی اور وہ باپ بن گیا۔۔۔ چپ کر گئے۔۔۔ میں نے کہا مانو کہ ماں ہی کی وجہ سے قدر و قیمت بڑھتی ہے۔

ماں کی ضرورت

پیدائش تو ہر جنس میں ہے۔ پرندوں میں، چرندوں میں، درندوں میں اور انسانوں میں۔ اول الذکر تین بہت جلد اپنے پیروں پر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ لیکن انسان کا بچہ

دو سال لیتا ہے اور ماں کو دو سال تک ہمہ وقت اس کی دیکھ بھال کرنا پڑتی ہے۔ اور بچے کی دیکھ بھال اس قدر ضروری تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی 200 نمازیں معاف کر دیں۔ ماں بچے کی پہلی تربیت گاہ ہے۔ میں نے اپنی کتاب "آہ" میں چار تربیت گاہوں کا تذکرہ کیا پہلی ماں ہے اور نپولین کہتا ہے

The future destiny of the child is always the work of mother.

ترجمہ:- "بچے کا مقدر ماں کے ہاتھ میں ہوتا ہے"

غلام احمد پرویز صاحب اپنی کتاب " Islam a Challange to Religion" میں لکھتے ہیں:-

The family is all important to the human child, and in the family, the major role is played by the mother.

ترجمہ:- "انسانی بچے کیلئے خاندان بہت اہم ہے لیکن خاندان میں بڑا رول ماں کا ہوتا ہے"

ماں کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی باپ سے تین گنا خدمت میں زیادہ حصہ رکھا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ نو ماہ تک Intrauterine life میں بچے کو خوراک مہیا کرتی ہے۔ اس کا بوجھ اُٹھاتی ہے۔ اور اس کی پیدائش کے وقت جو ماں کی حالت ہوتی ہے وہ ناقابل بیان ہمارے لئے اور ناقابل برداشت ماں کے لئے ... اور پیدائش کے بعد Extra uterine life میں اس کو دودھ پلاتی ہے۔ اور ایک سال تک بچے کی ایک گوشت کے لوتھڑے کی سی حالت ہوتی ہے۔ ایک ایک لمحہ اسے ایک

چوکیدار و محافظ کی ضرورت ہوتی ہے۔ بلکہ یوں کہو کہ ایک نوکر کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ کام ماں کے علاوہ اور کوئی نہیں کر سکتا۔ مثلاً باپ بھی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ماں کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے اس کا حق بھی تین گنا رکھا۔

ڈاکٹر میکڈوگل کہتا ہے "ماں بچوں میں خود اعتمادی پیدا کرتی ہے۔۔۔ ماں کا پیار بچے کو الجھنوں سے نکالتا ہے۔۔۔ بچے کے پیدا ہوتے ہی ماں کی فطرت میں قدرت کی طرف سے قوت برداشت اور امید۔۔۔ دو ایسی چیزیں پیدا ہو جاتی ہیں جو بچے کی پرورش کے لئے ضروری ہوتی ہیں" تیرھویں صدی عیسوی میں شہنشاہ فریڈرک دوئم نے ایک تجربہ کیا کہ اگر بچوں کو تعلیم نہ دی جائے اور ان کی پرورش ماؤں کی بجائے نرسوں سے کروائی جائے تو کیا نتیجہ نکلے گا؟ اس نے ایسے بہت سے نوزائیدہ بچوں کو جمع کیا۔ جن کی مائیں مر چکی تھیں۔ ان کو نرسوں کے حوالے کیا گیا اور انہیں حکم دیا کہ بچے سے کسی قسم کی ممتا کا اظہار نہ ہو۔ باقی تمام سہولیات بچوں کو دی گئیں۔ نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ تقریباً تمام بچے نوعمری ہی میں مر گئے۔

شخصیت کی تعمیر میں ماں کا بہت بڑا ہاتھ ہوتا ہے۔ ماں کی شفقت اور مناسب تربیت بچوں کو کندن بنا دیتی ہے۔ بچوں پر ماں کا اثر بہت طاقتور ہوتا ہے۔ ڈاکٹر جوڈی ڈِن (Dr. Judy Dunn) کی تحقیق کے مطابق ایک ماں کے بچے بڑے ہو کر مختلف اس لئے ہوتے ہیں کہ وہ ہمارے اندازے سے کہیں زیادہ حساس ہوتے ہیں جس بچے کو ماں کی توجہ کم ملتی ہے وہ فکر Anxiety میں زیادہ مبتلا ہوتا ہے"۔ بچے کی فطرت ہے کہ وہ اردگرد کی دنیا کے عجائبات کو سمجھنے کی کوشش کرتا ہے۔ ہر نئی چیز

کو چھیڑتا ہے، پکڑتا ہے، تجسس پیدا ہوتا ہے۔ اچھی ماں بچے کی دلچسپیوں میں معاون بنتی ہے۔ ماں بچے کو بری چیزوں سے بچاتی ہے۔ سزا سے نہیں پیار کی ادا سے سمجھاتی ہے۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے ایسا بچہ بڑا ہو کر قوم کا سرمایا بنتا ہے۔ .بہت سے بچوں کی تخلیقی قوتیں اس لئے ختم ہو جاتی ہیں کہ ان کی ہمت افزائی نہیں کی گئی۔ ماں اپنے بچے میں خوداعتمادی پیدا کر سکتی ہے۔ یہ خوداعتمادی ہے جو کامیابی کا دروازہ کھولتی ہے۔ میں ایک مثال سے عرض کرتا ہوں۔ "اٹلی کے شمالی پہاڑی علاقے میں ایک بچہ ٹائٹین (Titian) رہتا تھا اسے پینٹنگ (Painting) کا .بہت شوق تھا... مگر باپ غریب تھا وہ اسے رنگ خرید کر نہیں دے سکتا تھا۔ ماں نے اس کے شوق کو دیکھتے ہوئے یوں ہمت بندھائی کہ اسے بتایا کہ "پھولوں کو پیس کر بھی رنگ بنائے جا سکتے ہیں کچھ پتے بھی رنگ بنانے میں مدد دیتے ہیں" بچے کا حوصلہ بلند ہوا اس نے پتوں اور پھولوں سے رنگ بنائے اور پینٹنگ (Painting) شروع کی اور وہ دن بھی آیا جب یہ اٹلی کا مشہور زمانہ Painter بنا۔"

ایک اور مثال سنو! "Ranade انڈیا کا مشہور Jurist گزرا ہے۔ یہ بچپن میں .بہت کند ذہن تھا۔ اور سب کہتے تھے یہ بڑا ہو کر روٹی بھی نہ کما سکے گا۔ لیکن اس کی ماں کو اس پر .بہت بھروسہ تھا وہ اپنے بیٹے سے کہتی تھی تم ضرور دنیا میں نام کماؤ گے۔ تم میں کوئی کمی نہیں۔ ان جملوں نے بچے کا حوصلہ بڑھایا اس نے خوب محنت کی جو بچہ سب کی نظریں کاہل اور سست تھا مستقبل میں عظیم Jurist بنا

Emb ryology & Mother

کنزل العمال میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا

الجنۃ تحت اقدام امہاتکم

Paradise lies under the feet of the mother

میں جنت سے مراد وہ جگہ لیتا ہوں جہاں سکون ملے۔ جنت کو بھی جنت اس لئے کہتے ہیں وہ گھنا باغ ہے جہاں ٹھنڈی چھاؤں ہے اور پر سکون ماحول ہے۔ سکون ماں کے پاس ہوتا ہے۔ آیئے جدید تحقیق پڑھتے ہیں۔

Embryology کے مطابق Female Uterus میں جنین Sperm اور Ovum کے ملاپ سے بنتا ہے۔ ملاپ یعنی Fertilization کے دوران سپرم سے Nucleus ہی بیضہ میں داخل ہوتا ہے یعنی خلیہ میں D.N.A کے علاوہ باقی تمام حصے Cellular Organellae ماں کی طرف سے آتے ہیں انہیں میں سے ایک مائی ٹوکونڈریا Mitochondria بھی ہے۔

مائی ٹوکونڈریا خلیے کا وہ حصہ ہے جو خلیے کی تمام توانائی ایک مادہ جسے ایڈینوسین ٹرائی فاسفیٹ Adenosine Triphosphate کہتے ہیں کی صورت میں فراہم کرتا ہے۔ دیکھا جائے تو یہ توانائی ہمارے جسم میں ہونے والے ہر کام کے لئے استعمال ہو رہی ہے ہمارے جسم کے ہر حصے میں حتّٰی کہ آرام کی حالت میں بھی توڑ پھوڑ کا عمل یعنی Basal Metabolism ہو رہا ہے اور جس کی وجہ سے ہم زندہ ہیں وہ ساری توانائی مائی ٹوکونڈریا مہیا کرتا ہے۔ ہمارے جسم کے اندر ہماری طاقت اور مضبوطی Muscles پٹھوں کی وجہ سے ہوتی ہے ان کو بھی توانائی مائی ٹوکونڈریا ہی سے آتی ہے۔

مائی ٹوکونڈریا آتا کدھر سے ہے؟ ماں سے؟ یا باپ کی طرف سے؟ یہ Ovum سے آتا ہے جو ماں کی طرف سے مہیا ہوتا ہے معلوم ہوا ہماری ذہنی صلاحیتیں اور

توانائیاں Maternal Gift ہیں۔ مائی ٹو کونڈریا نہ ہو تو جسم خراب توانائی سلب، ذہنی صلاحیتیں مفقود تو پھر بولتے کیوں نہیں جنت ماں کے پاس ہے اسی وجہ سے ماں کا زیادہ حصہ ہے خدمت کے لحاظ سے۔

ماں کے دل کی دھڑکن اور بچہ

انیسویں صدی کی دوسری دھائی میں عزرا کورنیل نے اپنی تمام جمع پونجی لگا کر نیویارک میں کورنیل یونیورسٹی بنائی اس میں ایک انسٹی ٹیوٹ قائم کیا اس میں صرف شیر خوار اور نوزائیدہ بچوں پر تحقیق کی جاتی تھی۔ بچوں کے متعلق کوئی ایسا موضوع نہیں جس پر اس ادارہ نے تحقیق نہ کی ہو۔ پوری دنیا میں بچوں کے متعلق اس ادارے کی تحقیق کو اتھارٹی تسلیم کیا جاتا ہے۔ تحقیق کا یہ عالم ہے کہ بچوں کے بنے ہوتے سائن بورڈ پر بھی اسی انسٹی ٹیوٹ نے تحقیق کی۔ بیسویں صدی کی پہلی دھائی میں اس ادارے کے محققین نے دنیا کے عجائب گھروں میں پائے جانے والے نومولود بچوں کے متعلق سائن بورڈ دیکھے تو انہیں پتہ چلا کہ ۴۶۶ سائن بورڈز میں سے ۳۷۳ میں ماؤں نے اپنے بچوں کو بائیں جانب بغل میں لیا ہوا ہے۔ اس بات کو دیکھ کر محققین نے تحقیق شروع کی کہ کیا وجہ ہے مائیں اپنے بچوں کو بائیں جانب کیوں رکھتی ہیں؟ ڈاکٹر لی سالک نے یہ سوال متعدد ماوں سے کیا مگر کوئی جواب نہ دے سکی۔ پھر انہوں نے اپنے ادارے میں "بائیں جانب سے بچے کا تعلق" کے موضوع پر ریسرچ کی وہ ملاحظہ ہو:-

پیدائش کے بعد ابتدائی ایام میں بچہ جب ماں کی بائیں جانب سوتا ہے تو اسے دائیں جانب سونے کی نسبت زیادہ آرام ملتا ہے۔ اگر اسے دائیں طرف سلایا جائے تو جلد ہی جاگ اُٹھتا ہے اور رونے لگتا ہے۔ ہولوگرافی کی ایجاد کے بعد تحقیقی مرکز کے

ڈاکٹروں نے ہولوگرافی کے ذریعے ماں کے پیٹ میں جنین کی تصویر لی انہوں نے دیکھا کہ ماں کے دل کی دھڑکن کی لہریں جو تمام بدن میں پھیلتی ہیں جنین کے کانوں تک پہنچتی ہیں۔

اس کے بعد ڈاکٹروں نے یہ معلوم کیا کہ اگر ماں کے دل کی دھڑکنوں کو روک دیا جائے، پیٹ میں بچے پر کیا اثر پڑتا ہے؟ انسان پر تو تجربہ مناسب نہ تھا چنانچہ دودھ پلانے والے جانور کی مادہ پر تجربہ کیا تو جونہی مادہ جانور کے دل کی دھڑکن کو روکا گیا تو بچے کی موت واقعہ ہو گئی۔ پیٹ کے اندر ہی بچہ ماں کے دل کی دھڑکنوں کا عادی ہو جاتا ہے۔ ماں کے دل کی دھڑکنوں کا بچے کی زندگی سے گہرا تعلق ہے۔ اگر یہ دھڑکن رک جائے تو یہ ماں کے پیٹ میں بھوک سے مر جائے۔ کیونکہ دل سے نکلنے والی ایک بڑی شریان جنین کو خون پہنچاتی ہے جو اس کی غذا بنتا ہے اور جب ماں کا دل بند ہو جائے گا تو غذا کی ترسیل رک جائے گی وہ مر جائے گا۔

ماں کے دل کی دھڑکن سننے کی عادت جو پیدائش سے قبل ہوتی ہے وہ بچے میں اس قدر نفوذ کر جاتی ہے کہ نومولود ان دھڑکنوں کو نہ سنے تو پریشان ہو جاتا ہے نومولود ان دھڑکنوں کو سن کر پرسکون رہتا ہے۔ اس لئے کورنیل یونیورسٹی کے جس شعبہ میں نومولود بچے ہوتے ہیں وہاں پر ایک مشین رکھی ہے جس سے ماں کے دل کی دھڑکنوں جیسی آواز سنائی دیتی ہے۔ یہ آواز ایک رسیور کے ذریعے ہر بچے کے کان تک پہنچائی جاتی ہے۔ اگر ان دھڑکنوں کو ایک منٹ میں سو (۱۰۰) دفعہ کر دیا جائے تو بچے رونے لگ جاتے۔ اور پھر ایک دفعہ یہ تجربہ کیا گیا کہ کچھ بچوں کو دھڑکنوں کی آواز سنوائی گئی اور کچھ کو نہیں۔ نتیجہ یہ نکلا جن کو سنوائی گئی وہ بچے چپ رہے اور بھوک بھی لگی جن کو نہ سنوائی گئی انہیں کم بھوک لگی اور روتے بھی رہے۔

کیا اب بھی بتانے کی ضرورت ہے کہ ماں بچے کیلئے جنت ہے؟

ماں کا دودھ

ڈاکٹر حلوک نور باقی کی O cologist and Radiobiology specialist تحقیق ملاحظہ ہو۔

"غذائیت کے لحاظ سے انسان کو تین قسم کی بنیادی خوراک فاسفورس وٹامنز حیاتیات کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ سب اجزاء ماں کے دودھ میں موجود ہوتے ہیں اور یہ سب اجزاء حیران کن تناسب میں ماں کے دودھ کے اندر موجود ہوتے ہیں۔ بچے کیلئے جو کچھ اللہ تعالیٰ نے ماں کے دودھ کے اندر رکھ دیا ہے کسی ارب پتی کی خریدی ہوئی خوارک بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ پہلے چھ ماہ میں وٹامنز کی بچے کو حقیقی ضرورت ہوتی ہے وہ ماں کے دودھ میں اللہ تعالیٰ نے شامل کی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت پر قربان جائیں پہلے چھ ماہ بچہ جب ماں کا دودھ پیتا ہے تو دودھ میں ایسی انٹی بوڈیز پائی جاتی ہیں جو بچے کو چھوت چھات کی بیماریوں سے محفوظ رکھتی ہیں۔ اور چیچک سے بچاؤ کی اینٹی بوڈیز بھی دودھ میں موجود ہوتی ہیں حیران کن بات تو یہ ہے کہ اس ماں کے دودھ میں بھی موجود ہوتی ہیں جس کو کبھی چیچک ہوا ہی نہیں۔ (سبحان اللہ) کچھ لوگوں نے یہ مشہور کر رکھا ہے کہ ماں کے دودھ میں فولاد کی کمی ہوتی ہے چنانچہ وہ بچوں کو دودھ کے اندر فولاد کے اجزا دینے کی تجویز پیش کرتے ہیں۔ وہ احمق اتنا نہیں جانتے کہ بچپن میں خون، جگر میں ہی پیدا ہوتا ہے (جبکہ بڑوں میں خون ہڈی کے گودے میں بنتا ہے) جب بچہ ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے جگر میں فولاد ذخیرہ کر دیتا ہے۔ وہ ڈاکٹر جو مصنوعی دودھ بیچنے کے لئے فولاد کے اجزاء شامل کرتے ہیں۔ اور بچوں کو دیتے ہیں وہ ہمیشہ کے لئے بچے کو انتڑیوں کی سوزش کا شکار

بنا دیتے ہیں۔ جبکہ ماں کے دودھ سے بچے کو یہ بیماری لاحق نہیں ہوتی۔

اکثر مصنوعی دودھ بیچنے والے اشتہار دیتے ہیں کہ یہ دودھ دو اس میں ہم نے اضافی توانائی کے وٹامنز ڈالے ہیں حالانکہ بیالوجی کے علم کے مطابق بچے کو اضافی توانائی کی ضرورت نہیں ہوتی کیونکہ جگر جو عام طور پر ہاضمہ کے افعال کا مرکز ہوتا ہے وہ پہلے چھ ماہ میں خون بنانے میں مشغول ہوتا ہے۔ اگر آپ ماں کے دودھ کے علاوہ کوئی اور غذائیت دیں گے تو نظام انہضام میں فرق آئے گا۔ یہی وجہ ہے کہ قادر مطلق نے نوزائیدہ بچے کی نشوونما کیلئے فرمادیا کہ مائیں دو سال بچے کو دودھ پلائیں۔

دودھ پلانے کا وقت

کچھ ڈاکٹرز نے یہ کہا ہے کہ بچے کو چار گھنٹے کے بعد دودھ پلایا جائے۔ انہوں نے عام خوراک کے ہاضمے کا دورانیہ سامنے رکھ کر بتا دیا۔ یہ غلطی ہے حالانکہ جدید تحقیق یہ ہے کہ دودھ تو صرف ۴۵ منٹوں میں ہضم ہو جاتا ہے۔ جونہی یہ ٹائم پورا ہو جاتا ہے اضطراری طور پر ماں کے پستانوں میں دودھ اتر آتا ہے۔ اگر آپ قدرت کا قائم کردہ وقت طویل کریں گے تو بچہ کے پیٹ میں تیزابیت پیدا ہو جائے گی اور آئندہ زندگی میں السر ہونے کا بھی خطرہ پیدا ہو جاتا ہے۔ کچھ ڈاکٹرز نے کہا ہے کہ بچے کو نو ماہ دودھ پلایا جائے یہ ان کی اپنی تجویز ہے اور غلط ہے۔ حالانکہ قرآن مجید نے دو سال معیاد مقرر کی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نوزائیدہ بچے کا خون جگر بناتا ہے اور وہ ہمہ وقت خون بنانے میں مصروف رہتا ہے اس لئے اسے دودھ کی اشد ضرورت ہوتی ہے اور خون بنانے کے سلسلے میں جگر کو دو سال لگ جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بچے کے لئے ماں کے دودھ کی معیاد دو سال مقرر کی ہے۔ اور ماں کے دودھ کے علاوہ اور کوئی ٹھوس غذا مقرر نہیں کی۔ اور جدید تحقیق نے بھی تصدیق کر دی ہے کہ پہلے دو سال بچے کی

نشوونما میں اہم رول ادا کرتے ہیں۔ اگر ماں دو سال مکمل اپنے بچے کو دودھ پلائے تو اس کے بچے کی ذہنی صحت خاصی مضبوط ہوتی ہے۔ پوری دنیا کے اندر ریسرچ کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ انڈونیشیا اور فلپائن میں کوئی بچہ بھی ذہنی مرض کا شکار نہیں ہوا ریسرچ کمیٹی نے پتہ چلایا کہ اس کی وجہ کیا ہے؟ تو معلوم ہوا کہ ان ممالک میں بچوں کو مائیں دو سال تک دودھ پلاتی ہیں۔

دودھ پلانے سے ماں کو فائدے؟

پوری دنیا کے حاصل کردہ اعداد و شمار سے یہ معلوم ہوا ہے کہ ان ماؤں کو سینے کا کینسر شاذ و نادر ہی ہوتا ہے۔ جنہوں نے ایک سے دو سال تک بچوں کو دودھ پلایا ہو۔ اگر یہ بچوں کو دودھ نہ پلائیں تو بیماری لگنے کا شدید خطرہ رہتا ہے۔ دودھ پلانے والی ماؤں کا جگر پوری استعداد سے کام کرتا ہے۔ اس طرح سے ماں کے جسم کے تمام کیمیائی مسائل قدرتی طور پر زیر معائنہ رہتے ہیں۔ دودھ پلانے کے دورانیہ میں ماں کے خون میں شامل تمام جواہر کو یک جان ہونا پڑتا ہے۔ اس لئے ماں کے خلیے تمام قسم کی کمی اور قلتوں کو پورا کر دیتے ہیں۔ ماں کی نفسیاتی حالت بھی دودھ پلانے کے دورانیہ میں اچھی ہو جاتی ہے۔ آپ نے دیکھا ہو گا جسمانی تھکاوٹ کے باوجود بھی دودھ پلانے والی بدمزاجی کا شکار کم ہی ہوتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب وہ دودھ پلا رہی ہوتی ہے تو مختلف قسم کے غدودوں کی رطوبتوں میں ہم آہنگی اور توازن پیدا ہو جاتا ہے۔

اتنی تحقیق اور وقت و دولت صرف کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ دو سال بچے کو دودھ پلانا بہت مفید اور ضروری ہے۔ تو پہلے ہی دنیا اللہ کے اس جملے کو مان لیتی

والوالدات یرضعن اولادھن حولین کاملین لمن اراد ان یتم الرضاعہ

ماں اور لوری

فرانس کی مشہور ماہر نفسیات Vergara نے دو سو ذہنی مریضوں پر تحقیق کی اور بتایا کہ ان کی امراض کی وجہ یہ ہے کہ ان کی ماؤں نے انہیں لوریاں نہیں دیں ۔۔۔ جھولا نہیں جھلایا اور خود توجہ دے کر سلانا چھوڑ دیا تھا چنانچہ یہ بچے ذہنی مریض بن گئے۔ وہ لکھتی ہیں " ماں کے بازوؤں میں یا پالنے میں جھولا جھول کر بچے جو محبت بھری میٹھی لوریاں سنتے ہیں وہ ان کی جسمانی اور نفسیاتی نشوونما میں ہم آہنگی پیدا کرنے میں سب سے اہم کردار ادا کرتی ہیں"

جن کو ماں کی لوریاں نہیں ملتیں۔ ان کو لوگوں کی گالیاں سننی پڑتی ہیں اور جن کو ماں کی گود نہیں ملتی وہ دربدر کی ٹھوکریں کھاتے ہیں۔ وہ تنکوں کی طرح بکھر جاتے ہیں۔ ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن کی ایک ریسرچ کے مطابق ماں کی اپنے بچے کے لئے "لوری" نہ صرف نیند لاتی ہے بلکہ بچے کے مستقبل کو بھی سنوارتی ہے۔ ڈبلیو ایچ او نے کہا کہ جو بچے پیار کے ماحول میں ماں کی شفقت اور قربت کے سائے میں نیند لیتے ہیں وہ اکیلے سونے والے بچوں کے مقابلے میں بڑے ہو کر زیادہ سلجھے ہوتے اور ذہین انسان بنتے ہیں۔ ریسرچ کے مطابق ماں کے ساتھ سونے والا بچہ خود کو زیادہ محفوظ سمجھتا ہے۔ جس کا اس کی صحت پر اچھا اثر پڑتا ہے۔ اکیلے اور ماں کی شفقت کے بغیر سونے والے اکثر بچوں میں خود اعتمادی کی کمی ہوتی ہے اور وہ اکثر رات کو ڈر جاتے ہیں۔ ڈبلیو ایچ او نے مغربی ممالک کے اس رواج پر بھی سخت تنقید کی ہے کہ بچے کا ماں کے ساتھ سونا خطرناک ہوتا ہے۔

ماں کا اثر

"جیسی ماتی ویسی جاتی ۔۔۔ دودھ پر بودھ" (محاورہ)

یہ اصول دنیا نے تسلیم کر لیا ہے کہ جیسی ماں ہو گی ویسا بیٹا ہو گا۔ کیونکہ دودھ کا اثر ضرور ہوتا ہے۔ دلچسپ حکایت کے ذریعے سے آپ کو سمجھ آ سکتی ہے کہ دودھ کا اثر کہاں تک اثر کرتا ہے۔

"ایک شہزادہ کسی شہزادی پہ عاشق ہو گیا۔ ماں باپ نہ مانے ... تو دونوں نے طے کیا کہ کہیں بھاگ چلیں۔ وقت کا تعین ہو گیا۔ شہزادی نے اپنے اصطبل کا ایسا عمدہ گھوڑا نکالا جو چھوٹی موٹی خندقیں تو ایک چھلانگ میں پھلانگ جاتا تھا۔ اور کوئی گھوڑا... دوڑ میں اس کا ثانی نہ تھا۔ وقت مقررہ پر شہزادہ بھیس بدل کر آیا۔ گھوڑے پر شہزادی کو بٹھایا اور دوڑ لگا دی راستے میں ایک نہر کو کراس کرتے ہوتے گھوڑا نہر کے بیچ میں کھڑا ہو گیا۔ شہزادہ حیران ہوا۔ پانی کے بیچ میں بھینسیں کھڑی ہوتی ہیں گھوڑے کا کیا کام؟ شہزادی سے پوچھتا ہے یہ کیا چکر ہے؟ تُو تو کہتی تھی کہ خاندانی ہے۔ شہزادی کہنے لگی اتنا سنا تھا کہ اس گھوڑے کی ماں کی ماں جب پیدا ہوئی تو اس کی ماں مر گئی تھی۔ اسے بھینس کا دودھ پلایا تھا۔ اس گھوڑے کی نانی نے بھینس کا دودھ پیا تھا کہ وہ اثر ہے کہ یہ گھوڑا پانی کے بیچ بیٹھ گیا۔ شہزادہ نے یہ بات سنتے ہی پیچھے مڑ کر کھینچ کے ایک تھپڑ مارا اور کہا چل واپس۔ کہنے لگی وجہ کیا ہے؟ شہزادہ نے کہا نانی نے دودھ پیا تھا اور اثر نواسے میں پہنچا۔ تُو آج بھاگ رہی ہے کل کو تیری بیٹی بھی بھاگے گی۔ جیسی ماں ہو گی ویسا بیٹا ہو گا کسی شاعر نے خوب کہا ہے ؎

بے ادب ماں با ادب اولاد جن سکتی نہیں
معدن زر معدن فولاد بن سکتی نہیں

ماں نمازی ہو۔ بیٹا نیک ہو گا ماں تہجد گزار ہو گی بیٹا ولی ہو گا۔ ماں ولیہ کاملہ ہو گی بیٹا قطب زماں ہو گا ماں فاطمہ بنت اسد ہو تو بیٹا علی ہو گا۔ ماں فاطمہ بنت محمدؐ ہو

تو بیٹا حسینؓ ہو گا۔ ماں فاطمہ بنت عبداللہ صومعی ہو تو بیٹا عبدالقادر جیلانیؒ ہو گا۔ ماں بری ہو بیٹا بدمعاش ہو گا۔ ماں چور ہو بیٹا ڈاکو ہو گا۔ ماں گانے سنے بیٹا ایکٹر ہو گا۔ ایمرسن کہتا ہے

Men are what their mothers made them.

ترجمہ: "انسان وہی کچھ ہوتے ہیں جو کچھ انہیں اُن کی مائیں بناتی ہیں"

اس بات کو پھر ایک مثال سے عرض کرتا ہوں۔

ماں اور پھانسی

ایک صاحب کو پھانسی دی جانے لگی تو آخری خواہش پوچھی گئی تو اس نے کہا میں صرف اپنی ماں سے اس کے کان میں بات کرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ آخری وصیت پوری کی گئی۔ جب وہ ماں کے کان میں بات کرنے کے لئے منہ قریب لے کر گیا تو اس نے ماں کا کان دانتوں سے کاٹ دیا۔ ماں چیختی ہوئی دور بھاگ گئی۔ پولیس نے تختہ دار پر مارنا شروع کر دیا۔ ظالم کتنا ظلم کمایا۔ مرتے ہوئے بھی ماں کو دکھ پہنچایا۔ تجھے شرم نہیں آتی۔ وہ کہنے لگا آج جو میں پھانسی کے تختہ پر ہوں یہ سب اس ماں کی وجہ سے ہے ۔۔۔ وہ حیران ہو کر پوچھنے لگے وہ کیسے؟ کہنے لگا میں چھوٹا سا تھا تو سکول سے پنسل چوری کر کے لایا۔ میری ماں کو ماسٹر صاحب نے شکایت کی۔ اس نے سُنی ان سنی کر دی۔ مجھے مارنا تو کجا ڈانٹا تک نہیں۔ میرا حوصلہ بڑھتا گیا میں پکا چور بن گیا پھر ڈاکو بن گیا۔ اور آج پھانسی پہ چڑھایا جا رہا ہوں۔ اگر میری ماں پہلی شکایت سنتے ہی مجھے تھپڑ مارتی مجھے روکتی آج اس مقام تک نہ پہنچتا"۔ واقعی نپولین نے صحیح کہا ہے:-

The future destiny of the child is always the work of mother.

ترجمہ:۔ بچے کا مقدر ماں کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔

ماں کی اغلاط

پیار کرنا ہر ایک کا حق ہے۔ حق اس ایوارڈ کا نام ہے جو فرائض کی ادائیگی کے بعد ملتا ہے۔ شادی سے پہلے عورت کا پیار کرنا حق نہیں ہوتا۔ چوری ہوتی ہے۔ پیسے مزدور بھی لیتا ہے اور چور بھی لیتا ہے۔ مزدور کو خوف نہیں اور چور مرتے دم تک ان پیسوں سے خوف زدہ ہی رہتا ہے۔ کہ کبھی بھی یہ راز کھل گیا تو بے عزتی ہوگی۔ یہی مسئلہ عورت کے ساتھ ہوتا ہے اگر وہ شادی سے پہلے کسی سے پیار کرے گی تو یہ چوری ہوگی اور کبھی بھی یہ راز کھلا تو بے عزتی ہوتی ہے۔ جو مرد عورت نکاح کے بعد ایک دوسرے سے پیار کرتے ہیں وہ سکھی رہتے ہیں اور جو پہلے کر لیتے ہیں خواہ نکاح بھی ہو جائے کھٹکا لگا ہی رہتا ہے۔ لیکن عورت جب ماں بن جاتی ہے اب تو اس کو بہت محتاط ہونا پڑتا ہے۔ اس کی ذرا سی بھول خاندان کو سرِ بازار رسوا کر دے گی۔ اکثر ماؤں کو دیکھا ہے وہ شادی کے بعد پہلے پیار کے ساتھ بھی رشتہ استوار رکھتی ہیں اور خاوند کے ساتھ بھی۔ اس کے دو نقصان ہوتے ہیں۔ بیٹے رسوا ہو جاتے ہیں اور بیٹیاں کرپٹ ہو جاتی ہیں۔ اور خاوند کی زندگی اجیرن ہو جاتی ہے۔ جب پہلا بچہ ہو جائے تو ماں اب سب سے رشتہ توڑ دے۔ بس دل و جان سے بچے کی تربیت کرے تاکہ اس کا بچہ سر اُٹھا کر محلے اور شہر میں چل سکے۔ اکثر خاوند سختیاں کرتے ہیں۔ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے صبر کرو انشاء اللہ ایک وقت ایسا آئے گا بچے تمہارے معتقد اور دیوانے ہوں گے اور خاوند بھی تیری عزت کرنا فخر سمجھے گا۔

ماں کو کیسا ہونا چاہیئے؟

ابو صالح موسیٰ جنگی دوست رحمتہ اللہ علیہ نہر کے کنارے کنارے جا رہے تھے کہ ایک سیب بہتا ہوا آیا۔ آپ نے پکڑ لیا اور روزہ افطار کر لیا۔ پھر خیال آیا قیامت کو پوچھ ہوئی تو کیا جواب دوں گا۔۔۔ سوچا مالک سے معافی مانگتے ہیں۔ چونکہ سیب بہتا آ رہا تھا کوئی باغ کنارے پر ہی ہو گا۔ آپ مخالف سمت چل پڑے تھوڑا ہی چلے تھے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک باغ ہے اور کچھ شاخیں نہر کی جانب جھکی ہوئی ہیں۔ آپ سمجھ گئے سیب ادھر سے ہی گرا تھا۔ آپ نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ ایک بزرگ تشریف لائے۔ جی بیٹے کیا کام ہے؟ جی وہ آپ کے باغ کا سیب نہر میں گر گیا تھا میں نے اُٹھا کر کھا لیا۔ یہ عمل آپ کی اجازت کے بغیر تھا آپ سے معافی مانگنے آیا ہوں۔ اس بزرگ نے تھوڑی دیر کے لئے سر جھکایا۔ پھر پوچھنے لگے نام کیا ہے؟ حضور! میرا نام سید ابو صالح موسیٰ جنگی دوست۔ اچھا تمہارا جرم معاف ہو سکتا ہے لیکن دو شرائط ہیں۔ پہلی یہ ہے کہ تم ۱۲ سال ہمارے باغ کی رکھوالی کرو۔ اور دوسری ۱۲ سال کے بعد بتائیں گے۔ آپ نے حامی بھر لی اور ۱۲ سال تک باغ کی رکھوالی کرتے رہے۔ ۱۲ سال گزر گئے تو بزرگ سے کہتے ہیں دوسری شرط؟ بزرگ کہنے لگے میری ایک بچی ہے۔ اندھی ہے، بہری ہے، گونگی ہے، لولی ہے، ہاتھوں سے بھی معذور ہے۔ تم اس سے شادی کر لو میں تمہارا جرم معاف کر دوں گا۔ آپ نے حامی بھر لی۔ نکاح ہو گیا۔ آپ جب اپنی بیوی کے کمرہ میں گئے تو بازو سلامت نظر آئے۔ آپ ایک دم سے مڑے تو آواز آئی "رُکیے آپ میرے خاوند ہیں" ابو صالح موسیٰ جنگی دوست حیران ہوئے۔ اس کی آنکھیں بھی درست ہیں تبھی تو مجھے دیکھ لیا اور آواز بھی دی ہے معلوم ہوا گونگی نہیں ہیں۔ آپ باہر دوڑے آگے سے سسر جی سے ٹکراؤ ہو

گیا۔ پوچھا بیٹے اس وقت باہر کدھر؟ بولے غلط کمرہ میں آ گیا تھا اس بی بی کے اندر تو کوئی بھی نقص نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا بیٹے وہ تیری ہی بیوی ہے۔ رہا نقائص کا مسئلہ تو اس سے میری مراد کچھ اور تھی۔

اندھی اس لئے کہا تھا کہ میری بیٹی نے بالغ ہونے سے لے کر آج تک کسی غیر محرم کو نہیں دیکھا۔

بہری سے مراد یہ تھا کہ بالغ ہونے سے لے کر اب تک کسی غیر محرم کی آواز نہیں سنی۔

گونگی کہنے سے میری مراد یہ تھی کہ میری بچی نے اب تک کسی غیر محرم سے بات تک نہیں کی۔

لُولی اس لئے کہا تھا کہ وہ آج تک کسی غیر محرم کے ہاں چل کر نہیں گئی۔

اور ہاتھوں سے معذور کہنے کی وجہ یہ تھی کہ میری بیٹی نے آج تک کسی غیر محرم کو چُھوا تک نہیں آپ جانتے ہیں یہ کون تھی؟

حضرت فاطمہ بنت عبداللہ • صومعیؒ حضرت عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کی ماں۔ ظاہر ہے جب ماں ایسی ہو گی باپ ابوصالح موسیٰ جنگی دوست جیسا ہو گا تو بیٹا عبدالقادر جیلانیؒ ہی ہو گا۔

آوارہ مائیں

لفظ ماں اتنا مبارک لفظ ہے کہ اس کے ساتھ "آوارہ" کا سابقہ لگاتے ہوئے میرا قلم اور تصور کانپ رہا ہے۔ پر کیا کروں جو بچہ جن دے اسے "ماں" ہی کہتے ہیں اس لئے معذرت۔ ماں پر اپنے بچہ کی تربیت دیکھ بھال فرض ہوتی ہے اور جو فرض سے فرار ہو اسے آوارہ ہی کہتے ہیں۔ جو ماں اپنے بچہ کو اچھے طریقے سے نہ پالے میں

اسے بھی آوارہ کہتا ہوں۔ اور جو نکاح سے پہلے یا نکاح کے بعد بھی غیر سے ملاپ رکھے وہ بھی آوارہ ہے۔

یورپین فلاسفر کہتے ہیں کہ "بغیر نکاح کے ماں بننا زیادہ جمہوری طریقہ ہے" ... یہی وجہ ہے کہ ان ممالک میں دس بارہ سال کی لڑکیاں بھی وضع حمل اور اسقاط حمل کا تجربہ کر چکی ہوتی ہیں۔ حالانکہ قانون کے مطابق بلوغت کی عمر ۱۸ سال ہے۔ پہلی جنگ عظیم کے بعد فرانس نے نعرہ لگایا "بچے جنو اور جناؤ" نکاح کی کوئی قید نہیں ہے بس کسی طرح بھی بچے پیدا کرو اور اعلان کیا گیا جو عورت خواہ کنواری ہو یا بیوہ اپنا رحم رضا کارانہ طور پر پیش کرے گی اسے حکومت کی طرف سے "Mother of country" اُم الوطن کا خطاب دیا جائے گا اور قحبہ خانوں میں جو فوجیوں کی "خدمت" میں لگی ہوئی تھیں وہ اگر بچہ جنتیں تو انہیں "Good War Mother" کا خطاب دیا جاتا۔ ایک بات ذہن نشین کر لیجئے کہ عورت جائز بیوی بنے گی تو معزز ماں ہو گی۔ بہترین ماں بننے کے لئے جائز بیوی بننا ضروری ہے۔ ایک صاحب فرما رہے تھے۔

۱۹۶۲۔ میں امریکہ کے اندر ساڑھے ۲۳ لاکھ ناجائز بچے پیدا ہوئے۔

۱۹۶۳۔ میں امریکہ میں ۲۰ لاکھ مزید پیدا ہوئے۔

۱۹۹۱۔ میں برطانیہ کے اندر ۲۰ ہزار ناجائز بچے پیدا ہوئے۔

۱۹۶۱۔ پانچ جون کی رپورٹ ہے کہ جوھینسبرگ جنوبی افریقہ میں روزانہ تین ناجائز بچے پیدا ہوتے ہیں۔

ڈاکٹر جے اے سکاٹ لنڈن کنٹبری کونسل کے میڈیکل آفیسر آف ہیلتھ نے انکشاف کیا ہے کہ لنڈن میں ہر سو میں سے دس بچے ناجائز ہوتے ہیں۔ مشہور مصنف و

ادیب آسکر وائلڈ بھی ناجائز تھا۔

میں نے کہا بھلے مانس بچے ناجائز نہیں ہوتے۔ ان کی مائیں ناجائز بیویاں تھیں۔ آوارہ مائیں تھیں۔ بچے کا کیا قصور؟ کیا بچے نے کہا تھا نکاح نہ کرنا؟ یہی وجہ ہے کہ کوڑے اسلام کے اندر کنواری ماں کو لگائے جاتے ہیں بچہ کو نہیں۔ میں اس ماں کو بھی آوارہ ماں ہی کہتا ہوں جو اپنے خاوند کے علاوہ دوسروں کو بھی لذت کا موقعہ دیتی ہے۔ ساحل مالا بار ہندوستان میں ایک قوم رہتی ہے اسے "نائر" کہتے ہیں۔ اس قوم کی عورتیں حسن و جمال میں بے مثال ہیں ان کے ہاں عورت ۱۲ خاوند رکھ سکتی ہے۔ اور تعجب کی بات یہ ہے کہ یہ تمام کے تمام ایک ساتھ وہ اپنے بھائی کے گھر میں رکھتی ہے۔ اور جو عورت سے متمتع ہو رہا ہوتا ہے وہ اپنا چھرا کمرہ کے دروازہ پر گاڑ دیتا ہے۔ جب اس کا چھرا ہٹ جائے تو پھر کوئی اور شوہر آجاتا ہے ۰۰۰ اس ماں کے ہاں جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اسے خبر نہیں ہوتی کہ یہ بارہ میں سے کس کا ہے؟ اس لئے اس قوم میں بچہ ماں کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ اس قوم میں جو غریب لوگ ہوتے ہیں وہ مل کر ایک ہی عورت سے شادی کر لیتے ہیں ۰۰۰ وہ مائیں بھی آوارہ ہی کہلائیں گی جو اپنے بچوں کو اداروں کے حوالے کر جاتی ہیں اور خود سیر سپاٹے میں لگی رہتی ہیں۔ جن کی مائیں آوارہ ہوتی ہیں ان کے بچے باہر نکلنے کے قابل نہیں ہوتے۔ اور جن کی مائیں گھر رہتی ہیں وہی بچے باہر سر اُٹھا کر چلتے ہیں۔

قاتل مائیں

عورت بیٹی ہے، بہن ہے، بیوی ہے، ماں ہے، لیکن معزز و افضل عہدہ ماں ہے۔ ماں بننا گویا کہ عورت کا مکمل ہونا ہے۔ لیکن آج کل کی جدید عورت ماں بننے سے بڑا ڈرتی ہے۔ وہ یا تو بچہ کو پیٹ میں ختم کرا دیتی ہے اور اگر پھر بھی بچ جائے تو

پھینک دیتی ہے۔ یہ عورت اپنے بچے کو کیوں قتل کرتی ہے؟ اس کی پہلی وجہ یہ ہے کہ رسوائی نہ ہو۔ جگ ہنسائی نہ ہو۔ پاکستان کے گندے نالوں میں معصوم بچوں کی لاشیں تیرتی ہوئی دیکھی گئی ہیں۔ کوڑا کرکٹ پر دودھ پیتے بچے پھینک جاتی ہیں؟ اس کی وجہ مرد ہیں وہ بھولی بھالی لڑکی کو سبز باغ دکھاتے ہیں کہ میں تم سے شادی کروں گا۔ تم میری جان ہو وہ سمجھتی ہے جب شادی اس سے کرنی ہے تو قریب جانے میں کیا حرج ہے؟ بس وہ قریب ہوتی ہے تو عجیب ہوتی ہے۔ یہ صاحب چند روز لطف اندوز ہوتے ہیں اور اس کے پیٹ میں اپنا نشان چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔ بلکہ دفع ہو جاتے ہیں۔ پھر اسے خیال آتا ہے یہ کیا؟ اب اسے ہر شے سے نفرت ہو جاتی ہے۔ وقت زیادہ ہو چکا ہوتا ہے۔ ورنہ وہ اس بچے کو پیٹ میں ہی ختم کروا دیتی۔ اب انتظار رہتا ہے کہ جلدی وہ وقت آئے۔ جب یہ بچہ پیدا ہو۔ وہ دن بھی آ جاتا ہے اور اس بچے کو پھینک دیا جاتا ہے۔ دریا میں، نالے میں یا کچرے کے پاس، میں بچیوں سے گزارش کروں گا مرد سونے کا بھی بن کر آ جائے تو کبھی بھی نکاح سے پہلے اس کے قریب نہ جاؤ۔ نہ اسے لاؤ۔

بچہ قتل کرنے کی دوسری وجہ خود عورت ہوتی ہے۔ عورت آزاد رہنا چاہتی ہے۔ خصوصاً یورپ کی عورت۔ ان کا فلسفہ یہ ہوتا ہے کہ آدمی کو پیاس لگتی ہے تو جہاں سے پانی ملے وہ پی لیتا ہے۔ بھوک لگی ہو جس ہوٹل سے چاہے کھانا کھا لیتا ہے۔ ... یہ بھی ... ایک قسم کی بھوک ہے جس مرد سے چاہو مٹا لو۔ ۱۷ سے ۲۷ سال تک وہ بچہ پیدا نہیں ہونے دیتیں۔ ہر ہم بستری کے بعد گولیاں کھائیں گی لیکن پھر بھی ناکام ہو جاتی ہیں۔ نطفہ قرار پکڑ جاتا ہے تو پیٹ ہی میں اس کو ختم کر دیتی ہیں۔ صرف ماسکو شہر کے اندر ایک لاکھ ۵۴ ہزار لڑکیوں نے پیٹ ہی میں بچے ختم کر دیے اور

دیہات کے اندر ۹۷۹ ۲۴۲ عورتوں نے حمل گرادیئے۔ یہ ۱۹۳۴ء کی بات ہے۔

پیرس کے اندر ۲۹ دسمبر ۱۹۵۹ء کو "پہلی بین الاقوامی کانفرنس متعلقہ انسداد جرائم" منعقد ہوئی اس سے خطاب کرتے ہوئے ڈاکٹر ڈوریاں رولی نے کہا "پیرس کے اندر ولادتوں کے مقابلے میں اسقاط زیادہ ہیں یعنی ڈیڑھ لاکھ بچے ولادت سے قبل ہی مائیں مار دیتی ہیں۔

کینتھ رابنسن نے (House of Commons) میں خطاب کرتے ہوئے کہا برطانیہ میں سالانہ ایک لاکھ عورتیں بچوں کو پیدا ہونے سے پہلے پیٹ ہی میں ختم کر دیتی ہیں۔ لیڈی ڈاکٹر میری کالڈیردن "میڈیکل ڈائریکٹر خاندانی منصوبہ بندی امریکہ" اٹلانٹک نیوجرسی میں ۲۰ اکتوبر ۱۹۵۹ء کو بیان دیا کہ امریکہ میں ہر سال دو لاکھ عورتیں پیٹ ہی میں بچے کو ختم کر دیتی ہیں۔ ۱۹۶۰ء میں دس لاکھ ماؤں نے حمل گرائے۔ یہ اتنے پرانے ریکارڈ ہیں آپ سوچیں اب کیا عالم ہو گا۔ ۱۹۸۷ء میں جنگ اخبار نے لکھا تھا کہ امریکہ کے اندر ہر ۲۷ ویں سیکنڈ میں ایک کم عمر لڑکی ماں بنتی ہے۔ مانع حمل ادویات ارزاں اور آسان ملتی ہیں چنانچہ جونہی لڑکی جوانی کی دہلیز پر قدم رکھتی ہے رکاوٹ کوئی نہیں اور لگاوٹ کا سامان بہت ہے ۰۰۰ بچے کا ڈر ہوتا ہے عورت کو کہ وہ پیدا ہو گیا تو رسوائی ہو گی سرکار نے ادویات تمام اوقات عام کر دی ہیں؛ اور اگر پھر بھی "قرار" پکڑ جائے تو ایسے ادارے ہیں جو اس "قرار" کو "بے قرار" کر دیتے ہیں۔ اور اس کا نقصان یہ ہوتا ہے کہ مسلسل دوائیوں کے استعمال سے وہ لڑکی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ماں بننے سے محروم ہو جاتی ہے۔

میں اللہ کا واسطہ دے کر عرض کرنا چاہتا ہوں یہ منصوبہ بندی کے اشتہارات و اختیارات کی تشہیر نہ کرو ورنہ پاکستان میں بھی قاتل ماؤں کا اضافہ ہو جائے گا۔

پہلے بنو ماں پھر ہو گی ہاں !!!

آپ پڑھ کر حیران ہو گئے؟ ہونا چاہیے کیونکہ آپ مسلمان ہیں، اسلام میں عورت پہلے بیوی بنتی ہے پھر ماں بنتی ہے۔ لیکن کچھ علاقے ایسے ہیں جہاں عورت کو شادی سے پہلے ثابت کرنا ہوتا ہے کہ وہ ماں بن سکتی ہے۔ جونہی ثبوت مل جاتا ہے وہ پکی بیوی تسلیم کر لی جاتی ہے۔ پورٹ لینڈ یہ نام آپ نے ضرور سنا ہو گا یہاں کا سیمنٹ بہت مشہور ہے۔ یہاں کا ایک اور کام بھی بہت مشہور ہے۔ کہ مرد اور عورت ایک ساتھ رہنا شروع کر دیتے ہیں اگر عورت کے پیٹ سے ظاہر ہو جاتے کہ وہ ماں بننے والی ہے تو فوراً شادی کر لیتے ہیں۔

ہالینڈ کی مشہور بندر گاہ ایمسٹرڈم سے پچاس کلومیٹر کی دوری پر "اسٹیفورٹ" شہر ہے۔ یہاں کی عورتوں کیلئے ضروری ہے کہ شادی سے قبل ثابت کریں کہ وہ ماں بننے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔ اس سلسلے میں والدین بھی مکمل ساتھ دیتے ہیں۔ اس کا طریقہ کار یہ ہوتا ہے کہ جس گھر میں کوئی لڑکی شادی کے قابل ہوتی ہے تو گھر والے اپنے دروازہ پر پیتل کا بنا ہوا ایک چمکتا ہوا دل لگا دیتے ہیں۔ جب تک اس کی چمک برقرار رہتی ہے اس کا مطلب ہے کہ گھر میں کوئی جوان دوشیزہ ہے۔ یہ چمک دیکھ کر کوئی بھی جوان لڑکی کے والدین کے پاس آتا ہے۔ وہ اس کی خوب آؤ بھگت کرتے ہیں۔ جب کافی آت ہو جاتی ہے تو والدین بہانہ کر کے اٹھ جاتے ہیں... لڑکی کا کمرہ پیچھے ہوتا ہے۔ جس کا دروازہ باہر گلی کی طرف کھلتا ہے۔ اسے " Window of love " کہتے ہیں۔ یہ اسی پیار کی کھڑکی سے اندر چلا جاتا ہے اور رات گزارتا ہے اسی طرح کتنی راتیں وہ گزارتا ہے تآنکہ معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ ماں بن سکتی ہے پھر شادی پکی ہو جاتی ہے۔

ہندوستان میں نیلگری کے پہاڑی دامن میں ایک قوم "ٹوڈا" رہتی ہے ان کے ہاں بھی یہی رواج ہے لیکن طریقہ یہ ہے کہ مرد عورت جنگل میں چلے جاتے ہیں اور کسی درخت کے نیچے بیٹھ جاتے ہیں۔ وہیں ایک دوسرے سے پیار کرتے ہیں اور اپنا پیدا ہونے والا بچہ اسی سے منسوب کر دیتے ہیں۔۔۔ عورت کو جب ساتواں ماہ لگ جاتا ہے تو برادری کے اندر ایک پارٹی کا اہتمام ہوتا ہے اور ان کی شادی ہو جاتی ہے۔

ایام جاہلیت میں عربوں کے اندر ایک عجیب طریقہ تھا کہ ایک ہی عورت کے پاس نو (۹) آدمی جاتے اس سے مباشرت کرتے۔ جب ماں بننے کے آثار ظاہر ہو جاتے وہ سب کو بلاتی اور جس پر دل چاہتا اسے بچے کا باپ قرار دے دیتی۔ اور یہ دونوں میاں بیوی تسلیم کر لئے جاتے۔ ایک اور صورت یہ تھی کہ بہت سے آدمی ایک ہی عورت سے مباشرت کرتے وہ حاملہ ہو جاتی اور بچہ جن دیتی تو ان بندوں کو بھی بلایا جاتا اور مشہور قیافہ شناسوں کو بھی بلایا جاتا جب زیادہ قیافہ شناس جس بندے پر متفق ہو جاتے اسے ہی بچے کا باپ تسلیم کیا جاتا اور یہی ان کی شادی قرار پاتی۔

ہمارے مذہب اسلام کے اندر یہ بیہودگی و فرسودگی نہیں ہے۔ اولاد دینا اللہ کے ہاتھ ہے۔ چاہے تو اپنے برگزیدہ بندوں کو اولاد سے محروم کر دے چاہے تو کافروں کو نواز دے۔ اسلام کے اندر صرف ایک بار دیکھنے کی اجازت ہے وہ بھی والدین کی موجودگی میں۔ اسلام میں عورت پہلے جائز بیوی بنتی ہے پھر ماں بنتی ہے۔

یورپ میں ماں

حکیم محمد طارق محمود چغتائی صاحب فرماتے ہیں کہ ایک لڑکی "میری" جوان ہوتی تو ماں نے اس کی شادی کر دی۔ وہ جلد ہی ماں بن گئی۔ لڑکی نے اپنی ماں کو اپنی بچی کی آیا بنا کر رکھ لیا۔ وہ گھر میں رہتی۔ اپنی بچی کی بھی دیکھ بھال کرتی اور بچی کی

بچی کی بھی دیکھ بھال کرتی۔ جب نواسی ذرا بڑی ہو گئی اور کپڑے خود بدلنے کے قابل ہو گئی۔ تو "میری" نے سوچا ماں بوڑھی ہو گئی ہے گھر کی خوبصورتی پر اس کا وجود اثر انداز ہوتا ہے۔ اس لئے بڑھیا سے جان چھڑانی چاہیے۔ "میری" نے اپنی ماں کو Old house میں داخل کروا دیا۔ ماں نے بڑی منت سماجت کی مجھے خود سے جدا نہ کرو میں تمہاری بھی خدمت کروں گی۔ اپنی نواسی کی بھی کروں گی۔ مگر "میری" ہر صورت اپنی ماں کو بھیجنا چاہتی تھی کیونکہ اب مکان چھوٹا پڑ گیا تھا۔ جب "Merry" اپنی ماں کو لے جانے لگی تو نواسی ایلزبتھ رو پڑی۔ میری نانی کو مجھ سے جدا نہ کرو۔ نواسی کی ضد بھی رکاوٹ نہ بنی۔ ماں کو اولڈ ہاؤس میں چھوڑ دیا۔ اور وعدہ کیا ہم ملنے آیا کریں گے۔ ہفتہ اتوار آپ کو گھر لے جایا کریں گے۔ وہ وعدہ ہی کیا جو وفا ہو گیا۔ ملاقات میں وقفہ بڑھتا گیا۔ ہر ویک (Week) میں ہفتہ اور اتوار غائب ہو جاتے۔ اور ماں بے چاری اولڈ ہاؤس میں دوسری عورتوں کے ساتھ اپنی بچی کا انتظار کرتی رہتی۔ تنگ آ کر اس نے خط لکھے۔ چہرہ دکھانے کی التجائیں کیں۔ آخر ایک روز "میری" کا خط آ ہی گیا۔

مائی مدر! میں کرسمس پہ ضرور آؤں گی۔ آپ کو گھر بھی لاؤں گی۔ نواسی سے ملواؤنگی۔ مل کر کرسمس کی خوشیاں منائیں گے"

ماں خط پڑھ کر خوش ہو گئی۔ اور ۲۵ دسمبر کا انتظار کرنے لگی۔ اس نے اپنی نواسی کے لئے اُون کا مفلر، سویٹر اور ٹوپی بنائی تھی۔ کچھ کسر باقی تھی ۲۴ دسمبر کی رات باہر بالکونی میں ہی بیٹھ گئی۔ کہ میں یہ تحفے مکمل کر لوں کل میری نواسی آئے گی تو کرسمس کا تحفہ دوں گی۔ شدید سردی اور برفباری میں وہ بیٹھ گئی۔ اولڈ ہاؤس کی خادمہ نینسی نے کہا آپ اندر چلیں۔ یہاں سردی لگ رہی ہے! کہنے لگی میں اندر

نہیں جاوں گی۔ میں چاہتی ہوں جب میری بیٹی کار لے کر آئے تو ان کو انتظار نہ کرنا پڑے میں فوراً چل دوں۔ نینسی کمرہ میں گئی کمبل لا کر بڑھیا پہ دے دیا۔ بڑھیا نے ساری رات بالکونی میں کرسی پر بیٹھے بیٹھے گزار دی۔ ماں سردی کی تاب نہ لاتے ہوئے چل بسی... لڑکی کوئی نہ آئی۔ پھر اس کے گھر اطلاع دی گئی۔ بیٹی نے ماں سے پیار کا یہ ثبوت دیا کہ اس کے کفن دفن کا بہترین انتظام کروایا...

یورپ کے اندر تو احترام ماں باپ بالکل ختم ہو گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ماں باپ بچوں سے ڈرتے ہیں آپ نے اگر بچے کو مارا تو وہ فوراً جا کر پولیس سے شکایت کر دے گا۔ بیٹی کے کمرہ میں اگر کوئی اندر ہے تو ماں نہیں پوچھ سکتی کہ یہ کون ہے؟ اور کیوں آیا ہے؟ یورپ میں بچے ماں کا کتنا احترام کرتے ہیں ایک جھلکی ملاحظہ ہو

"Child of Rage" میں "Bruce Nygren" لکھتا ہے کہ Glenn نے بتایا

One night in late June, I picked fight with Stanley. We were pushing each other noisily, knocking aside furniture in the living room, working each other over pretty good. "Stop it, Glenn," Mother ordered, rushing in from the kitchen. "Mind your own business," answered angrily, stepping again toward Stanley.

Before I reached him, mother grapped me from behind, and slapped my face. I reacted instantly, slapping her so hard.

You do that again, and I will kill you, "I screamed at

her. Mother said nothing more, just rubbed her jaw and walked to the telephone. She called the police, telling them to come and arrest me.

ماں کی محبت اور جدید سائنس

ایرک فرام اپنی کتاب "آرٹ آف لونگ" میں لکھتا ہے اگر بچے کو ماں کی ممتا اور شفقت نہ ملے تو وہ موت کے خوف میں مبتلا ہو جائے۔" یہ حقیقت ہے اگر ماں نہ ہو بچہ مر جائے کیونکہ بچہ پیدائش کے بعد کافی عرصہ تک ایک لوتھڑا ہی ہوتا ہے۔ ماں زندگی کی حرارت ہے۔ تحفظ ہے۔ تسکین ہے۔ مسرت ہے۔ ماں غیر مشروط طور پر اپنی ممتا کے خزانے لٹاتی ہے... یہ نعمت ہے۔ عنایت ہے۔ رحمت ہے۔ سکون ہے۔ گھنی چھاؤں ہے۔ میٹھا چشمہ ہے۔ دنیا کے اندر ہر شے کا کوئی نعم البدل ہے۔ لیکن ممتا کا نعم البدل نہیں ہے۔ واحد ماں ہے جو بغیر کسی لالچ کے اپنے بچے سے پیار کرتی ہے۔ وہ بچے کی خاطر دکھ اٹھانے میں سُکھ محسوس کرتی ہے۔

ماہرین نفسیات کہتے ہیں "ماں جب اپنے بچے سے پیار کرتی ہے تو اس کی زندگی میں اضافہ ہوتا ہے" ماں کی محبت تمام محبتوں سے اونچی اور مقدس ہوتی ہے... ایرک فرام نے غضب کی بات کہی "ماں کی محبت کا ایک اور کمال ہوتا ہے کہ یہ اس وجود سے پیار کرتی ہے جس نے بالآخر بچھڑ جانا ہوتا ہے۔ بلکہ یہ کہنا مناسب ہوگا کہ یہ اس وجود سے پیار کرتی ہے جو ہر روز اس سے بچھڑتا ہے۔ پیدا ہوتا ہے تو پیٹ سے جدا ہو جاتا ہے۔ پھر پہلو سے جدا ہوتا ہے۔ پھر گود سے بھی جدا ہو جاتا ہے۔ پھر گھر سے جدا ہوتا ہے۔ شادی کر لیتا ہے تو مکمل جدا ہو جاتا ہے۔ گویا کہ ماں اپنے بچے کو بچھڑنے کیلئے پالتی ہے۔ اور تعجب تو یہ ہے کہ پالنے میں فخر محسوس کرتی ہے۔ واہ کیا

محبت ہے۔

روحانیت کے ڈاکٹر نکلسن اور ماہر نفسیات پروفیسر ملن کیم نے اپنے تحقیقی کالم میں لکھا "ماں باپ جوں جوں بوڑھے ہوتے جاتے ہیں۔ ان کی محبت بڑھتی رہتی ہے۔ اور ماں باپ ہزاروں میل دور اپنی نیک تمناؤں کے ذریعے غیر مرئی شعاعوں کا سلسلہ اولاد تک پہنچاتے رہتے ہیں۔ ماں باپ خواہ کمزور ہوں مگر شعاعیں طاقتور ہوتی ہیں۔ ماں باپ اگر قریب ہوں تو ان کی محبت بھری شعاعیں جسم اور اعصاب کی تقویت کا باعث بنتی ہیں۔ ماں کا لمس ذہنی عوارض کو ختم کر دیتا ہے۔ نفسیاتی الجھنیں ختم ہو جاتی ہیں" ڈاکٹر نکلسن کہتا ہے "میں جب اپنی ماں سے محبت بھری نگاہیں ملاتا ہوں تو میرے اندر قرار و سکون کی لہر دوڑ جاتی ہے"

یتیم

میں نے ایک مرتبہ سنا تھا کہ انسانوں میں یتیم وہ ہوتا ہے جس کا باپ مر جائے۔ جانوروں میں یتیم وہ ہوتا ہے جس کی ماں مر جائے۔ اور موتیوں میں یتیم وہ ہوتا ہے جو سیپ میں اکیلا ہو۔ موتی تو بے جان ہے اس پہ کیا گفتگو کروں لیکن جاندار کے متعلق خواہ جانور ہو یا انسان میرے خیال میں ماں کے مرنے سے یتیم ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ بچے کو بچپن سے محبت کی ضرورت ہوتی ہے جو صرف اور صرف ماں ہی کے پاس ہوتی ہے۔ ایک بچہ جس کی ماں مر گئی اور باپ زندہ تھا اس کے متعلق ایک تخیل ملاحظہ ہو۔

"ایک دن میں قبرستان اپنے دوست کی قبر پہ فاتحہ پڑھنے گیا۔ شام کا وقت پرندے اپنے گھروں کو جا رہے تھے۔ بچے اپنی ماؤں کی گود میں... سورج بھی جا رہا تھا... کہ مجھے رونے کی آواز آئی... آواز معصوم بچے کی تھی اماں... اماں... اٹھو گھر چلیں۔ آپ یہاں کیوں سو رہی ہیں؟ میں آواز کی طرف چل پڑا۔ کیا دیکھتا

ہوں کہ ایک نابالغ بچہ اپنی ماں کی قبر سے لپٹ کر رو رہا ہے۔ اور ماں سے کہتا ہے ماں جی آپ نے گھر کیوں چھوڑ دیا؟۔۔۔ ہم سے منہ کیوں موڑ لیا؟۔۔۔ یہاں کیوں ڈیرے لگائے؟۔۔۔ چلو پہلے مکان میں واپس چلیں۔ میں وعدہ کرتا ہوں۔ اب تجھے نہیں ستاؤں گا۔۔۔ تیری نصیحت کو نہیں بھلاؤں گا۔۔۔ میں ضد نہیں کروں گا۔۔۔ شرارت نہیں کروں گا۔۔۔ ماں جی اٹھو گھر چلیں۔۔۔ یہ بیاباں ہے۔ آپ کے بعد زندگی عجیب ہو گئی۔ سب کچھ بدل گیا۔ ابا سے پیسے مانگتا ہوں پہلے دے دیتے اب نہیں دیتے۔ بات بات پہ ڈانٹتے ہیں۔ رو رو کر میری آنکھیں سرخ ہو گئی ہیں۔ اور ماں جی آپ مجھے چھوڑ کر ادھر آ گئی ہیں۔ میری خطا تو بتاؤ۔ کیا گستاخی ہوئی بولنا بھی چھوڑ دیا ہے۔

میرے ساتھی میلے پہ جاتے ہیں۔ وہی ملتا ہے جو وہ چاہتے ہیں۔ ان کی مائیں ساتھ ہوتی ہیں میں اکیلا پھرتا ہوں۔ ان کو دیکھ کر میرا کلیجہ باہر کو آ جاتا ہے۔ کاش کہ تُو ہوتی مجھے ساتھ لے کر چلتی۔ اُٹھ ماں چلیں۔ پہلے تو میں روتا تھا تو مناتی تھی۔ مجھے چومتی تھی گلے لگاتی تھی۔ میں بیمار ہوتا ساری رات میرے سنگ گزارتی تھی۔ ماں میں ہی وہ تیرا بیٹا ہوں۔ جسے تو نے بڑے نازوں سے پالا تھا۔ آج تنہا پھر رہا ہوں ویرانے میں اٹھ ماں کیوں رہتی ہے بیاباں میں؟

آج بھی بھوکا ہوں جب روٹی مانگتا ہوں لوگ کہتے ہیں کیا تیرے لئے کماتے ہیں۔ مجھے روٹی نہیں ملتی مجھے دھکے ملتے ہیں۔ ماں سب پیسے کی دنیا ہے۔۔۔ تیری طرح کوئی بھی بے لوث پیار کرنے والا نہیں۔ ماں جی اُٹھو گھر چلیں۔ یہاں کیوں سو رہی ہو؟ ماں جی لوگوں کی جھڑکیاں مجھ سے برداشت نہیں ہوتیں۔ میری کوئی غلطی ہے تو معاف کر دے۔ مجھ پر رحم کر آپ چل یا مجھے ہی اپنے پاس بلا لے۔۔۔ میری

آنکھیں رو رو کر لال ہو گئی ہیں۔ ماں اب تو چپ توڑ دے ۰۰۰ تو بولتی کیوں نہیں؟ پہلے تو میرے بلانے پہ اتنی دیر تو نہیں لگاتی تھی۔ کیا آج تیرے کانوں میں میرا رونا اور میری آواز نہیں پہنچ رہی؟ یا تو نے ابھی تک مجھے پہچانا ہی نہیں؟ قبر سے آواز آتی "میرے بیٹے میں تجھ پر قربان تیرا رونا مجھ سے برداشت نہیں ہوتا۔ میں نے تجھے پہچان بھی لیا اور تیری آواز بھی میرے کانوں تک پہنچ رہی ہے۔ میں ضرور اُٹھتی تجھے گلے لگاتی مگر موت نے مجھے مار دیا۔ بیٹے صبر کر اور لوٹ جا اللہ تیرا حامی و ناصر ہو۔" تو میں عرض کر رہا تھا کہ انسان کا بچہ بھی ماں کے مرنے سے ہی یتیم ہو جاتا ہے۔ باپ کا رویہ جو ماں کے پیار نے چھپا رکھا ہوتا ہے وہ ماں کے مرنے سے اور ماں کے مقابلے میں عجیب سا لگتا ہے۔ باپ تو صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ خزانچی ہے۔ دعا کرو اللہ کرے کسی کی ماں نہ مرے ۰۰۰ یہ دکھ بڑا بھاری ہے۔

کس نے کیا کہا؟

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم : نے فرمایا (۱)۔ بے شک ماؤں کی نافرمانی تم پر حرام ہے۔ (بخاری)، (۲)۔ جنت تمہاری ماؤں کے قدموں تلے ہے۔ (کنز العمال)

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا : نے فرمایا "ماں کے قدموں سے چمٹے رہو۔ جنت وہیں ہے"

علامہ اقبال : فرماتے ہیں "سخت سے سخت دل کو ماں کی پُرنم آنکھوں سے موم کیا جا سکتا ہے"

اورنگزیب عالمگیر : نے کہا "ماں کے بغیر گھر قبرستان ہے"

محمد علی جوہر : کہتے ہیں "ماں کی اصل خوبصورتی اس کی محبت میں ہوتی

ہے میری ماں دنیا کی سب سے خوبصورت ماں ہے"

مولانا شوکت علی : نے کہا "ہماری ماں نے ہمیں زندہ رہنے اور آزادی سے زندگی گزارنے کا سبق دیا"

بھگوت گیتا : میں ہے کہ "سوتیلی ماں کی شان میں بھی برے کلمات نہ کہو کیونکہ وہ بھی تمہارے باپ کی زوجہ ہے"

رمائن : میں ہے کہ تین شخص دنیا میں قابل تعظیم ہیں استاد، ماں اور باپ

الطاف حسین حالی : فرماتے ہیں "بچے کا مستقبل ماں کی گود میں پرورش پاتا ہے"

نادر شاہ نے کہا "مجھے ماں اور پھولوں میں کوئی فرق نظر نہیں آتا۔"

اکبر بادشاہ : نے کہا "ہر شخص انسانیت کی حقیقی تصویر اپنی ماں کے چہرے پہ دیکھ سکتا ہے"

ابو الفضل فیضی : نے کہا "میری ہر تکلیف اور غم میں میری ماں کا تصور میرے لئے فرشتہ بن کر آیا"

سر سید احمد خاں : نے کہا "اگر ہم .بہترین قوم کے خواہش مند ہیں تو ہمیں .بہترین مائیں پیدا کرنی ہوں گی"

ایمرسن : نے کہا "ماں کی زندگی میں محبت اور مہربانی کا خمیر داخل کیا گیا ہے"

ملٹن : کہتا ہے "آسمان کا .بہترین تحفہ ماں ہے"۔

فردوسی : نے کہا "اگر میری ماں مجھ سے جدا کر دی جاتے میں پاگل ہو جاؤں گا"

لانگ فیلو : نے کہا "ماں وہ ہستی ہے جس کے خلاف کچھ کہنا گناہ ہے"

افلاطون : نے کہا " ماں، باپ سے زیادہ شفیق ہوتی ہے "

شیلے : نے کہا " دنیا کا کوئی رشتہ ماں سے زیادہ پیارا نہیں ہے "

ورڈز ورتھ : نے کہا " ماں کا غصہ وقتی ہوتا ہے "

فریڈرک : نے کہا " جس گھر میں تعلیم یافتہ اور نیک ماں ہو وہ گھر تہذیب و انسانیت کی درسگاہ ہوتا ہے "

لارڈ میکالے : کہتا ہے " تعلیم کا آغاز تو ماں کی گود ہی سے شروع ہو جاتا ہے۔ اس وقت ماں کا ہر لفظ بچے کے کردار کی تعمیر پر اثر ڈالتا ہے "

نپولین نے کہا " تم مجھے۔ بہترین مائیں دو میں تمہیں۔ بہترین قوم دوں گا "

شیکسپیئر : نے کہا " مضبوط ارادے ماں عطا کرتی ہے "

بو علی سینا : نے کہا " اس بات سے بچو کہ ماں نفرت کرے یا بد دعا کے لئے ہاتھ اُٹھائے "

این : نے کہا "God could not be everywhere and therefore, He made mothers"

تھیکرے : نے کہا "Mother is the name for God on the lips and in the hearts of little children."

سب سے مقدم کام

" ماں کی رضا سب سے مقدم کام ہے " یہ بایزید بسطامیؒ کا جملہ ہے۔ بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ۔ بہت بڑے ولی کامل گزرے ہیں۔ حضرت جنید بغدادیؒ نے ان کے متعلق فرمایا تھا کہ یہ ہم میں اس طرح ہیں جیسے فرشتوں میں جبرائیل علیہ السلام " آپ کی جائے ولادت موبدان میں ہوئی۔ یہ ملک ایران کے صوبہ قوس کے

شہر بسطام کا ایک محلہ ہے۔ آپ کے والد گرامی شیخ عیسیٰ رحمتہ اللہ علیہ آپ کی ولادت سے چند ماہ بعد فوت ہو گئے۔ آپ کی ماں نے آپ کا نام طیفور رکھا۔ آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کو شہر کی ایک مسجد میں قرآن کی تعلیم کے لئے بھیجا آپ قرآن پڑھتے پڑھتے جب اس آیت پر پہنچے اَن اشکرلی والوالدیک۔ شیخ فرید الدین عطار رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں بستہ زمین پہ رکھا اور گھر چل دیے ماں نے پوچھا۔ بیٹے ! آج وقت سے پہلے گھر آ گئے ہو خیریت ہے؟ عرض کی ماں جی میں قرآن پڑھ رہا تھا۔ ماں باپ کی خدمت کا حکم آیا۔ میں نے اپنے آپ کا جائزہ لیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ میں دو آقاؤں کی خدمت نہیں کر سکتا۔ میں آپ کے پاس آیا ہوں۔ یا تو اپنے لئے رکھ لو یا اللہ کیلئے چھوڑ دو۔ بوڑھی ماں بولی بیٹا طیفور میں اپنا حق چھوڑتی ہوں۔ اور تمہیں خدا کے لئے وقف کرتی ہوں۔ آپ ۱۲ سال سے زیادہ عرصہ ریاضت، مشقت، مسافرت میں رہے۔ اتنا عرصہ پھرنے کے بعد فرماتے ہیں "جس کام کو میں سب سے زیادہ مؤخر سمجھتا تھا وہ سب سے مقدم نکلا۔۔۔ اور وہ تھا ماں کی رضا۔ جو کچھ زہد و ریاضت میں ڈھونڈتا رہا وہ اسی میں ملا"

فرماتے ہیں ایک رات میری ماں نے پانی مانگا۔ میں نے کوزہ دیکھا وہ خالی تھا۔ گھڑے میں بھی پانی نہ تھا۔ میں ندی سے کوزہ بھر کے لایا۔ واپس پہنچا تو ماں سو چکی تھی۔ سردی کی راتیں تھیں میں کوزہ ہاتھ میں لئے کھڑا رہا۔ کوزہ میرے ہاتھ میں جم گیا۔ میری ماں جی بیدار ہوئیں تو میں نے پانی دیا۔۔۔ انہوں نے مجھے بہت سی دعائیں دیں۔ اور پھر ایک رات یوں ہوا کہ میری والدہ کمرہ میں سوئی ہوئی تھیں۔ اور گرمی کا موسم تھا۔۔۔ ماں جی نے کہا بیٹا آدھا دروازہ کھول دو ہوا نہیں آ رہی۔ اور آدھا بند کر دو۔ آپ فرماتے ہیں والدہ سو گئیں اور میں ساری رات دروازہ کے قریب کھڑے ہو کر

یہی سوچتا رہا کونسا آدھا بند کروں دائیں طرف کا یا بائیں طرف کا۰۰۰ میں رات بھر کبھی دایاں کھولتا کبھی بائیاں۰۰۰ اللہ تعالیٰ نے مجھے ماں کی خدمت کے سبب وہ سب کچھ عطا کر دیا جو مجھے بارہ سال تک نہ ملا۔

ماں کی نافرمانی اور مغربی تحقیق

تمام مغربی ماہرین اس بات پر متفق ہیں کہ جب آدمی اپنی ماں کی نافرمانی کرتا ہے تو غیر مرئی شعاعوں کے یونٹ میں ہلچل مچ جاتی ہے اِن شعاعوں کے اندر ماں کا غصہ اور غم شامل ہوتا ہے۔ اس لئے وہ ماں کے جسم سے نکل کر بچے کو نقصان پہنچاتی ہیں۔ اور جب بچہ ماں کی خدمت کرتا ہے پھر بھی غیر مرئی شعاعوں کے یونٹ میں ہلچل مچتی ہے۔ پھر ان سے مثبت غیر مرئی شعاعیں نکل کر بچے کے جسم میں داخل ہو کر ان کی صحت اور تندرستی کا باعث بنتی ہیں۔ اور یہی شعاعیں بچے کے گرد ایک محفوظ حصار بنا لیتی ہیں جس کی وجہ سے وہ آفات اور تکالیف سے بچتا رہتا ہے۔ سب سے پہلے میں ان لوگوں کی مثالیں پیش کرتا ہوں جنہوں نے ماں کی نافرمانی کی اور تباہ ہوئے پھر ان کی جنہوں نے خدمت کی اور عزت پائی۔

چیچا وطنی کا واقعہ

ایک مولوی صاحب چیچا وطنی سے گزر رہے تھے سٹاپ پہ رکے تو ان کو ایک آدمی نے سلام کیا۔ اس کی حالت سے گھن آتی تھی۔ چلنا دشوار، چہرے پہ گرد و غبار، لباس تار تار، ٹانگوں پہ مکھیوں کی بھرمار، اور خود بے یار و مدد گار۰۰۰ خود ہی کلام شروع کرتا ہے۔ میں بڑا بد بخت ہوں۔ مجھ سے بڑا بد نصیب کوئی نہیں ہے۔ مولوی صاحب میری بات سن لیں۔ خدارا سن لیں میرا من ہلکا ہو جائے گا۔ مولوی صاحب نے

پوچھا تیری یہ حالت کیسے ہو گئی؟ کہنے لگا میں آوارہ پھرتا تھا شراب پیتا تھا۔ میری ماں مجھے منع کرتی تھی میں باز نہ آتا۔ ایک رات میں شراب پی کر آیا۔ میری ماں نے مجھے ڈانٹا میں نے جوتا اُٹھا کر ماں کے منہ پر مارا۔ میری ماں نے اس وقت مجھے بددعا دی "اے اللہ جس نے مجھے جوتا مارا ہے اسے برباد کر دے" مولوی صاحب ٹھیک ایک ہفتے بعد میرے گھٹنے میں درد اُٹھا وہاں پھوڑا بن گیا اس میں پیپ بن گئی۔ میری ٹانگ یہ دیکھو کپڑا ہٹا کر دکھایا۔ گل چکی ہے۔ ہر وقت پیپ نکلتی رہتی ہے۔ سب لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں۔ کوئی مجھے نزدیک نہیں بٹھاتا۔ یہ آپ ہیں جو میری بات سن رہے ہیں۔ میرا سب کچھ تباہ ہو گیا۔ یہ تو مجھے دنیا میں سزا ملی ہے آخرت میں کیا ہو گا؟ وہ روتا ہوا دور ہٹ گیا۔ اس آدمی کو ماں نے روتے ہی بددعا دی اس کے جسم سے نکلنے والی منفی شعاعوں نے اس کے جسم میں داخل ہو کر تباہ کر دیا۔ اور خود وہ آٹھ دن کے بعد مر گئی۔ آٹھ دن اس نے کچھ نہ کھایا مسلسل نفرت بھری شعاعوں کا خروج ہوتا رہا۔ اور بچہ بیماری کا شکار ہو گیا۔ اللہ معاف فرمائے۔

مثال نمبر۲:۔

علامہ جار اللہ زمخشری بہت بڑے عالم گزرے ہیں انہوں نے تفسیر کشاف لکھی ہے۔ ان کے دونوں پاؤں کٹے ہوتے تھے۔ ان سے وجہ پوچھی گئی تو فرماتے ہیں میری ماں کی بددعا مجھے لگ گئی۔ تفصیل یوں بتائی کہ ایک مرتبہ بچپن میں ایک چڑیا پکڑی اور رسی سے اس کے پاؤں باندھ دیے۔ ہوا یوں کہ وہ چڑیا میرے ہاتھ سے نکل کر ایک سوراخ میں گھس گئی۔ رسی باہر رہ گئی۔ میں نے رسی کو پکڑ کر کھینچا تو پر ٹوٹ گئے۔ میری ماں نے میری حرکت دیکھی تو تڑپ گئی۔ اور غصے میں بددعا دی اللہ تیرے پیر بھی ایسے ہی کاٹے جیسے تو نے اس کے پر توڑے ہیں۔ وقت گزرتا گیا میں

تحصیل علم کے لئے ایک جگہ جا رہا تھا کہ سواری سے گر پڑا چوٹ ایسی لگی کہ ٹانگیں کاٹنی پڑیں۔

مثال نمبر ۳:۔

حضرت عوام بن حوشب رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مکان اور قبرستان کے درمیان سے گزرا۔ مکان کے پاس ایک بڑھیا بیٹھی سوت کات رہی تھی عصر کا وقت تھا۔۔۔ مکان کے بالکل سامنے کی قبر شق ہوئی ایک آدمی نکلا سر اس کا گدھے کا اور دھڑ انسان کا وہ تین مرتبہ گدھے کی طرح بولا پھر قبر بند ہو گئی۔۔۔ میں بڑا پریشان ہوا ماجرہ کیا ہے؟ میں اسی سوچ میں گم تھا قریب سے ایک عورت گزر رہی تھی۔ میری پریشانی کو سمجھ گئی۔ کہنے لگی یہ جو بڑھیا سوت کات رہی ہے اس قبر والے کی ماں ہے۔ یہ لڑکا آوارہ تھا۔ شراب پیتا تھا ماں اسے منع کرتی تھی ایک روز ماں سے کہتا ہے تو کیا گدھے کی طرح بولتی رہتی ہے اسی دن یہ عصر کے بعد مر گیا اسے دفنایا گیا اب روزانہ عصر کے وقت قبر شق ہوتی ہے اور یہ گدھے کی طرح آوازیں نکالتا ہے۔ یہاں ماں کی لہروں میں اس قدر غصہ شامل ہوا کہ بچہ کی موت واقع ہو گئی اور وہ وہی کچھ بن گیا جو وہ اپنی ماں کو کہہ رہا تھا۔

اب وہ واقعات ملاحظہ ہوں جہاں ماں کے جسم سے نکلنے والی مثبت شعاعوں نے بیٹے کی مدد کی۔

واقعہ نمبر ا:۔

امام بخاریؒ بچپن میں نابینا ہو گئے۔ ماں کو سخت صدمہ پہنچا۔ وہ روزانہ اپنے بچے کے لئے رو رو کر دعائیں مانگتیں۔ اللہ میرے بیٹے کو بینائی عطا کر دے۔ اللہ نے ماں کی

دعا کو قبول کیا اور ایک رات وہ سو رہی تھیں کہ خواب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زیارت ہوئی آپؑ نے بشارت دی۔ "تمہاری دعا قبول ہو گئی ہے اللہ نے تیرے بچے کو بینائی عطا کر دی ہے۔ صبح اُٹھی ہیں تو دیکھتی ہیں کہ بچہ دیکھ رہا ہے۔

واقعہ نمبر۲:۔

علامہ جلال الدین سیوطیؒ اپنی کتاب انیس الجلیس میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ جنید بغدادیؒ کے ایک مرید صادق تھے ان کا بیٹا ملک روم کفار سے جہاد کرنے گیا اور قید ہو گیا۔ بچے کی ماں روزانہ حضرت جنید بغدادیؒ کے دربار پہ حاضری دیتیں اور یہی کہتیں اللہ سے دعا کیجئے وہ میرے بیٹے کو قید سے خلاصی دے" آپ فرماتے "ہم نے دعا کی ہے اللہ رہائی دے گا" وہ روز دعا کیلئے کہتیں آپ یہی جملہ دھراتے۔ ایک روز عورت اڑ گئی ۔۔۔ ابھی دعا کیجئے میرا بیٹا رہا ہو کر آئے۔ نہیں تو اللہ مجھے موت دے دے۔ ظہر کا وقت تھا آپ نے بچے کی رہائی کے لئے مراقبہ کیا اور فرمایا جا چلی جا تیرے بیٹے کی بیڑیاں کھل گئی ہیں وہ آجائے گا۔ تین دن گزرے تھے کہ اس کا بیٹا آگیا ۔۔۔ ماں بیٹے کو دیکھتے ہی مارے خوشی کے بے ہوش ہو گئی۔ ہوش آنے پر بیٹے کو لیا اور جنید بغدادیؒ کے آستانہ پہ آئی۔ شیخ نے دیکھتے فرمایا مبارک ہو تیرا بیٹا آگیا ہے۔ ماں پوچھتی ہے بیٹا تو کیسے رہا ہوا؟ لڑکے نے رُوداد سناتے ہوئے کہا ظہر کی نماز کا وقت تھا۔ کفار نے ہمیں حوالات سے نکالا اور بادشاہ کے سامنے پیش کرنے کے لئے لے جا رہے تھے جب مجھے لے کر چلے تو میری تمام زنجیریں گر گئیں۔ میرے محافظوں نے مارنا شروع کر دیا وہ سمجھے شاید میں نے کیا ہے۔ دوسری بار زنجیروں سے جکڑا وہ پھر گر گئیں۔ انہوں نے مجھے پکڑ کر بادشاہ کے سامنے پیش کیا اس کے سامنے بھی بیڑیاں پہنائی گئیں مگر وہ بھی گر گئیں۔ بادشاہ درباریوں سے پوچھتا

ہے ایسا کیوں ہوتا ہے؟ ایک بوڑھے پادری نے کھڑے ہو کر مجھ سے پوچھا تمہاری ماں زندہ ہے؟ میں نے کہا ہاں۔ تو اس نے بادشاہ سے کہا بادشاہ سلامت اسے فوراً رہائی دی جائے کہ یہ جلد ماں کے پاس پہنچ جائے ورنہ مجھ کو اندیشہ ہے کہیں اس کی ماں کی بددعا سے ہمارا ملک تباہ نہ ہو جائے۔ ماں کی مثبت شعاعوں نے بیٹے کی حفاظت کی اور زنجیریں اس کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکیں۔

واقعہ نمبر۳:۔

مسلک شافعی کے بہت بڑے فقیہہ حضرت سلیم رحمہ اللہ دس برس کے ہو گئے لیکن سورۃ فاتحہ تک نہ آتی تھی ایک بزرگ کے پاس گئے دعا کروانے تو انہوں نے کہا بیٹا تم اپنی ماں سے دعا کرواؤ۔ انشاءاللہ پوری ہو گی۔ وہ والدہ ماجدہ کے پاس گئے اور دعا کی درخواست کی ماں نے علم کیلئے اللہ کی بارگاہ میں دعا کی اور قبول ہو گئی۔۔۔ جنہیں فاتحہ یاد نہ ہوتی تھی وہ ماں کی دعا سے بہت بڑے فقیہہ بن گئے۔۔۔ قرآن و حدیث کے حافظ ہوئے۔ اگر آپ لوگوں کا دماغ کام نہیں کرتا تو ماں سے دعا کروائیں۔ اللہ آپ کا بحر کھول دے گا۔

واقعہ نمبر۴:۔

پروفیسر ڈاکٹر نور احمد صاحب فرماتے ہیں کہ میں ایم بی بی ایس سال اول کا طالب علم تھا امتحان کی تاریخ آ گئی اور مجھے بخار ہو گیا۔ اناٹومی کا پرچہ تھا پانچ سوال تو ٹھیک ہو گئے ایک سوال غلط ہو گیا۔ میں نے گھر آ کر اپنی والدہ ماجدہ کو بتایا کہ اس قدر تیز بخار تھا کہ سوال غلط ہو گیا ہے میری ماں نے کہا فکر نہ کرو میں دعا کرونگی تمہیں پورے نمبر ملیں گے۔ جب میرا نتیجہ نکلا تو میں کلاس میں اول آیا" یہاں بھی ماں کی

دعاؤں کیوجہ سے مثبت شعاعیں اپنا کام دکھاگئیں۔

جنوں کی مائیں

شیطان کی اولاد ہوتی ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اس کے بچوں کی ماں کا نام کیا ہے؟ علامہ دمیری رحمتہ اللہ علیہ اپنی کتاب حیوۃ الحیوان میں "جن" کے کالم میں فرماتے ہیں شیطان کی دائیں ران مرد کا کام دیتی ہے اور بائیں ران عورت کا کام دیتی ہے وہ دونوں ٹانگیں ملاتا ہے تو دس انڈے پیدا ہوتے ہیں اور ہر انڈے سے ستر شیطان پیدا ہوتے ہیں۔ گویا کہ شیطانوں کی ماں ابلیس کی بائیں ران ہے۔ شیطانوں کی ایک جماعت کا نام اقنص ہے ان کی ماں کا نام طرطبہ ہے۔ نقاش نے کہا ہے کہ یہ تیس انڈے دیتی ہیں دس مشرق میں۔ دس مغرب میں اور دس وسط ارض میں اور ہر انڈے سے ایک شیطانی جنس پیدا ہوتی ہے۔ (حیوۃ الحیوان)

ماں صبر کا نمونہ ہے

صبر کا نمونہ دیکھنا ہو تو ماں کو دیکھو ایک شخص کی ماں بوڑھی ہو گئی۔ ایک روز وہ اپنی والدہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ماں کو وہم ہوا اور پوچھتی ہیں بیٹا یہ کس چیز کی آواز ہے؟ بیٹے نے کہا ماں جی کسی چیز کی آواز نہیں آرہی یہ آپ کا وہم ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد ماں پھر کہنے لگی بیٹا یہ آواز کس کی آواز آرہی ہے؟ بیٹا بولا آپ کا وہم ہے۔۔۔ ماں نے تقریباً سات دفعہ یہی کہا بیٹا یہ آواز کیسی آرہی ہے؟ ساتویں بار گرم ہو کر ماں سے کہتا ہے یہ کیا آپ نے آواز آواز کی رٹ لگا رکھی ہے۔ آپ ناحق ہمارا دماغ کھا رہی ہیں۔ خدا کے لئے ہمارے صبر کا مزید امتحان نہ لیں۔ اور تکرار بند کیجیئے۔ ماں نے کہا بیٹے غصے نہ ہو۔۔۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے ایک مرتبہ بچپن میں تو نے ایک بات مجھ سے ۲۰ بار پوچھی اور میں نے ہر بار تیری پیشانی چومی اور پھر

جواب دیا۔ میں تو پیشانی پر کوئی شکن نہ لاتی تھی۔

ماں کا ادب

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی والدہ ماجدہ فاطمتہ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ کھانا کھانا چھوڑ دیا۔ ماں نے اس بات کو محسوس کیا۔ ایک روز فرمانے لگیں میرا دل کرتا ہے تو میرے ساتھ کھانا کھائے مگر تو کھاتا ہی نہیں۔ وجہ کیا ہے؟ عرض کی ماں جی اور تو کوئی وجہ نہیں بس ڈر لگتا ہے کہیں آپ سے پہلے لقمہ نہ اُٹھا لوں اور بے ادبوں میں شامل ہو جاؤں۔ سبحان اللہ کیا کہنے۔

جہاد سے ماں کی خدمت افضل

حضرت معاویہ بن جاہمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا میں نے جہاد کا ارادہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا تیری ماں ہے؟ عرض کی ہاں فرمایا ان کی خدمت کر بیشک جنت اس کے قدموں کے پاس ہے۔

ماں اور قیامت

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس عورت کے بارے میں جو جوانی میں بیوہ ہو گئی اس نے اپنے حسن و جمال صحت کا خیال نہ کیا بس بچوں کو پالنے میں لگی رہی فرمایا" عوف ابن مالک اشجعی روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں اور کالے رخساروں والی عورت قیامت کے دن ایسے ہوں گے اور یذید بن زریع نے درمیانی اور شہادت والی انگلی سے اشارہ کیا وہ جاہ و جمال والی عورت جس کا خاوند فوت ہو گیا اس نے اپنے نفس کو یتیم بچوں کے لئے روکے رکھا یہاں تک کہ وہ

(بڑے ہو کر) جدا ہو گئے یا مر گئے۔" قیامت کے دن جب بچوں کو پکارا جائے گا تو باپ کے نام سے نہیں ماں کے نام سے پکارا جائے گا۔اس سے بڑھ کراور ماں کی شان کیا ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ماں کی کتنی پردہ داری فرمائی ہے کیونکہ کچھ بچے عورت کی غلطی کی پیدائش ہوتے ہیں اگر بچے کو باپ کے نام سے پکارہ جائے گا تو کئی عورتوں کی لہائی ہوگی اللہ نے ماں کو شرمندگی سے بچایا (سبحان اللہ)

ماں اور سلسلہ نسب

ذات ماں کی طرف سے نہیں چلتی۔ باپ کی طرف سے چلتی ہے۔اگر ماں کی طرف سے چلتی ہو تو زین العابدین کی والدہ غیر سید ہیں ... موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سید ہیں لیکن ان کی والدہ ایک بربریہ تھیں۔ تو آپ کا ننھیال بربر خاندان والے ہوتے۔ علی بن موسیٰ جعفر صادق کی والدہ ماجدہ حضرت حمیدہ کی کنیز تھیں غیر سید۔ نوویں امام محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر کی والدہ خیزران سیدہ نہیں تھیں لیکن امام سید ہیں۔ دسویں امام علی بن محمد بن موسیٰ کی والدہ شمانہ اُم فضل کی کنیز تھیں۔گیارہویں امام حسن بن علی بن محمد بن علی کی والدہ ماجدہ "سوس" سیدہ نہیں تھیں۔یہ تمام سید جن سے آگے سیدوں کی ذات چلی ان کی مائیں سید خاندان سے نہ تھیں مگر اولاد سید ہے۔ معلوم ہوا سیدوں کے نزدیک بھی ذات ماں سے نہیں باپ کی طرف سے چلتی ہے۔ (مزید تحقیق کے لئے میری کتاب "سپرمین ان دی ورلڈ" پڑھیئے۔ آئمہ کرام کی سنت سے معلوم ہوا کہ عورت نیک ہونی چاہیے خواہ کسی قبیلہ سے تعلق رکھتی ہو۔

ماں کے قدم چومنے کی برکت

تفسیر رُوح البیان 15/2 زیر آیت وقضی ربک . . . . الخ علامہ اسماعیل حقیؒ

ایک حکایت نقل کرتے ہیں کہ "ایک آدمی حضرت ابو اسحاق رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ میں نے رات کو خواب دیکھا کہ آپ کی داڑھی مبارک میں جواہر و یاقوت ہیں آپ نے فرمایا تیرا خواب سچا ہے کیونکہ میں نے کل اپنی ماں کے قدموں کو بوسہ دیا تھا۔

ماں دین سے افضل نہیں

حضرت سعد بن ابی وقاص جب اسلام لے آئے تو آپ کی ماں نے کہا یہ تو نے کیا کیا؟ آپ کی ماں حمنہ بنت ابو سفیان نے قسم اُٹھا کر کہا اگر تو نے اسلام نہ چھوڑا تو میں بھوکی مر جاؤں گی۔ کھانا نہ کھاؤں گی۔ لوگ تجھے ماں کا قاتل کہیں گے۔ اور تیری رسوائی ہو گی۔ دو دن فاقہ میں گزارے وہ کافی کمزور ہو گئیں۔ آپ والدہ کے پاس گئے اور کہنے لگے اگر آپ کی سو جانیں بھی ہوں اور ایک ایک کر کے سب نکل جائیں تب بھی میں دین اسلام نہ چھوڑوں گا۔

ماں مرنے کے بعد

جس کو زندگی میں موقع نہ ملا ہو وہ مایوس نہ ہو ماں کی قبر پہ جایا کرے ماں کو سکون ملے گا۔ اس کی کوتاہیاں معاف کر دے گی۔ محدث اعظم علامہ حضرت ابو محمد عبداللہ فرماتے ہیں کہ ایک عورت عابدہ و زاہدہ تھی جب مر گئی تو اللہ نے اس پر خصوصی فضل فرمایا۔ اس کا بیٹا ہر جمعرات اور جمعہ کو قبر پر جاتا اس کی قبر پہ کچھ قرآن کی آیات وغیرہ پڑھ کر اپنی ماں اور دوسرے مردوں کے حق میں دعا و استغفار کرتا۔ ایک روز خواب میں ماں نظر آئی۔ سلام کرنے کے بعد پوچھتا ہے ماں جی کیا حال ہے؟ آپ کیسی ہیں؟ فرمانے لگیں بیٹا اللہ نے بڑا آرام دے رکھا ہے۔ بیٹے تم جو جمعہ اور جمعرات کو آتے ہو اور قرآن پڑھتے ہو یہ نہ چھوڑنا۔ ہمیں بہت سکون ملتا ہے۔

جب تم آتے ہو تو تمام مُردوں کی ارواح میرے پاس جمع ہو جاتی ہیں اور مجھے کہتی ہیں تیرا بیٹا آیا ہے مجھے پھر بڑی مسرت ہوتی ہے۔

ماں کی طرف سے حج

قبیلہ جہنیہ سے ایک بی بی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کرتی ہے کہ میری ماں نے حج کرنے کی منت مانی تھی وہ پوری نہ کر سکیں اور فوت ہو گئیں کیا ماں کی طرف سے حج کر لوں؟ فرمایا ہاں کرو۔ دار قطنی میں سرکار کا فرمان ہے جو ماں باپ کی طرف سے حج کرے گا اسے دس حج کا زیادہ ثواب ملے گا۔ دنیا کے سچے ترین انسان نے فرمایا ماں باپ کو محبت کی نگاہ سے دیکھنے سے بھی حج کا ثواب ملتا ہے۔

ماں کا قاتل

انسان پرانے غم کو اور احسان کو بھول جاتا ہے۔ بھولے نہ بھی پھر بھی غم کا درد اور احسان کی خوشی کا احساس ضرور کم پڑ جاتا ہے۔ میں آپ کو مثال سے سمجھاتا ہوں ایک غم آپ کو بچپن میں ملا اور ایک وہ غم ہے جو آپ کو آج دس سال کے بعد ملا ہے آپ اس غم کی وجہ سے رو رہے ہوں گے۔ پچھلا غم کتنا بھی یاد کریں رونا مشکل ہو گا۔ یہی وجہ ہے لوگ ماں کے احسان کو بھول جاتے ہیں کم از کم احساس ضرور کم ہو جاتا ہے۔ بیوی نئے فوائد سے روشناس کرواتی ہے بندہ اس کا دیوانہ ہو جاتا ہے اور ماں کو پس پشت ڈال دیتا ہے۔ کچھ تو ماں سے صرف باتوں تک سختی کرتے ہیں۔ اور کچھ تو ہاتھا پائی تک اور کچھ ماں کو دور کر دیتے ہیں۔ اک واقعہ ملاحظہ فرمائیں۔ ایک آدمی نے شادی کی پہلے ماں کو ملتا پھر بیوی کو۔۔۔ یہ بات بیوی کو پسند نہ تھی۔ کہنے لگی مجھے علیحدہ مکان لے کر دو۔ اس نے بیوی کو علیحدہ مکان لے دیا اور ماں کو پہلے والے مکان میں رکھا۔ ہر روز ماں کو ملنے جانا بھی بیوی کو پسند نہ آیا۔ کہنے لگی تم ہفتے بعد جایا کرو۔ وہ

بیچارہ سات روز بعد جانے لگا۔ اسے یہ بھی نہ بھایا۔ کہنے لگی تم ماں کو قتل کرو اس کا کلیجہ لے کر آؤ۔ وہ بد بخت ماں کے پاس گیا اور کہنے لگا ماں آج بڑے سخی کے گھر دعوت ہے تم میرے ساتھ چلو گی۔ ماں خوشی خوشی چل پڑی ۔۔۔ بیٹے نے بغل میں چھری چھپائی اوپر چادر لی اور چل پڑا۔ ماں سے کہتا ہے ماں تو آگے آگے چل۔ ماں کہنے لگی بیٹے تو آگے آگے چل میں تیری کمر دیکھتی جاؤں گی۔ جنگل آگیا ماں پوچھتی ہے بیٹے کدھر جارہے ہو؟ بیٹے نے کہا ماں چلتی آؤ بس جنگل گزار لیں پہنچنے ہی والے ہیں۔ جنگل کے بیچ میں پہنچے تو اس نے ماں کو پکڑ کر لٹا لیا اس کا سینہ چاک کر کے کلیجہ نکالا اور دوڑ پڑا ۔۔۔ ماں کو قتل کیا کہ آندھی چلی زمین و آسمان کانپ گئے۔ اس زور سے آندھی چلی کہ وہ ٹھوکر کھا کر گر پڑا۔ کلیجہ ہاتھ سے چھوٹ گیا اور کلیجے سے آواز آئی میرے بیٹے تجھے چوٹ تو نہیں لگی؟ واپس آیا تو بیوی کو کہتا ہے ماں کو مار آیا ہوں اس نے اسی وقت گھر چھوڑ دیا چلی گئی۔ جو ماں کو مار سکتا ہے وہ کل کو میرے ساتھ کیا کرے گا۔ D. Hemans کہتا ہے

There is no fount of deep, strong. Deathles loves save that within a mother's heart.

"لازوال محبت کا گہرا اور طاقتور چشمہ صرف ماں کے دل سے پھوٹتا ہے"

میری ماں کو مجھ سے راضی کردے

مالک ابن دینارؒ فرماتے ہیں ایک بار میں حج کرنے کے لئے نکلا تو لوگوں کو عرفات میں دیکھ کر میں نے کہا کاش مجھے معلوم ہو جاتا۔ کس کا حج قبول ہوا ہے؟ میں اسے جا کر مبارک دیتا اور کس کا رد ہوا؟ اس کی تعزیت کرتا۔ میں نے خواب دیکھا ایک شخص کہہ رہا تھا سوائے محمد بن ہارون بلخی کے سب کا حج قبول ہوا۔ جب صبح ہوئی میں خراسان

کے قافلہ میں گیا اور پوچھا تم میں بلخ کے لوگ ہیں؟ انہوں نے جواب دیا ہاں ہیں؟ میں نے محمد بن ہارون بلخی کے بارے میں پوچھا انہوں نے اشارہ سے بتایا وہ وہاں بیٹھے ہوں گے۔ میں قریب گیا مجھ سے پوچھا تم کون ہو؟ میں نے کہا مالک ابن دینار ہوں۔ تو خود ہی بولے تم نے کوئی خواب دیکھا ہو گا؟ میں نے کہا ہاں۔ کہنے لگے کتنی سال ہو گئے ہیں ہر سال کوئی نہ کوئی ایسا ہی دیکھتا ہے۔ میں نے پوچھا اس کا سبب کیا ہے؟ بولے کہ "میں شراب پیا کرتا تھا۔ ماہ رمضان آ گیا۔ میں نے شراب پی لی۔ نشے میں دھت تھا گھر داخل ہوا۔ ماں تندور میں آگ جلا رہی تھی، اس نے ماہ رمضان میں مجھے شراب میں دھت دیکھا تو مجھے ڈانٹا برا بھلا کہا میں نے اسے دھکا دیا وہ تندور میں گر گئی۔ مجھے ہوش آیا تو مجھے میری بیوی نے یہ ماجرا سنایا۔ میں نے فوراً اپنا وہ ہاتھ کاٹ دیا۔ اور کعبے آ گیا۔ یہاں ہر سال حج کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں یا اللہ میرا غم زائل کر دے۔ میری ماں کو مجھ سے راضی کر دے"۔ مالک ابن دینار نے یہ سنا تو فرمایا جاؤ چلے جاؤ کہیں تیری وجہ سے سب پر عذاب نہ آ جائے۔ یہ سنا تھا کہ ابن ہارون بلخی رو پڑا یا اللہ اب اپنے در سے بھی نکال رہا ہے۔ بتا کدھر جاؤں تیرے علاوہ اور کوئی رب بھی نہیں ہے۔ مالک ابن دینار نے اسی رات خواب میں دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے ہیں۔ اے مالک رح! خدا کی رحمت سے لوگوں کو مایوس نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ نے محمد بن ہارون کی دعا قبول کر لی ہے۔ وہ چند لمحے دوزخ میں رہیں گے پھر خدا اس کی ماں کے دل میں رحم ڈالے گا وہ معاف کر دیں گی۔ پھر اللہ ان کو جنت میں لے جائے گا۔ مالک ابن دینار فرماتے ہیں یہ خبر میں نے محمد بن ہارون کو پہنچائی وہ سنتے ہی فوت ہو گئے۔ اور پھر میں نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

ماں دوڑ پڑی

ڈاکٹر نور احمد بیان کرتے ہیں "ایک کسان اپنی ماں اور بیوی کے ساتھ رہتا تھا۔ ماں اور بیوی کے درمیان اکثر جھگڑا رہتا۔ بیوی ناراض ہو کر میکے چلی جاتی۔ کسان منت سماجت کر کے لاتا۔ ایک بار وہ ناراض ہوئی۔ لینے گیا تو اس نے شرط لگائی کہ اپنی ماں کو ختم کر دے تو پھر میں تمہارے گھر آؤں گی۔ اس کسان نے روز روز کے جھگڑے سے تنگ آ کر آخر کار اپنی ماں کو ختم کرنے کا پروگرام بنایا۔ وہ روزانہ کھیت سے کماد کاٹتا اور بازار میں بیچا کرتا تھا۔ ایک روز وہ اپنی ماں کو آواز دیتا ہے ماں تم میرے ساتھ چلو جب میں گنے باندھ لوں تو میرے سر پر رکھوا دینا۔ ماں بیٹا چلے۔ اس نے ماں کو گنوں کے ساتھ کھڑا کر دیا اور گنے کاٹنے شروع کر دیے جونہی قریب پہنچا تو کلہاڑی پکڑی اور ماں کو مارنے ہی والا تھا کہ زمین نے پکڑ لیا کلہاڑی ہاتھ سے چھوٹ گئی اور ماں چیختی چلاتی گاؤں کی طرف بھاگ گئی۔ زمین نے آہستہ آہستہ نگلنا شروع کر دیا۔ اونچی اونچی آواز سے ماں کو پکارتا۔ مجھے معاف کر دو۔ مجھے معاف کر دو۔ لوگو! مجھے بچاؤ... مجھے بچاؤ... جب لوگ وہاں پہنچے تو چھاتی تک زمین اس کو نگل چکی تھی۔ لوگوں نے نکالنے کی بڑی کوشش کی مگر زمین نے اس کو نہ چھوڑا۔ اور وہیں مر گیا۔

ماں سے حسن سلوک گناہ کا کفارہ

دنیا کے سچے ترین انسان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "ابن عمرؓ سے روایت ہے "ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کی یا رسول اللہ مجھ سے ایک بڑا گناہ ہو گیا ہے کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کیا تیری ماں ہے؟ عرض کیا نہیں؟ پھر پوچھا کیا تیری خالہ ہے؟ عرض کیا ہاں۔ فرمایا اس کے ساتھ حسن سلوک کر" آپ نے حدیث

مبارکہ پڑھی سبحان اللہ ماں کا کتنا درجہ ہے جب گناہ کر لیا تو حضورؐ نے پوچھا ماں ہے؟ اگر ماں ہوتی تو یقیناً حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ماں کی خدمت کا ہی کہتے۔ معلوم ہوا بچے کا ماں کی خدمت کرنا اس کے گناہوں کو معاف کروانا ہے۔ جب خالہ سے حسن سلوک کرنے کے بعد گناہ معاف ہوتے ہیں جو ماں کی بہن ہے تو ماں کی خدمت کا کیا عالم ہو گا؟

سب سے بڑا حق؟

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا "عورت پر سب سے زیادہ حق کس کا ہے؟" آپ نے فرمایا "شوہر کا" میں نے عرض کی اور مرد پر سب سے بڑا حق کس کا ہے؟" فرمایا "اس کی ماں کا"۔ بخاری مسلم میں حدیث مبارکہ ہے۔ ابوہریرہؓ راوی ہیں "ایک آدمی حضورؐ کے پاس آیا اور پوچھا یا رسول اللہ لوگوں میں میرے حسن سلوک کا زیادہ حقدار کون ہے؟ آپ نے فرمایا تیری ماں۔ پوچھا پھر کون؟ فرمایا "تیری ماں" پوچھا پھر کون؟ فرمایا "تیری ماں" پوچھا پھر کون؟ فرمایا "تیرا باپ"

ابن ماجہ شریف کی حدیث ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں

میں آدمی کو وصیت کرتا ہوں ماں کے حق میں وصیت کرتا ہوں ماں کے حق میں وصیت کرتا ہوں ماں کے حق میں وصیت کرتا ہوں باپ کے حق میں۔

نکتہ

مندرجہ بالا احادیث سے معلوم ہوا کہ ماں کا حق صرف باپ سے ہی زیادہ نہیں بلکہ تمام لوگوں میں ماں حسن سلوک کی زیادہ حقدار ہے۔ احترام میں دونوں برابر ہیں۔ خدمت میں ماں کا حق زیادہ ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس نے بچے کی خاطر زیادہ

تکلیف برداشت کی ہے۔ قرآن مجید اس بات کی نشاندہی کرتا ہے۔

حملتہ امہ کرھاو وضعتہ کرھا (پارہ ۲۶ رکوع ۲)

"اس کی ماں اسے پیٹ میں رکھے رہی تکلیف سے اور اسے جنا تکلیف سے۔"

حملتہ امہ وھنا علی وھن (پارہ ۲۱ رکوع ۱۱)

"اسکی ماں نے اسے پیٹ میں رکھا سختی پر سختی اُٹھا کر۔"

ماں اور جاپان

طرابلس کے اندر ۲۲ دسمبر ۱۹۸۲ء کی شام کو المجلس العالمی للدعوۃ الاسلامیہ کا جلسہ تھا وہاں مولانا وحید الدین خاں صاحب کی ملاقات جاپان سے آتے ہوئے ایک نومسلم علی آبی (Ali Abi) سے ہوئی۔ علی آبی نے بتایا "ایک صاحب ہمارے جاپان میں تبلیغ کرنے کے لئے آئے تین سال تک تبلیغ کرتے رہے مگر کوئی بھی جاپانی مسلمان نہ ہوا ایک روز یوں ہوا کہ انہوں نے جاپانیوں کے سامنے تقریر کی اور حدیث بیان کی کہ "بخاری و مسلم شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک آدمی آیا اس نے پوچھا یا رسولؐ میرے حسن سلوک کا زیادہ حقدار کون ہے؟ تو آپ نے فرمایا تیری ماں، پھر کون؟ فرمایا تیری ماں، پوچھا پھر کون فرمایا تیری ماں پوچھا پھر کون فرمایا تیرا باپ" اس حدیث مبارکہ کا اتنا اثر ہوا کہ اسی مجلس میں دس جاپانی مسلمان ہو گئے۔ علی آبی نے بتایا کہ جاپانی قوم بنیادی طور پر مادری محبت والی قوم ہے۔

یہ بھی ماں ہے

جب پاکستان بنا تو کئی اجڑ گئے... علاقے مل گئے... رشتہ دار بچھڑ گئے... سکھوں نے مسلمانوں کا خون اس طرح بہایا جیسے برسات میں پانی بہتا ہے۔

چمکور ضلع انبالہ کی ایک مسجد میں ملا علی بخش صاحب امام تھے۔ اردگرد سکھوں کے گھر زیادہ تھے۔ ان کو اذان کی آواز اچھی نہ لگتی تھی۔ جب بھی وہ اذان دیتا یہ شور کرتے تاکہ ہمارے کانوں میں آواز نہ پہنچے پاکستان کا اعلان ہوا تو قتل و غارت شروع ہو گئی۔ ملا علی بخش صاحب کنویں کی منڈیر پر بیٹھے وضو کر رہے تھے کہ اچانک سکھ مسجد میں داخل ہو گئے۔ امریک سنگھ نے نیزہ مارا۔۔۔ ترلوک سنگھ نے تلوار کا وار کیا اور کنویں میں پھینک دیا۔ پیچھے اس بے چارے کی جوان بیٹی دلشاد بچی۔ وہ کنواں کے کنارے پر بیٹھ کر روتی تھی۔ اور نیچے ہی دیکھتی رہتی شاید باپ کی پگڑی ہی تیرتی نظر آجائے مگر سکھوں نے اس میں کوڑا کرکٹ ڈال دیا۔ اب وہ اکیلی تھی جائے تو جائے کہاں۔ سکھوں نے مسجد کو میخانہ بنا لیا۔ وہاں بیٹھ کر شراب پیتے اور اس بچی کی عزت بھی لوٹتے۔ یہ ان کا روزانہ کا معمول تھا۔ یہ سلسلہ کئی ماہ چلتا رہا۔ پھر ایک روز عقدہ کھلا کہ یہ تو ماں بننے والی ہے۔ کسی نے مشورہ دیا اسے مار دیا جائے۔ امریک سنگھ بولا نہیں۔ میں نے اس کا حل سوچ لیا ہے۔ اس نے اس بچی کو بیل گاڑی پہ بٹھایا اور پاس کے تھانے میں جمع کروا دیا۔ کہ کچھ لوگ اسے اغوا کر کے لے گئے تھے میری کوششوں سے چھوٹی ہے۔ تھانیدار لبھو رام نے امریک سنگھ کی تعریف کی اور سند دلوانے کا وعدہ کیا۔۔۔

تھانیدار نے اس بچی کا بغور جائزہ لیا۔ مگر پیٹ بڑا ہوا دیکھ کر اس کو کافی مایوسی ہوئی۔ پھر بھی اس نے پندرہ بیس دن تک تھانے میں رکھے ہی رکھا۔۔۔ جب جی بھر گیا تو ہیڈ کانسٹیبل سے کہا کہ اسے انبالہ کیمپ چھوڑ آؤ۔ انبالہ پہنچی تو وہاں پہلے ہی عورتوں کا جمگھٹا تھا کافی عرصہ یہاں عورتوں کو رکھا گیا۔ کئی ماہ کے بعد ریل گاڑی آ ہی گئی۔ اور ملک پاکستان کی طرف روانہ ہو گئی۔۔۔ خوش تھے کہ پاکستان پہنچ کر درد

کا مداوہ ہو گا۔ دلشاد کے من میں بھی دور کہیں امید کی کرن چمکی ادھر تو دشمن تھے۔ وہاں تو میرے اپنے ہوں گے... مسلمان ہوں گے۔ میرا ملک ہو گا۔ گاڑی چلتی رہی دلشاد کو ایک دم سے درد اُٹھا اور وہ بے ہوش ہو گئی۔ جب ہوش آیا تو گاڑی اسٹیشن پر کھڑی تھی اور ریل کا ڈبہ خالی ہو چکا تھا ایک مہترانی ڈبے کے فرش کو دھو رہی تھی۔ دلشاد کے پہلو میں ایک ننھی سی بچی رو رہی تھی۔ "عجیب و غریب ماں" یہ بے چاری بڑی مشکل سے ڈبے سے باہر آئی اور اسٹیشن کی ایک طرف بیٹھ گئی۔ ایک صاحب نے کہا تم مہاجر خانے چلی جاؤ۔ یہاں بھوک سے خود بھی مرو گی اور بچی کو بھی مارو گی۔ یہ گرتی پڑتی مہاجر خانے پہنچی۔ نام پتہ لکھوایا۔ وہ کیمپ میں داخل ہو گئی۔

ہر طرف لوگوں کا رش تھا یہ بن بیاہی ماں اپنی بچی کو سینے سے چمٹاتے ہوتے آگے بڑھی اور ایک بزرگ جو ایک بارہ سال کی بچی زبیدہ اور آٹھ سالہ بچے محمود کے ساتھ بیٹھا کھانا کھا رہا تھا کے ساتھ بیٹھ گئی۔ بوڑھے کی نظر مجھ پر پڑی تو بولے بیٹا بیٹھ جاؤ۔ تمہارے ساتھ کوئی اور ہے؟ جی نہیں میں اکیلی ہوں۔ جاؤ بیٹا یہ پیالہ پکڑو اپنے لئے سالن روٹی لے آؤ۔ اور کمبل بھی جونہی دلشاد کمبل لینے کے لئے بڑھی تو وہ دور سے بولا جاؤ جاؤ چلی جاؤ صبح آنا۔ میں انسان ہوں مشین نہیں۔ وہ بیچاری واپس آ گئی۔ جوں جوں رات بڑھتی گئی۔ سردی میں اضافہ ہوتا گیا۔ بوڑھے نے اپنا کمبل اپنے بچوں پہ دیا اور خود پتلی سی چادر میں لیٹ گیا۔ دلشاد نے اپنی بچی کو بچانے کیلئے اپنے اونی کپڑوں میں لپیٹ لیا۔ پھر سردی ہڈیوں میں اتر رہی تھی۔ ماں ہے نا۔ کبھی لیٹ جاتی ہے کبھی اُٹھ جاتی ہے۔ اس کے تھوڑی دور ایک اور جوان ماں ہر ممکن طریقے سے اپنے بچے کے جسم کو گرم رکھنے کی کوشش کر رہی تھی۔ مگر بچی کا سانس اکھڑ اکھڑ جاتا۔ آخر کار ماں نے اپنی قمیض اتار دی اور بچے کو اچھی طرح لپیٹ دیا۔ واہ ماں تیری ممتا پہ قربان

جاؤں۔۔۔ ادھر دلشاد کی بچی کو سردی زیادہ محسوس ہو رہی تھی۔ تو اس نے پوچھنے کے لئے کہ کیا میں تیرے بچوں کے کمبل میں اپنی بچی بھی سلا دوں ہلایا تو بابا سردی کی تاب نہ لا کر سردی و گرمی سے بے نیاز ہو گیا تھا۔ جب صبح ہوئی تو وہ ماں جس نے اپنی بچی کو بچانے کیلئے اپنا لباس تک اتار دیا تھا۔ خود بھی مر گئی اور بچی بھی مری ہوئی تھی۔

برائی میں ماں کا حکم نہیں ماننا

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ میں رات کے وقت گشت کر رہے تھے کہ چلتے چلتے تھک گئے۔ تو ایک دیوار سے ٹیک لگا کر سستانے کو بیٹھ گئے۔ تو اندر سے ماں کی آواز آئی بیٹی! دودھ میں پانی ملا دو۔ نہیں ماں۔ "امیر المومنین عمر نے حکم دیا ہے کہ کوئی ملاوٹ نہ کرے"۔۔۔ چل تو ڈال دے کونسا عمرؓ دیکھ رہا ہے۔ بیٹی بولی ماں جی عمرؓ نہیں دیکھ رہے اس کا خدا تو دیکھ رہا ہے۔ حضرت عمرؓ کو یہ جملہ اس قدر پسند آیا کہ صبح آپ نے اپنی بیوی کو بھیجا کہ اس لڑکی کا رشتہ مانگ لاؤ۔ اس کا بیاہ اپنے لڑکے سے کیا۔ اس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی اُم عاصم انہیں کے بیٹے ہیں جو عمر بن عبدالعزیز کے نام سے مشہور ہیں۔

ماں کی دعا جنت کی ہوا

علامہ ابو محمد عبداللہ بن اسعدؒ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے سلیمان علیہ اسلام کو وحی کی کہ سمندر کے کنارے پہ جاؤ وہاں عجیب چیز دیکھو۔ آپؑ نے ایک عفریت کو حکم دیا جاؤ۔ گہرائی میں جا کر پتہ لگاؤ۔ اس نے غوطہ لگایا کچھ نہ پایا۔ دوسرا اس سے بھی گہرا گیا کچھ نظر نہ آیا۔ آپ نے آصف ابن برخیا سے کہا تم دیکھو اور جو کچھ ہے۔ ظاہر ہو۔ آصف ابن برخیا نے فوراً ایک قبہ سفید حاضر کیا جس کے چار دروازے تھے۔ ایک موتی کا۔ ایک یاقوت کا ایک زمرد کا اور ایک ہیرے کا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام

نے دیکھا کہ اس کے اندر ایک خوبصورت جوان نماز پڑھ رہا ہے۔ آپ نے قبہ میں داخل ہو کر اسے سلام کیا اور پوچھا یہ مرتبہ تجھے کیسے مل گیا؟

کہنے لگا میرا باپ اپاہج تھا۔ اور ماں نابینا تھی میں نے ان کی بہت خدمت کی۔ میرے باپ نے مرتی دفعہ دعا دی کہ اللہ تجھے ایسی جگہ رکھے۔ جہاں شیطان کا عمل دخل نہ ہو۔ اور ماں نے دعا دی اللہ عمر دراز دے اور عبادت کی توفیق دے۔ میں ان کو دفنا کر ساحل سمندر آیا تو یہ قبہ ظاہر ہوا میں اندر داخل ہوا ہی تھا کہ یہ نیچے جانا شروع ہو گیا میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دور میں اس کے اندر آیا تھا۔ آپؑ نے پوچھا کھاتے کیا ہو؟ کہنے لگا ایک سبز پرندہ آتا ہے نہ معلوم کدھر سے آتا ہے فرشتہ ہی ہو گا۔ اس کی چونچ میں انسان کے سر کے برابر کوئی چیز ہوتی ہے۔ میں کھاتا ہوں۔ سب کھانوں کے مزے آتے ہیں۔ نہ بھوک رہتی ہے نہ پیاس، آپ نے فرمایا ہمارے ساتھ جانا پسند کرو گے؟ بولا میں یہیں ٹھیک ہوں۔ اس کا قبہ پھر تہہ میں چلا گیا آپ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا۔ دیکھا ماں باپ کی دعا کیسے قبول ہوتی ہے۔

ماں اور سمندر

ابو محمدؓ اپنی شہرہ آفاق کتاب روض الریاحین میں فرماتے ہیں۔ ایک ماں نے بچہ کندھے پہ اُٹھایا ہوا ہے اور کعبہ کا طواف کر رہی ہے۔ اور روتی جاتی ہے کہتی ہے یا کریم یا کریم عہدک القدیم ایک نے پوچھ ہی لیا معاملہ کیا ہے؟ کہنے لگی۔ ایک بار میں کشتی میں سوار ہوئی اور تاجروں کی قوم ہمارے ساتھ تھی۔ اتفاقاً بہت زور کا طوفان آیا اور بندے غرق ہو گئے۔ کشتی ٹوٹ پھوٹ گئی۔ طوفان تھا تو ایک پھٹے پر میں اور میرا بچہ اور دوسرے پھٹے پر ایک حبشی پانی پہ تیرتے ہوتے نظر آئے۔ جب صبح ہوئی تو حبشی کی نظر مجھ پر پڑی اور میرے قریب آیا۔ اور مجھ سے خواہش کی

تکمیل چاہی میں نے کہا۔ بندہ خدا اس مصیبت میں بھی تجھ کو نہیں حیا۔ وہ کمینگی سے باز نہ آ رہا تھا میں نے بچے کو چٹکی کاٹی بچہ رونے لگ گیا۔۔۔ میں نے کہا آپ ذرا تھوڑی دیر رکیے میں ذرا بچے کو سلا لوں۔ اسے غصہ آیا اس نے میرا بچہ مجھ سے چھین کر دریا میں پھینک دیا۔ میری چیخ نکل گئی۔ میں نے آسمان کی طرف نگاہ کر کے کہا۔ یا اللہ مجھے بچا۔ تو ہر شے پہ قادر ہے۔ ابھی میرے کلمات بھی پورے نہ ہوئے تھے کہ ایک جانور منہ کھولے ہوئے دریا سے نمودار ہوا۔ اور حبشی کو کھینچ کر نیچے لے گیا۔۔۔ مجھے بچے کی یاد ستاتے۔۔۔ کچھ بن نہ آئے۔ موجوں نے وہ تھپیڑے دیئے کہ ایک جزیرہ پہ پہنچا دیا۔ میں نے وہاں بڑی مشکل میں چار روز گزارے۔ پانچویں دن دور سے ایک کشتی آتی نظر آئی۔ میں نے اپنے دوپٹے سے انہیں اشارہ کیا۔ ان کی نظر مجھ پر پڑی۔ جزیرہ کے قریب کشتی کو روکا جونہی میں کشتی میں سوار ہونے لگی تو کیا دیکھتی ہوں میرا بچہ جس کو حبشی نے دریا میں پھینک دیا تھا ایک شخص کی گود میں ہے۔ میں دیوانہ وار لپکی اور بچے کو پکڑ کر چومنے لگ گئی۔ میرا بچہ ہے۔ میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔ وہ بولے یہ تیرا بچہ کیسے ہوا؟ تو پھر میں نے اپنی ساری روداد سنائی۔ تو وہ کہنے لگا یہ بچہ اس طرح ہمارے ہاتھ آیا کہ ہم چلے آ رہے تھے کہ ایک بڑا دریائی جانور ہماری کشتی کے سامنے کھڑا ہو گیا اور اس کی پشت پر یہ بچہ تھا۔۔۔ غیب سے آواز آئی اس بچے کو پکڑ لو تو سب بچ جاؤ گے اگر بچہ نہ لیا تو کوئی بچے گا نہیں۔ چنانچہ ہم میں سے ایک آدمی آگے بڑھا اور بچے کو لے آیا۔" تو میں نے اپنا بچہ لیا اور آج میں اللہ کا شکر ادا کرنے کعبہ شریف آئی ہوں۔

ماں اور ظالم بادشاہ

تاریخ کے اوراق پر یہ واقعہ بھی ثبت ہے کہ طبرستان میں ایک ظالم بادشاہ

حکومت کرتا تھا اور اس کو جو بھی دوشیزہ بھا جاتی وہ اسے ایک دن کیلئے اپنے بستر کی زینت ضرور بناتا تھا۔ ایک روز اس کی نظر ایک بیوہ کی بچی پر پڑ گئی۔ اسے وہ پسند آئی۔ اس نے پیغام بھیجا کہ آج میں تمہارے گھر آؤنگا۔ ماں پریشان ہو گئی۔ کرے تو کیا کرے۔ وہ روتی ہوئی وقت کے ولی کامل شیخ ابو سعید رحمتہ اللہ علیہ کے پاس آئی اے اللہ کے ولی اک ماں تیرے پاس آئی ہے۔ تو دعا کر اللہ میرے گھر کو ظالم کے ظلم سے محفوظ رکھے۔ آپؒ نے سر جھکایا۔ اُٹھایا تو فرمایا "تو قبرستان چلی جا۔ وہاں تجھے ایک مرد کامل ملے گا وہ تیرے لئے دعا کرے گا" وہ ماں بیچاری قبرستان گئی۔ ایک جوان نظر آیا۔ اسے ماجرہ کہہ سنایا۔ وہ فرمانے لگے ابو سعید کے پاس دوبارہ جاؤ اور کہو کہ تمہارے لئے دعا کرے دعا قبول ہوگی۔ وہ بیچاری ماں روتی روتی پھر لوٹی۔ اے اللہ کے بزرگ انہوں نے بھی آپ کے پاس بھیجا ہے۔ شیخ ابو سعید نے سر جھکا لیا۔ پسینہ پسینہ ہو گئے۔ پھر ایک چیخ ماری اور منہ کے بل گر پڑے۔ شہر میں شور برپا ہو گیا کہ بادشاہ فلاں بڑھیا کے گھر جا رہا تھا اس کی بیٹی کو خراب کرنے اچانک گھوڑے کو ٹھوکر لگی بادشاہ اس سے گرا اور گردن ٹوٹ گئی۔ اللہ نے ایک ماں کی کوشش سے علاقے کے تمام لوگوں کو سکھ دیا۔

ماں اور بھیڑیا

ماں کی کی ہوئی خیرات اس کے بچوں کے کام آ جاتی ہے۔ ایک دفعہ ایک ماں نے فقیر کو روٹی خیرات دے دی۔ بچے کا ہاتھ پکڑا اور دوپہر کے وقت کھیتوں میں اپنے خاوند کو کھانا دینے چلی تو بچہ پیچھے رہ گیا ایک بھیڑیا بڑھا تو اس نے بچے کو پکڑ لیا۔ ابھی وہ چلا ہی تھا کہ عورت نے پیچھے مڑ کر دیکھا وہ تو دم بخود رہ گئی مگر اللہ نے مدد کی غیب سے ایک ہاتھ ظاہر ہوا وہ بھیڑیے پہ اس زور سے پڑا کہ وہ ڈر کے دوڑ گیا۔ آواز

آئی لے اپنا بچہ۔ تو نے اپنا کھانا فقیر کو دیا ہم نے بھیڑیے کا کھانا تجھے دے دیا۔

ماں اور ہرنی

لوگ بڑے بڑے ظالم ہوتے ہیں۔۔۔ عیاشی کیلئے لڑکی پسند کریں گے۔ پالنے کیلئے لڑکی پسند نہیں کرتے۔۔۔ یہ انسان کی شروع ہی سے فطرت رہی ہے۔ عرب والے جوتے کے بدلے اپنی لڑکی دے دیتے تھے۔۔۔ میں جب نومبر ۱۹۹۸ء کو سعودی عرب گیا تو وہ قبرستان دیکھا جہاں عربوں نے اپنی زندہ بچیوں کو دفنایا ہوا تھا۔ حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بیٹا نعمت ہے اور بیٹی رحمت ہے۔ جیسے بارش رحمت ہے۔ قرآن رحمت ہے۔ نبوت رحمت ہے۔ علم رحمت ہے۔ حضورؐ رحمت ہیں اسی طرح بیٹی بھی ایک رحمت ہے۔ ابو جعفر فرغانی رحمتہ اللہ علیہ سے ایک واقعہ سنیں وہ فرماتے ہیں کہ میں دینور میں تھا کہ کچھ کرد کو دیکھا وہ سامان خریدنے میں بڑی تیزی دکھا رہے تھے۔ میں نے کہا اتنی جلدی بھی کیا؟ وہ بولے تمہیں معلوم ہوتا کہ ہم کس کے لئے خرید رہے ہیں تو تو بھی یونہی کرتا میں نے پوچھا کچھ تو بتلاؤ کون ہے؟

تو ایک بتلانے لگا ہمارے سردار کی ایک بیوی سے صرف لڑکیاں ہی پیدا ہوتیں۔ ایک بار پھر وہ بار آور ہوئی تو سردار نے کہا اب کے چھوڑ دوں گا اگر لڑکی ہوئی۔ گرمی کا موسم تھا مراغہ کی جانب کوچ کیا۔ ہماری سردارنی کو دردزہ ہوا۔ وہ خاوند سے چھپ چھپا کر دور غار میں چلی گئی۔ وہیں پیدائش ہوئی اس نے دیکھا یہ تو لڑکی ہے۔۔۔ ماں تھی ایک خیال آیا ختم کر دو۔ ممتا چینخی نہیں۔ چنانچہ بچی کو غار میں چھوڑا اور خود واپس آ گئی۔ بڑوں نے پوچھا پیٹ میں بڑا فرق پڑ گیا ہے؟ کہنے لگی ہوا جمع ہو گئی تھی رات سب نکل گئی۔۔۔ ہم وہاں سے نکل گئے۔ پر وہ اُس دن سے مغموم و ملول رہنے لگی۔ بس اک چپ۔۔۔ چھ ماہ گزر گئے۔ ہم چھ ماہ بعد ادھر سے ہی

گزرے ۰۰۰ اسے وہ جگہ اور " کام " یاد آیا۔ یہ پیشاب کے بہانے اسی غار کی طرف گئی۔ کیا دیکھتی ہے کہ ایک ہرنی کھڑی ہے اور بچہ کو دودھ پلا رہی ہے۔ ماں کو دیکھ کر ہرنی بھاگ گئی۔ ماں نے آگے بڑھ کر بچے کو اُٹھایا تو وہ چیخ چیخ کر رونے لگی ماں نے بچی کو چھوڑ دیا اور دور ہٹ گئی۔ پھر ہرنی آئی اور دودھ پلانے لگی۔ ماں سے رہا نہ گیا۔ واپس آ کر سردار کو صاف صاف سنا دیا۔ تمام قبیلے والے گئے انہوں نے دیکھا واقعی ہرنی پاس بیٹھی ہے۔ سب کے دل میں اس بچی کا پیار بیٹھ گیا۔ سردار نے بچی کو اُٹھایا آہستہ آہستہ وہ انسانوں سے مانوس ہو گئی۔ وہی بچی آج جوان ہو گئی ہے۔ اس کا نکاح ہے اس کے لئے سامان خرید رہے ہیں۔ (سبحان اللہ) وہ خالق ہے سب کا، جس کے اندر چاہے ممتا ڈال دے۔

میں ماں سے پوچھ آؤں

حضرت موسیٰ علیہ اسلام کے دور میں ایک امیر آدمی قتل ہو گیا۔ قاتل کا پتہ نہ چلے۔ اللہ نے فرمایا گائے ذبح کرو گائے ذبح کرنے کا اس لئے حکم دیا کہ وہ گائے کو پوجتے تھے اور ان کو دکھانا تھا تمہارا معبود ذبح ہو گیا ہے۔ اور جو حقیقی معبود ہوتا ہے اس پر موت نہیں ہوتی۔ جب گائے ذبح کرنے کا حکم دیا تو وہ سوال پہ سوال کرنے لگے۔ کیسی ہو؟ کیا رنگ ہو؟ کوئی سی بھی پکڑ کر لگا دیتے کام ہو جانا تھا جوں جوں سوال بڑھاتے گئے گائے مخصوص ہوتی گئی۔ آخر میں یہ ٹھہرا۔ گاہے ذبح کرو بوڑھی ہو نہ جوان۔ خوب زرد رنگ کی ہو۔ بے داغ ہو کام میں نہ آئی ہو۔ اب ایسی گائے تلاش کرنے وہ نکلے۔ یہ گائے ایک بچے کی تھی جس کا باپ مرد صالح تھا۔ مرتی دفعہ گائے جنگل میں چھوڑ گیا اور اللہ کے سپرد کر گیا یا اللہ جب میرا بیٹا جوان ہو تو اسے دینا اس کے علاوہ کوئی قابو نہ پا سکے۔

لڑکا بڑا نیک تھا اپنی ماں کی بہت خدمت کرتا تھا۔ لکڑیاں چن کر لاتا اور بازار میں بیچتا۔ اور جو پیسے ملتے تین حصے کرتا۔ ایک حصہ صدقہ کرتا۔ ایک حصہ ماں کو دیتا اور ایک حصہ خود رکھ لیتا۔ ایک دن ماں بولی بیٹے تیرا باپ تیرے لئے فلاں جنگل میں ایک گائے خدا کو سونپ گیا تھا، جاکر آواز دے اے اللہ جو گائے میرا باپ تجھے سونپ گیا تھا وہ عطا کر دے۔ اس نے اتنی آواز دی کہ گائے دوڑتی ہوئی آئی۔ اور آتے ہی جوان کے سامنے کھڑی ہو گئی۔ اور کہتی ہے تم میری پیٹھ پر سوار ہو جاؤ میں تجھے گھر لے جاؤں گی۔ لڑکے نے کہا میں تجھ پر سوار نہیں ہو سکتا کیونکہ میری ماں نے اس بات کا فرمایا نہیں ہے۔ گھر پہنچا تو ماں نے کہا اسے بیچ آؤ۔ بیچنے بازار پہنچا تو ایک گاہک آیا۔ لڑکے گائے بیچو گے؟ جی ہاں کتنے میں؟ تین اشرفی۔ میں تم کو چھ دینار دیتا ہوں۔ گائے دے دو۔ میری ماں نے مجھے دینار کا نہیں کہا اس لئے میں نہیں بیچ سکتا ہاں ایسا ہو سکتا ہے تم یہاں ٹھہرو میں اپنی ماں سے پوچھ آؤں؟ گاہک نے کہا جاؤ پوچھ آؤ۔ لڑکے نے آکر ماں کو بتایا۔ ماں نے کہا ٹھیک ہے چھ دینار میں بیچ دو۔ لڑکا بازار آیا تو وہی کہنے لگا اب میں تم کو ۱۲ دینار دیتا ہوں لڑکا بولا میں ہرگز نہ لوں گا کیونکہ ماں کا حکم نہیں ہے۔ گاہک بولا ٹھیک ہے جاؤ پوچھ آؤ۔ اب کے لڑکا گھر آیا تو ماں سوچ میں پڑ گئی یہ چکر کیا ہے؟ بیٹے سے کہتی ہے وہ فرشتہ ہے اس سے پوچھو کیا معاملہ ہے؟ لڑکا واپس آیا تو اس خریدار نے کہا یہ گائے کسی سے نہ بیچنا ابھی موسیٰ بن عمران کے ساتھ کچھ لوگ آئیں گے وہ یہی گائے خریدنا چاہیں گے تم کہنا ہم اس کی قیمت لیں گے چمڑے بھر روپے وزن کر کے دے دو۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا وہ بچہ امیر ہو گیا یہ صرف ماں کے حکم کی سختی سے تعمیل کرنے کا نتیجہ ہے۔

ماں پر بیوی کو فوقیت نہ دو

امام فقیہہ ابو اللیث سمر قندیؒ نے اپنی کتاب تنبیہ الغافلین توبہ کے باب میں انس بن مالکؓ کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظاہری دور میں علقمہ نام کا ایک نوجوان تھا۔ بہت زیادہ صدقہ دینے والا، دین کے لئے بہت جدو جہد کرنے والا۔ اچانک سخت بیمار ہو گیا۔ اس کی بیوی نے ایک عورت کے ذریعے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک خبر پہنچائی آپ نے حضرت علیؓ حضرت بلالؓ حضرت سلمانؓ اور حضرت عمرؓ کو تفتیش حال کیلئے بھیجا۔ یہ حضرات پہنچے تو ان کی نزع کی کیفیت تھی۔ ان حضرات نے کلمہ توحید کی تلقین فرمائی باوجود کوشش کے علقمہ کی زبان سے کلمہ ادا نہ ہوا۔ اس تشویشناک حالت کی اطلاع حضرت بلالؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچائی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا "کیا ان کے والدین زندہ ہیں؟" عرض کی صرف والدہ زندہ ہے۔ آپ نے فرمایا ان سے کہو۔ آپ میرے پاس آ سکتی ہیں۔ یا میں آؤں؟۔ حضرت بلالؓ نے یونہی کہا۔ عرض کرتی ہیں میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچتی ہوں۔ آپؐ کی خدمت اقدس میں وہ پہنچی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا۔ علقمہ کا کیا حال ہے؟ عرض کرنے لگیں باشرع تھا نمازی تھا روزے رکھتا تھا خیرات و صدقات دیتا تھا۔ آپ نے فرمایا تیرے ساتھ اس کا برتاؤ کیسا تھا؟ آپ بولیں وہ مجھ پر بیوی کو ترجیح دیتا تھا۔ اس کی بات زیادہ سنتا تھا میری کم۔ آپ نے فرمایا تیری ناراضگی اس کو کلمہ پڑھنے سے روک رہی ہے ۔۔۔ اسے معاف کرو تاکہ اس کی خلاصی ہو۔ کہنے لگیں میں تو ناراض ہوں آپ نے حضرت بلالؓ سے کہا اچھا پھر تم لکڑیاں جلاؤ تاکہ علقمہ کو جلا دیں۔ ماں گھبرا گئی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ میرے بچے کو میرے سامنے جلائیں گے؟ آپ نے فرمایا جو عذاب اسے آگے چل کر ملے گا وہ اس سے بھی

زیادہ ہو گا۔ اگر چاہتی ہو کہ اسے عذاب نہ ہو تو اسے معاف کر دو۔ تمہاری رضا کے بغیر اس کے نماز روزے اس کے کام نہیں آئیں گے۔ فوراً ہاتھ اٹھا کر کہنے لگیں یا اللہ میں نے اپنے بیٹے کو معاف کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلالؓ کو فرمایا جا کر دیکھو علقمہ کی زبان پر کلمہ جاری ہوا ہے کہ نہیں؟ حضرت بلالؓ دوڑے دوڑے گئے تو دیکھا علقمہ کلمہ پڑھ رہے تھے۔ اسی روز ان کا انتقال ہو گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنازہ پڑھایا اور قبرستان میں تقریر فرمائی "اے مہاجرین وانصار کی جماعت سنو! جو اپنی بیوی کو ماں پر فضیلت و ترجیح دے گا اس پر اللہ کی لعنت ہے اس کے فرائض ونوافل قبول نہیں۔

ماں کا بدلہ کوئی نہیں چکا سکتا

علامہ محمد جعفر قریشی حنفی رحمتہ اللہ علیہ اپنی کتاب تذکرۃ الواعظین باب نمبر ۳۳ پہ فرماتے ہیں کہ ایک بار حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ طواف کعبہ کر رہے تھے کہ ایک شخص کو دیکھا کہ ایک گٹھڑی سی کاندھے پہ ڈال رکھی ہے آپ نے پوچھا اسے اتار رکھ عرض کرنے لگا حضور اس میں میری ماں ہے۔ بڑی کمزور ہے ہڈیوں کا ڈھانچہ بن چکی ہے۔ میں ملک شام سے آخری سرحد سے ماں کو کندھوں پہ اُٹھا کر لایا ہوں۔ میں نے ماں کو مکمل حج کروایا ہے اس طرح کندھوں پر اُٹھا کر میں اپنی ماں کو سات حج کروا چکا ہوں۔ آپ فرمائیں کیا میں نے اپنی ماں کا حق ادا کر دیا ہے؟ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا اگر تو اپنی ماں کو دنیا کے آخری کونے سے اسی طرح ستر مرتبہ لاتے اور حج کراتے یاد رکھنا پھر بھی ماں کے پیٹ میں جو تیری وجہ سے اسے تکلیف ہوئی تھی یہ اس کا بھی بدلہ نہیں۔

ماں حاضر ہوں

امام الحدیث امام جلیل ابی محمد عبداللہ ابن اسعد یمنی شافعی اپنی کتاب روض الریاحین کی حکایت نمبر ۵۴ میں لکھا "حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ کے ایک مرید فرماتے ہیں کہ حضرت سری سقطیؒ کے مدرسہ میں ایک لڑکا پڑھتا تھا۔ استاد نے اس کو پن چکی پہ کسی کام کو بھیجا۔ وہ دیکھنے لگا یہ کیسے چلتی ہے پاؤں پھسلا، گرا اور ڈوب گیا۔ حضرت سریؒ کو خبر ہوئی آپ چند احباب لے کر اس کی والدہ کے پاس گئے۔ آغاز کلام میں صبر کے متعلق آیات اور احادیث سنائیں۔ عورت پوچھتی ہے آپ کا مقصد کیا ہے؟ آپؒ نے فرمایا تیرا بیٹا ڈوب کر مر گیا ہے۔ عورت نے کہا یہ نہیں ہو سکتا۔ آپ نے فرمایا یقینی بات ہے کہنے لگی پھر مجھے اس جا پہ لے چلو وہ جائے حادثہ پہ لے کر گئے تو ماں نے آواز دی۔ "بیٹا محمد!" اس نے فی الفور جواب دیا "اماں حاضر ہوں" یہ آواز سن کر ماں پانی میں اتری۔ بیٹے کا ہاتھ پکڑا اور نکال کر گھر لے گئی ... سبحان اللہ کس قدر نیک مائیں ہیں کہ اللہ بھی ان کی بات نہیں ٹالتا۔

ماں کی دعا قبول ہوئی

ایک روز موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی کہ اے اللہ مجھے اس شخص سے دنیا ہی میں ملا دے جو جنت میں میرے ساتھ ہو گا۔ اللہ نے فرمایا فلاں جگہ یہ ایک قصائی رہتا ہے وہ تیرے ساتھ جنت میں ہو گا۔ موسیٰ علیہ السلام اسے دیکھنے چل پڑے آپ تلاش بسیار کے بعد اس کی دکان پر پہنچے آپ اس کی حرکات کو دیکھتے رہے۔ آپ کو کوئی خوبی نظر نہ آئی۔ شام کو وہ دکان بند کر کے گھر گیا جاتے ہی اس نے ایک بوڑھی سی عورت سے سلام کیا اس کا منہ دھلوایا کھانا کھلایا اور اس سے باتیں کیں تو ماں نے دعا کی یا اللہ میرے بچے کو دنیا میں خوش رکھ اور جنت میں موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ جگہ دے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا تیری ماں جو تجھے دعا دیتی ہے

وہ قبول ہوئی وہ بولا ایک دعا تو قبول ہو گئی ہے کہ اللہ نے مجھے سکھ چین خوشحالی عطا کر رکھی ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ دوسری دعا بھی قبول ہو گی۔ میں موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ جنت میں ملوں گا۔ آپ نے فرمایا تیری ماں کی دعا قبول ہوئی ہے تو ہی جنت میں میرے ساتھ ہو گا میں ہی موسیٰ علیہ السلام ہوں۔

ماں اور مہاتما بدھ

ایک ماں کا ایک ہی بیٹا تھا مر گیا... وہ بیچاری دیوانی ہو گئی۔ اور بچہ کو اُٹھا کر حکیم کے پاس لے گئی اور کہنے لگی میرے بچے کو دیکھیے یہ بولتا نہیں ہے۔ حرکت نہیں کرتا۔ آپ علاج کرو۔ حکیم صاحب نے نبض دیکھی تو کہا آپ کا بیٹا مر گیا ہے۔ وہ اُٹھا کر دوسرے حکیم صاحب کے پاس لے گئی انہوں نے بھی یہی کہا آپ کا بیٹا مر گیا ہے ماں تھی کہ مانتی ہی نہ تھی آخر کار لوگ اس ماں کو مہاتما بدھ کے پاس لے گئے۔ اور کہا کہ آپ اپنے تدبر سے سمجھائیں ہماری تو یہ مانتی ہی نہیں۔ مہاتما بدھ نے اس عورت سے کہا آپ کا بچہ واقعی مر گیا ہے۔ لیکن میں اسے زندہ کر سکتا ہوں۔ اگر آپ ایسے گھر کا پانی لا دو جس گھر میں کوئی آدمی نہ مرا ہو تا کہ اس پانی پر منتر پڑھ کر میں تیرے بیٹے پہ چھڑکوں تو وہ زندہ ہو۔ اس عورت نے پانی حاصل کرنے کے لئے کئی گھر چھان مارے۔ لیکن ہر گھر کے کسی نہ کسی کا کوئی نہ کوئی مرا ہوا تھا۔ وہ ناکام واپس لوٹی تو مہاتما بدھ نے کہا جب تمہیں کوئی ایسا گھر نہیں ملا جس میں کوئی نہ مرا ہو۔ تو تو اپنے مرے ہوئے لڑکے کے زندہ ہونے کی کیا امید کر سکتی ہے۔ اس بات سے ماں کو صبر ہوا۔ (مخزن الاخلاق)۔

ماں اور خضر علیہ السلام کی زیارت

بشیر ابن حارث۔ بہت بڑے بزرگ اور ولی کامل تھے۔ نقل ہے کہ بغداد کے اندر

ایک شخص عورت سے لپٹ گیا۔ جو بھی چھڑانے آتا یہ چھری دکھاتا۔ اس ڈر سے کوئی پاس نہ آتا۔ اور عورت کا یہ حال تھا کہ مسلسل چیخ رہی تھی۔ حضرت بشیر ابن حارث کا گزر ہوا آپ لاخوف علیھم و لا ھم .یخزنون کی تصویر بنے آگے چلتے گے صرف اپنا بازو اس کے بازو کے ساتھ لگایا وہ آدمی فوراً زمین پر گر گیا اور پسینے سے شرابور تھا۔ لوگ اس کے گرد جمع ہو گئے اسے جب ہوش آیا تو لوگوں سے پوچھتا ہے یہ کون تھا؟ اس نے صرف بازو لگایا اور کہا تھا تمہارے فعل کو اللہ دیکھ رہا ہے۔ بس ایسی ہیبت چھائی کہ میں بے ہوش ہو گیا۔ لوگوں نے کہا یہ بشیر ابن حارث ہیں وہ آدمی سات دن بعد مر گیا۔ بلال خواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقام تیہ میں چل رہے تھے کہ حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو پوچھا بشیر ابن حارث کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟ جواب دیا ان کے بعد ان جیسا پیدا نہ ہو گا۔ میں نے پوچھا کہ آپ کی زیارت مجھے کس عمل کے صدقہ ہوتی ہے آپ نے فرمایا ماں کی خدمت کی وجہ سے۔

میری ماں کو دکھ ہو گا

امام اعظم نعمان ابن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد محترم کا انتقال تو پہلے ہو چکا تھا والدہ ماجدہ حیات تھیں۔ محمد بن بشیر اسلمی کہتے ہیں امام صاحب اپنی والدہ کی .بہت خدمت کرتے تھے۔

کوفہ میں ذرعہ نامی ایک واعظ رہتا تھا امام صاحب کی والدہ اس کی بڑی معتقد تھیں ایک دن امام صاحب کی والدہ کو ایک مسئلہ کی ضرورت پیش ہوئی تو امام صاحب سے کہا ذرعہ سے معلوم کر کے آؤ۔ آپ ماں کے حکم کے مطابق گئے۔ ذرعہ تو ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہو گیا حضور آپ علم کے سمندر اور مجھ سے مسئلہ پوچھنے آتے ہیں آپ نے فرمایا کیا کروں ماں کا حکم ہے۔ کوفہ کا گورنر ابن ہبیرہ آپ کو کوڑے مارتا تھا کہ قضا کا عہدہ

قبول کرو۔ آپ کوڑے کھا لیتے عہدہ قضا قبول نہ فرماتے ایک روز کوڑہ آپ کے سر پہ لگا تو آپ رو دیے جلاد کہتا ہے قضا کا عہدہ قبول کر لو روتے کیوں ہو؟ آپ نے فرمایا مار کی وجہ سے نہیں رو رہا رونے کی وجہ یہ ہے کہ اگر والدہ محترمہ کی نظر اس چوٹ پر پڑ گئی تو ان کو بہت صدمہ ہو گا۔

میرے بچے کو قتل نہ کرنا

یہ حضرت بلال حبشی کی والدہ نے کہا۔ آپ کی والدہ کا نام حمامہ تھا اور والد کا نام رباح۔ یہ یمن کے قصبہ سراۃ سے بحیرہ احمر پار کر کے مکہ آئے۔ کسی ظالم نے ان کو زبردستی غلام بنا لیا۔ بس جرم اتنا تھا کہ یہ حبشی النسل تھے۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد چمڑے کے کارخانے میں کام کرتے تھے۔ مالک اتنا کام لیتا تھا کہ آپؓ کے والد گرامی جوانی ہی میں بوڑھے لگنے لگے اور آپ کو ٹی بی ہو گئی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسے بیٹے سے نوازا جن کے بارے میں حضرت عمرؓ فرماتے یہ ہمارے سردار ہیں۔ جب حضرت بلالؓ پیدا ہوئے تو انہیں ہر وقت بچے کی فکر رہتی کہ ایک وقت آئے گا یہ بھی ہماری طرح ظلم کی چکی میں پسے گا۔ چار پانچ سال حضرت بلال کی عمر ہوئی تو ایک روز آپ کے والد گرامی رباح اپنی زوجہ حمامہ سے کہتے ہیں کیوں نہ ہم اپنے بچے کو مار دیں؟ یہ باتیں حضرت بلالؓ دروازے سے لگ کر سن رہے تھے۔ حضرت بلالؓ فرماتے ہیں اس دن مجھے احساس ہوا کہ میرے والد گرامی اس زندگی سے کتنے تنگ ہیں۔ میری ماں نے جب قتل کی بات سنی تو رونے لگ گئی میں اپنی ماں کے رونے کی وجہ سے بچ گیا۔

میں اپنی ماں کو نہیں بھول سکتا

یہ جملہ مولانا محمد علی جوہر نے اپنی ماں کے لئے کہا۔ مولانا محمد علی جوہر تحریک

خلافت کے بانی ۰۰۰ روح رواں ۰۰۰ انگلش و اردو کے بہترین مقرر۔ شیروں کی کچھار میں گھس کر شیروں کو طمانچہ مارنے والا۔ ۱۰ دسمبر ۱۸۷۸ء کو بروز منگل کو رام پور میں عبدالعلی خاں کے گھر پیدا ہوئے۔ اور دو سال کی ہی عمر میں یتیم ہو گئے۔ پر ان کی والدہ ماجدہ جو بی اماں کے نام سے مشہور تھیں۔ ہمت نہیں ہاری۔ اس نے اپنی جوانی بچوں کی تربیت پہ صرف کر دی اور بچوں کی ایسی تربیت کی کہ آج تک تاریخ کے آسمان پر مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی درخشندہ ستاروں کی طرح چمک رہے ہیں۔ یہ سب ماں کی تربیت کا اثر ہے۔ خود محمد علی جوہر اپنی ماں کو ان الفاظ میں خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔ "مجھے اپنے والد مرحوم بالکل یاد نہیں۔ مگر والدہ مرحومہ کو کبھی نہیں بھول سکتا ۰۰۰ میں جو کچھ ہوں اور جو کچھ میرے پاس ہے وہ خداوند کریم نے مجھے اس مرحومہ کے ذریعے پہنچایا ہے۔ والد صاحب کی وفات کے بعد انہوں نے خود نوکرانیوں جیسا سادہ اور سستا لباس پہنا۔ خود روکھی سوکھی کھا کر گزارہ کیا مگر ہمارا کوئی سوال رد نہ کیا ۰۰۰ ہماری تعلیم کی طرف خصوصی توجہ دی۔ بریلی سے میٹرک کروایا۔ علی گڑھ سے بی اے کیا اور پھر ۱۸۹۸ء میں آکسفورڈ یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کی۔ اور پھر ہندوستان پر چھا گئے۔

یہ میری ماں ہے

مولانا عبیداللہ سندھی صاحب پہلے سکھ تھے پھر مسلمان ہو گئے۔ ایک روز لوگوں کے درمیان بیٹھے ہوئے تھے اوپر سے ماں آگئی اس نے بھری محفل میں سر سے ٹوپی اتار کر مارنا شروع کر دیا۔ اور کہتی بوٹا سنگھ مُسلہ (مسلمان) ہو گیا ہے۔ مارتے مارتے جوتا ماں کے ہاتھ سے گر جاتا تو اُٹھا کر دیتے لوگ حیران رہ گئے پوچھا حضور یہ عورت کون ہے؟ فرماتے ہیں یہ وہی ہے جس کے قدموں میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

جنت بتاتی ہے۔ وہ مارتی رہی آپ نے اُف تک نہ کی۔

محمد بن سیرینؒ کی ماں

محمد بن سیرینؒ جلیل القدر تابعی ہیں۔ آپ کی والدہ ماجدہ بی بی صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی باندی تھیں۔ انہوں نے آزاد کر دیا تو ان کا نکاح انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آزاد کردہ غلام سیرین سے ہوا۔ انہی کا بیٹا محمد بن سیرین پیدا ہوا جو علم تعبیر الرویا کے آسمان کا چمکتا آفتاب بنا۔ آپ اپنی ماں کی بڑی خدمت کرتے تھے۔ ہر وقت ان کا خیال رکھتے۔ آپ کی والدہ کو رنگین اور نفیس کپڑے پہننے کا بڑا شوق تھا۔ آپ اس کا خاص خیال رکھتے ماں کے لئے کپڑے خود خریدتے۔ عید کے روز اپنی ماں کے کپڑے خود رنگتے۔ اپنی ماں کے سامنے کبھی اونچی آواز میں گفتگو نہ کرتے۔ آپ اس قدر پست آواز میں ماں کے سامنے گفتگو کرتے کہ انجان سمجھتا طبیعت ناساز ہے۔ (طبقات ابن سعد)

امام ابو عثمان ربیعتہ الرائی کی ماں

امام ابو عثمان کی علمیت کا اندازہ اس بات سے لگا لو کہ ان کے شاگردوں میں امام مالکؒ امام سفیانؒ اور امام اوزاعیؒ کے نام آتے ہیں۔ یہ ابھی شکم مادر میں تھے کہ ان کے والد گرامی ابو عبدالرحمٰن فروخ خراسان کی مہم پر چلے گئے اور اپنی بیوی کو ۳۰ ہزار اشرفیاں دیں اور کہا اگر میں لوٹ آیا تو تجارت کروں گا۔ میرے بعد تمہیں ضرورت پڑے تو خرچ ک رلینا۔ ان کے جانے کے چار ماہ بعد لڑکا پیدا ہوا اس کا نام ماں نے ربیعہ رکھا اور بچے کی پرورش بڑے سلیقے اور طریقے سے کی۔ ماں نے خاوند کی چھوڑی ہوئی تمام اشرفیاں بچے کی تعلیم پر خرچ کر دیں۔ ۲۲ برس کی عمر میں بچہ وقت کا امام تسلیم کیا گیا۔ ۲۷ برس کے بعد آپ کے والد گرامی لوٹے وہ اپنے گھر داخل

ہونے لگے تو بیٹے نے روکا ارے بابا کدھر جا رہے ہو؟ فروخ نے کہا میرا گھر ہے وہ بولے یہ میرا گھر ہے تم کون ہو؟ میں تمہیں قاضی کے پاس لے کر جاؤں گا۔ جھگڑا بڑا تو آپ کی والدہ نے اپنے خاوند کی آواز کو پہچان لیا اور آ کر بیٹے کو بتایا کہ یہ تمہارے والد ہیں۔ غسل و آرام کرنے کے بعد کھانا کھایا۔ نماز کا وقت ہوا تو ابو عثمان ربیعہ مسجد نبوی گئے۔ خاوند پوچھنے لگا میری اشرفیاں کہاں ہیں؟ بیوی نے کہا آپ نماز پڑھ کر آئیں پھر بتاؤں گی۔ وہ نماز پڑھ چکے تو دیکھا ایک حسین و جمیل آدمی سر پر ٹوپی لئے احادیث کا درس دے رہا ہے۔ عبدالرحمٰن پوچھتے ہیں بھائی اتنے لوگ جمع ہیں یہ درس دینے والا کون ہے؟ اس بندے نے جواب دیا آپ نہیں جانتے؟ یہ ربیعہ بن عبدالرحمٰن فروخ ہے۔ آپ بڑے خوش ہوئے اور گھر آ کر کہنے لگے میرے بیٹے کو تو اللہ نے بڑی عزت دی ہے۔ بیوی بولی آپ کی دی ہوئی تمام اشرفیاں میں نے آپ کے بیٹے کی تعلیم پر خرچ کر دیں ۰۰۰ اشرفیاں لوگے؟ فرمانے لگے یہ ان سے بہتر ہے۔

سید ولی حسین شاہ المعروف بلھے شاہ صاحب کی والدہ

ہمارے گجرات کی عظیم روحانی ہستی جنہیں لوگ "بلھے شاہ" کے نام سے جانتے ہیں، یہ خلوص کا منبع، اخلاق کا پیکر، شرافت کا نمونہ، عاجزی وانکساری میں اسلاف کی مثال ہے۔ ان کی والدہ کا نام سیدہ شمیم اختر صاحبہ ہے، یہ نجیب الطرفین سیدہ ہیں۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت امام موسیٰؓ رضا سے ہوتا ہوا حضرت امام حسین سے جا ملتا ہے۔ آپ کے آباؤ اجداد ریاست الور سے ہجرت کر کے لاہور آئے۔ آپ کے والد گرامی علامہ ابو الحسنات اپنے والد سید دیدار علی شاہؒ صاحب کے کہنے پہ یہ مسجد وزیر خان میں خطیب مقرر ہوئے۔ اس خاندان کے پاکستان کی سرزمین پر بہت سے احسانات ہیں۔ اور آپ کی والدہ کو گھٹی آپ کے والد گرامی نے دی۔ گھر میں رہ کر علم

الابدان اور علم الادیان کی تعلیم حاصل کی۔ سید گھرانے کی بچی اور نماز چھوڑ دے ... ناممکن ... بچپن ہی سے پابند صوم و صلوۃ۔ اللہ تعالیٰ نے نیک بیبیوں کے نیک ہی ساتھی بنائے ہیں۔ ان کا نکاح گجرات کے عظیم علمی و روحانی سادات خاندان کے چشم و چراغ پیر سید احمد شاہ رحمہ اللہ سے ہوا۔ پیر سید ولایت شاہ صاحب کے اس بیٹے کو اللہ نے غضب کا دماغ عطا فرمایا تھا۔ تمام کتب ازبر یاد تھیں۔ تقریر پر آتے تو معنی کے سمندر بہا دیتے۔ سرکار صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی احادیث پڑھاتے تو پہلے وضو کرتے خوشبو لگاتے پھر سرکار صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے فرامین پڑھاتے دور دراز سے بچے آپ سے احادیث کا سبق لینے کے لئے آتے۔

ماں سیدہ شمیم اختر صاحبہ ہوں اور باپ شیخ الحدیث ------ سید احمد شاہ رحمتہ اللہ علیہ ہوں تو پھر بیٹا بلھے شاہ کیوں نہ ہو گا ... بلھے شاہ صاحب کی والدہ ولیہ کاملہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو چار بیٹے عطا کئے۔ سید شہزاد مصطفیٰ الحسینی چھوٹے ہیں ان کو چھوٹے ہوتے ہی فرماتی تھیں تو علامہ ہے۔ اللہ نے ماں کی دعا قبول فرمائی۔ یہ بیٹا واقعی آسمان علم کا چمکتا ہوا آفتاب ہے ... بہترین مقرر ... جب تقریر کرتے ہیں تو مسلسل عربی بولتے چلے جاتے ہیں۔ اور پیر سید بلھے شاہ صاحب کو والدہ بچپن میں ہی کہا کرتی تھیں تو روحانیت کے سنگھاسن پہ بیٹھے گا۔ وہی ہوا آج دور دراز سے دکھی لوگ آتے ہیں اور پیر سید بلھے شاہ صاحب سے روحانی فیض پاتے ہیں۔ بڑے بڑے مایوس حضرات کے منہ سے سنا ہے کہ ہم ناامید ہو چکے تھے اللہ تعالیٰ نے بلھے شاہ صاحب کے صدقے شفاء کاملہ عاجلہ عطا کی۔ آج بلھے شاہ صاحب کا نام چمک رہا ہے۔ ملک اور بیرون ملک بھی آپ کی چمک سے لوگ مستفیض ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بالکل چھوٹی سی عمر میں اتنا نوازا ہے کہ کوئی ایسی خوبی نہیں جو اللہ نے ان کو عطا نہیں

کی اور یہ صرف ماں کی دعا سے ہی ہو سکتا ہے۔ ورنہ سید زادے اور بھی بہت ہیں۔
ماشاء اللہ کئی مقامات پہ لاکھوں روپے کے بجٹ سے بچیوں کے لئے درسگاہیں بھی تعمیر کروا رہے ہیں۔ اور سینکڑوں بچیاں آپ کے مدرسہ سے فارغ ہو کر سیدہ فاطمہ الزہراؓ کے پیام کو پھیلا رہی ہیں۔ ماں کی خدمت میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے۔ اس دفعہ حج کرنے کے لئے گئے تو ماں جی کو ساتھ لے کر گئے۔ ماں جی سخت بیمار تھیں ان کے لئے گاڑی سے اترنا مشکل اور بلھے شاہ صاحب فرما رہے تھے کہ جدہ اتر کر ایمبولینس منگوا لوں گا۔ تاکہ میری والدہ ماجدہ کو تکلیف نہ ہو۔ سبحان اللہ آپ کی والدہ کی کرامت ہے کہ پاکستان میں چلنا دشوار تھا جب اپنے نانا کے شہر پہنچیں تو خود چلیں دیکھنے والا محسوس بھی نہ کر سکتا تھا کہ یہ کبھی بیمار بھی ہوں گی۔

۱۹۹۵ء کی بات ہے کہ چھوٹے بیٹے علامہ السید شہزاد مصطفیٰ شاہ صاحب نے پاسپورٹ بنوایا کہ عمرہ کر آؤں۔ آپ کی عمر تھوڑی تھی وہ ویزہ لگا کر نہیں دیتے تھے آپ نے ایک دوست کے ذریعہ جمع تو کروا دیا اور یقین تھا کہ پاسپورٹ خالی مل جائے گا۔ اور گھر آ کر ماں سے عرض کی ماں جی میری عمر تھوڑی ہے ویزہ نہیں لگے گا میں نے جانا ضرور ہے۔۔۔ "ماں نے کہا چل پریشان نہ ہو ویزہ لگ جائے گا" اور جب وقت مقررہ پر شہزاد مصطفیٰ صاحب پاسپورٹ لینے گئے تو کئی لوگ خالی ہی آ رہے تھے اور ان کی عمریں ان سے زیادہ تھیں۔ آپ کو یقین ہو گیا کہ میرا پاسپورٹ بھی بغیر ویزہ کے ہو گا۔ جب پاسپورٹ لیا تو کھولا تو دیکھ کر حیران رہ گئے ویزہ لگا ہوا تھا ماں کی دعا کام کر گئی۔

بلھے شاہ صاحب کو دیکھا ہے کہ اپنی ماں کا از حد احترام کرتے ہیں۔ خصوصاً والد گرامی کے دنیا سے جانے کے بعد ہمہ وقت والدہ کی فکر رہتی ہے۔۔۔ ایک دن فرما

رہے تھے کہ اللہ نے جو مجھے عزت دی ہے یہ سب میری ماں کی دعاؤں کا صدقہ ہے۔

محدث امام اسماعیل بن عُلَیّہ اور ماں

دوسری صدی کے مشہور محدث ہیں یہ اپنی ماں کے نام ابن علیہ سے مشہور ہوئے۔ ان کی ماں بھی عالمہ فاضلہ تھیں ابراہیم بن مقیم نے ان کو بصرہ میں بنو شیبان سے لے کر نکاح کیا عُلَیّہ نے اپنے بچے کو وقت کے بڑے بڑے آئمہ سے تعلیم دلوائی۔ علامہ عبدالوارث جوادیؒ اس دور کے مشہور محدث تھے فرماتے ہیں ایک دن عُلَیّہ اپنے بیٹے کو لے کر آئی اور کہا "یہ میرا فرزند ہے اس کو اپنے ساتھ رکھو تاکہ یہ آپ کی سی خُوبُو پیدا کرلے۔۔۔" ان کی والدہ نے تعلیم دلوانے میں غیر معمولی تگ و دو کی کہ ان کا بیٹا سید المحدثین بن گیا۔

ماں کا کمرہ انوار سے پُر

ابو عبداللہ محمد بن حفیفؒ کی والدہ کے متعلق عبدالرحمن جامیؒ فرماتے ہیں کہ وہ ولیہ کاملہ تھیں۔ آپ حج کو گئے تو والدہ کو ساتھ لے کر گئے۔ محمد بن حفیفؒ کا معمول تھا کہ آپ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں جاگتے تھے اور خوب نوافل پڑھتے۔۔۔ ایک سال آپؒ معمول کے مطابق نفل پڑھ رہے تھے اور ان کی ماں نیچے معتکف تھیں آواز دی۔ بیٹے محمد جس چیز کو تو ڈھونڈ رہا ہے وہ مل گئی ہے۔ ماں کی آواز سن کر وہ دوڑے دوڑے نیچے آئے تو دیکھا ماں کا کمرہ انوار و تجلیات سے بھرا پڑا تھا۔ آپ اسی وقت ماں کے قدموں میں گر گئے۔

عبداللہ بن محمد اور ماں

بی بی اطہرہ زوجہ محمد بن عبدالرحمٰن والی اندلس کے ہاں ۲۳۰ھ کو شہزادہ عبداللہ

بن محمد پیدا ہوا۔ شہزادہ کی ماں بڑی عالمہ فاضلہ تھیں بچے کی تربیت ذاتی نگرانی میں کی۔ اسے اپنی ماں کا بڑا احترام تھا۔ اور ہر کام کرنے سے پہلے وہ ماں سے مشورہ لیتا تھا۔ اسے اپنی ماں سے اتنا پیار تھا کہ جب ان کی ماں فوت ہوئیں تو قیامت برپا ہو گئی... اس نے ایک عالی شان مقبرہ تعمیر کروایا اور وصیت کی کہ جب میں مروں تو مجھے میری ماں کے قریب دفنانا۔ وہ اپنی ماں کی موت کو نہ بھلا سکا۔ اسی غم میں ۱۳ ماہ بعد مر گیا۔

ماں تم عظیم مشیر ہو

یہ جملہ والی ہمدان و اصفحان ابو طالب رستم نے اپنی ماں سے کہا۔ اس کے والد فخر الدولہ ابو الحسن علی کا ۳۸۷ھ میں انتقال ہوا تو یہ اس وقت نابالغ تھا چنانچہ اس کی ماں ملکہ سیدہ نے ملک کی بھاگ دوڑ سنبھال لی۔ یہ خاتون بڑی دانشور اور دور اندیش تھی۔ اس نے بڑی خوش اسلوبی سے حکومت کی گاڑی کو چلایا۔ جب بیٹا بالغ ہو کر تخت نشین ہوا تو ماں کی ہدایات لینا چھوڑ دیں۔ اور اپنے نالائق وزیر ابو علی کے مشوروں پر عمل کرنا شروع کر دیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ملک کا نظم و نسق بگڑنے لگا۔ ماں نے خاوند کے ملک کو تباہ ہونے سے بچانے کیلئے لارستان کے حاکم حسین بن بدر سے مدد لی اور سیراز پر حملہ کر دیا۔ فتح پانے کے بعد بیٹے اور اس کے معتمد علیہ کو گرفتار کر کے زنداں میں ڈال دیا۔ عنان حکومت خود سنبھال لی۔ رعایا خوش ہوئی۔ خوشی کی لہر لوگوں میں آئی اور ہریالی فصلوں پہ... یہ بلند حوصلہ عورت پردے کے پیچھے بیٹھ کر سفیروں سے گفتگو کرتی۔ ماں آخر ماں ہوتی ہے۔ ممتا کے ہاتھوں مجبور ہو کر بیٹے کو قید سے رہائی دی اور تخت کا مالک بنا دیا۔ اب اسے ماں کی قدر و قیمت کا اندازہ ہوا۔ اب ماں سے ہی مشورہ کرتا تھا۔ جب تک ماں رہی حکومت رہی جونہی ۴۲۰ھ میں ماں کا انتقال ہوا تو

سلطان محمود غزنوی نے حملہ کر کے ملک پر قبضہ کر لیا۔

صبر کی مثال

شاہ فارس و عراق ابوالفوارس زید کی صاحبزادی بڑی زاہدہ و عابدہ تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے اولاد سے نوازا۔ لیکن امتحان کیلئے فوراً چھین لیا۔ آپ کے بچے چھوٹی ہی عمر میں مر جاتے۔ صبر دیکھو جب کوئی بچہ مرتا تو اس کا سر اپنی گود میں رکھتیں اور کہتیں "اللہ کی قسم تیرا آگے جانا میرے نزدیک بہتر ہے۔ اس سے کہ تو میرے پیچھے جاتے اور میرا صبر بہتر ہے۔ اس سے کہ میں تجھ پہ نوحہ کروں۔ اگر تیری جدائی حسرت ناک ہے تو یقیناً اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ہاں بہتر ہے" اس کے بعد بچے کی تجہیز و تکفین کرتیں اور پھر عبادت میں مشغول ہو جاتیں۔

ماں تم خداوند جہان ہو

یہ لقب علاؤالدین محمد خوارزم شاہ نے اپنی ماں کو دیا۔ علاؤالدین محمد خوارزم شاہ کی والدہ ملکہ ترکان قدر خان والی قفچاق کی بیٹی تھی۔ شریعت کی پابند۔ مضبوط دل کی مالک بے راہ روی کو ذرہ برابر پسند نہ کرتی تھی۔ ایک مرتبہ اپنے خاوند کے متعلق کچھ سنا تو اسے حمام میں بند کر دیا۔ بہت زیادہ حرارت کی وجہ سے آنکھ ضائع ہو گئی۔ وزراء نے دروازہ توڑ کر اپنے سلطان کی جان بچائی۔ ۵۹۶ھ کو علاؤالدین محمد خوارزم شاہ تخت نشین ہوا۔ تو ۲۱ سال تک وہ اقتدار کے ہر کام میں ماں کے حکم کو اوّلیت دیتا رہا۔ اس کی وجہ ماں کی سیاسی بصیرت اور ماں کا پیار تھا۔ اس نے اپنی ماں کو "خداوند جہان" کا خطاب دیا۔

شمالی دکن کا بارہواں فرمانروا نظام شاہ اور ماں

نظام شاہ ابھی کمسن تھا کہ اس کے والد علاؤ الدین ہمایوں کا انتقال ہو گیا۔ اس کی وصیت کے مطابق نظام شاہ وارث بنا۔ اور نظام شاہ کی والدہ تمام امور میں مشیر اعلیٰ ہو گئی۔ مخدومہ جہاں نظام شاہ کی ماں نے بڑی خوش اسلوبی سے اندرونی و بیرونی خطرات پر قابو پایا... لیکن شومئی قسمت نظام شاہ تین سال جانشین رہا اور مر گیا۔ اس کے بعد اس کا دوسرا بیٹا محمد شاہ ثانی جانشین بنا۔ یہ بھی ماں کا بڑا تابع فرمان۔ ہر روز ماں کو پہلے سلام کرتا پھر کارہائے سلطنت میں مصروف ہوتا۔ اور کوئی بھی امور سلطنت سے متعلق مشکل ہوتی تو ماں ہی سے مشورہ کرتا۔ ماں نے اپنے بیٹے کی قابلیت کو دیکھا تو سلطنت کے کام چھوڑ دیے۔ اور گوشہ نشینی اختیار کر لی۔ حاکم تلگوان نے بغاوت کی تو ان کی سرکوبی کیلئے محمد شاہ ثانی خود روانہ ہوا ماں سے عرض کی ماں جی آپ میرے ساتھ چلیں۔ اللہ مجھے آپ کے طفیل فتح سے نوازے گا۔ ماں بچے کا مان رکھنے کے لئے چل پڑی... مگر دوران سفر ہی اجل نے ماں کو بیٹے سے جدا کر دیا۔ (تاریخ بہمنی)

سرسید احمد خان اور ماں

سرسید احمد خاں کی ماں کا نام عزیز النساء بیگم ہے۔ ان کی والدہ نے قرآن مجید اور فارسی کی ابتدائی کتب بچپن ہی میں پڑھ لی تھیں۔ اپنے بچے کو ابتدائی تعلیم خود ہی دی۔ آپ فرماتے ہیں کہ "میری ماں تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ فرماتی تھیں۔ ذرا کوئی اخلاقی غلطی ہو جاتی ماں سخت سے سخت سرزنش کرتیں۔ ایک دفعہ جب میں ۱۲ سال کا تھا تو میں نے ایک بوڑھے نوکر کو تھپڑ مار دیا۔ میری ماں کو معلوم ہوا انہوں نے مجھے اسی وقت گھر سے نکال دیا اور فرمایا آئندہ میرے گھر میں داخل نہ ہونا۔ میں اپنی خالہ کے گھر چھپ گیا تین روز کے بعد مجھے معافی ملی وہ بھی اس شرط پر کہ میں بو ے

سے معافی مانگوں۔ میں نے بوڑھے سے معافی مانگی تو جان خلاصی ہوئی۔ میری ماں نے مجھے سکھلایا کہ احسان کرو۔ بدلہ لینا اچھی بات نہیں۔ میرا ایک دوست تھا وہ میرے خلاف ہوا میرے پاس تمام ثبوت تھے لیکن میری والدہ نے فرمایا اگر تم اس کو رسوا کرو گے تو تم میں اور اس میں فرق ہی کیا رہ گیا۔

لل ماجی

کشمیری لوگ انہیں لل ماجی یعنی "بزرگ ماں" کے نام سے پکارتے ہیں۔ ان کا اصلی نام لل الیشوری تھا یہ ۱۳۳۵ء میں کشمیر کے ایک گاؤں پنڈریتھن میں ایک ہندو زمیندار کے گھر پیدا ہوئیں۔ کمسنی میں ان کی شادی پانپور کے ایک برہمن زادہ سے کر دی گئی۔ غریبی کی وجہ سے ساس نے وہ ظلم وستم ڈھائے کہ آپ نفسیاتی طور پر خوف زدہ ہو گئیں۔ ہر وقت چپ چپ رہنے لگیں۔ پھر آپ کا دھیان گیان و نیروان کی طرح ہو گیا آپ گھر چھوڑ کر جنگل کی طرف نکل کھڑی ہوئیں۔ ان کے ہاتھ سے کافی خرق عادات باتوں کا ظہور ہوتا۔ لوگ انہیں دیوی کہہ کر یاد کرتے اور زیارت کیلئے آتے۔ انہی دنوں سید حسن سمنانی رحمتہ اللہ علیہ کا بڑا چرچا تھا۔ آپ ان کی زیارت کو گئیں اور مسلمان ہو گئیں۔ ہر وقت اب یاد خدا میں گزرتا۔ آخر کار آپ کے والدین بھی سید بلبل شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے ہاتھ پہ مسلمان ہو گئے۔ بت پرستی کے سخت خلاف تھیں ایک مرتبہ ایک ہندو سے کہنے لگیں۔ بھگوان کی مورتی بھی پتھر کی ہے۔ مندر بھی پتھر کا ہے اوپر سے نیچے تک ایک ہی ہے تو کس کی پوجا کرے گا۔ اسے کشمیری عوام "بزرگ ماں" کہہ کر پکارتی ہے۔ (تاریخ کشمیر)

ماں ہم آپ کے بغیر کیسے جیئیں گے؟

.. جملہ سید محبوب الٰہی خواجہ محمد نظام الدین اولیا نے اپنی والدہ سے کہا۔ آپ کی

والدہ کا نام بی بی زلیخاؒ ہے آپ پانچ سال کے تھے کہ والد ماجد سید احمد بن سید علی رحمتہ اللہ علیہ کا انتقال ہو گیا۔ پر ماں نے ہمت نہیں ہاری۔ سارا سارا دن سوت کاتتی رہتیں۔ اسے فروخت کر کے اپنا اور اپنے بچے کا پیٹ پالتیں۔ لیکن کئی دفعہ فاقوں سے بھی واسطہ پڑتا۔ اس روز ماں اپنے بیٹے کا دل رکھنے کیلئے بڑا تصوفانہ جملہ بولتی۔

"بابا محمد! آج ہم لوگ اللہ کے مہمان ہیں"

آپ فرماتے ہیں ماں جی کے اس جملہ کا بچپن میں کچھ پتہ نہ چلتا لیکن اب جب یہ جملہ یاد آتا ہے تو بڑا کیف و سرور ملتا ہے۔ ماں جی نے اپنے بچے کی تعلیم و تربیت کی طرف خصوصی توجہ دی۔ اس دور کے متبحر عالم سید علاؤ الدین اصولیؒ جو بدایوں میں رہتے تھے ان کے حوالے کیا وہاں جب سند فراغت لے چکے تو مزید تعلیم کیلئے دِلّی جانے کی ماں سے اجازت لی۔ ماں نے اجازت دے دی آپ کا دل نہ چاہا کہ ماں کو تنہا چھوڑ جاؤں۔ انہیں بھی ساتھ لے لیا اور دِلّی سکونت اختیار کی۔ اور علامہ شمس الدین خوازمیؒ سے علم کی تکمیل کی۔ ماں اپنے بچے کی علم سے اتنی لگن دیکھ کر بہت خوش ہوتیں اور دعائیں دیتیں۔ عمر کا تقاضہ تھا اور دکھوں نے جسم گھن کی طرح کھا دیا۔ آپ بیمار ہو گئیں۔ کھانا پینا چھوٹ گیا۔ نظام الدین اولیا۔ جمادی الاخری کا چاند دیکھ کر ماں کو سلام کرنے گئے تو ماں نے کہا "بیٹے آئندہ ماہ کس کے سلام کو آؤ گے۔ اور کس سے دعائیں لو گے؟" آپ سن کر رو پڑے۔ اور عرض کرتے ہیں ماں جی ہم آپ کے بغیر کیسے جیئیں گے؟ فرمایا جاؤ سو جاؤ۔ صبح آنا۔ آپ صبح سویرے ہی والدہ کی چارپائی کے پاس آ گئے ماں نے اپنے بیٹے کا دایاں ہاتھ پکڑا اور آسمان کی طرف منہ کر کے کہا "الٰہی یہ بے کس یتیم اب تیرے حوالے ہے" اس کے بعد آپ کی روح نکل

گئی۔ ماں کی دعا قبول ہو گئی۔ اللہ نے اس بچے کو قبول کیا اور ہندوستان کی سلطنت ولایت کا بادشاہ بنایا۔

میں جو کچھ ہوں ماں کی دعاؤں کا نتیجہ ہے

یہ جملہ بابا فرید الدین گنج شکر نے اپنی ماں کے متعلق کہا۔ آپ کی والدہ کا نام قرسم خاتون، نہایت عابدہ و زاہدہ تھیں بابا فرید الدین کمسن ہی تھے کہ آپ کے والد شیخ جمال الدین سلیمان رحمتہ اللہ علیہ کا انتقال ہو گیا۔ ماں نے ہمت نہیں ہاری۔ بچے کو تعلیم دلوائی۔ جب بچہ ۷ سال کا ہوا اسے نماز پڑھنے کی یوں ترغیب دی کہ بیٹا اگر تم نماز پڑھو گے تو تمہارے مصلیٰ کے نیچے سے شکر نکلے گی۔ آپ وضو کرنے جاتے تو ماں شکر کی پڑیا مصلیٰ کے نیچے رکھ دیتیں۔ آپ نماز کے بعد مصلیٰ اُٹھاتے اور شکر کی پڑیا لے لیتے۔ ایک روز آپ کی والدہ ماجدہ محلہ میں کسی کے ہاں گئی ہوتیں تھیں۔ پیچھے سے بیٹے نے نماز شروع کر دی ایک دم خیال آیا اللہ سے عرض کی یا اللہ میری لاج رکھ لینا۔ نماز کے بعد جب مصلیٰ اُٹھایا تو نیچے بہت زیادہ شکر پڑی ہوئی تھی۔ جونہی ماں گھر داخل ہوئی تو عرض کرتے ہیں ماں جی آج نماز کے بعد جب میں نے مصلیٰ اُٹھایا تو شکر کا ڈھیر نظر آیا۔ ماں نے فرمایا بیٹے پہلے میں رکھتی تھی۔ آج اللہ نے خود رکھی ہے۔ والدہ نے بچے کو ابتدائی تعلیم کچھ خود دی اور کچھ اپنے قصبہ کھوتوال کے مولوی سے دلوائی اور مزید تعلیم کیلئے ملتان بھیج دیا۔ آپ جب علم حاصل کر کے اپنے گاؤں کھوتوال پہنچے۔ ماں بڑی خوش ہوئی آج بڑا عالم دین بن کر آیا۔ ماں کی اجازت سے آپ نے پاکپتن کو سکونت کیلئے پسند کیا۔۔۔ کچھ عرصہ کے بعد اپنے بھائی شیخ نجیب الدین کو بھیجا کہ جاؤ اور ماں کو پاکپتن لے آؤ۔۔۔ وہ کھوتوال پہنچے ماں کو رضا مند کیا گھوڑے پہ بٹھایا۔ اور خود پیدل ماں کے ساتھ ساتھ۔۔۔ کھوتوال اور پاکپتن کی

راہ میں ایک خطرناک گھنا جنگل پڑتا تھا۔ اس جنگل سے گزر رہے تھے کہ درمیان میں پہنچے کہ ماں نے کہا بیٹے مجھے پیاس لگی ہے پانی لا دو۔۔۔ آپ نے ماں کو ایک درخت کے نیچے بٹھایا اور خود پانی کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔ بڑی دیر بعد پانی ملا۔۔۔ پانی لے آئے تو درخت کے نیچے ماں نہیں تھی۔ بڑا ادھر ادھر دیکھا۔ آوازیں بھی دیں۔ مگر ماں کا سراغ نہ ملا۔ آپ روتے روتے پاکپتن پہنچے۔ بابا فرید الدین کو ساری کتھا سنائی۔ آپ نے کچھ اور آدمی ساتھ بھیجے ماں کی تلاش کیلئے۔۔۔ مگر ماں نہ ملی۔ آپ نے فرمایا اللہ کی جو رضا "مسکینوں کو کھانا کھلاؤ اور صدقہ کرو" (تاریخ فرشتہ) اور ماں کو یاد کر کے بڑا روتے۔ اور لوگوں سے کہتے جو میں آج ہوں سب ماں کی تربیت اور دعاؤں کا نتیجہ ہے۔

سچی ماں

دو مائیں اپنے اپنے بچے کو لئے جا رہی تھیں کہ راہ میں ایک درخت کے نیچے سستانے لگیں۔ بچے لٹائے ہوئے تھے ایک بھیڑیا تاک میں تھا جونہی ماؤں کو غفلت میں پایا ایک بچے کو پکڑ کر بھاگ نکلا۔ بچے کی چیخ سے دونوں اٹھ پڑیں۔ دیکھا کہ بھیڑیا بچے کو لے کر بھاگ گیا۔ اب دونوں ایک دوسرے سے کہنے لگیں تیرا بچہ لے گیا ہے۔ تیرا بچہ لے گیا ہے۔ فیصلہ داؤد علیہ السلام کی عدالت میں پہنچا۔ وہاں سلیمان علیہ السلام بھی موجود تھے۔۔۔ آپ نے والد گرامی سے عرض کیا ابا حضور فیصلہ میں کرتا ہوں۔ چھری لاؤ میں بچہ آدھا آدھا کئے دیتا ہوں۔ ایک حصہ بڑی عورت لے جائے۔ اور دوسرا حصہ چھوٹی عورت لے جائے۔ جھٹ سے چھوٹی بولی نہیں حضور میں دستبردار ہوتی ہوں آپ مکمل بچہ اس کو دے دیجئے۔ آپ نے فوراً فرمایا یہ بچہ اس چھوٹی عورت کا ہے۔

ماں کی خدمت

موسیٰ علیہ السلام جب شام کی طرف چلے تو پیدل چلتے چلتے تھک گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے پاس وحی بھیجی کہ اس پہاڑ کی وادی میں میرا ایک بندہ ہے۔ اس کے پاس جائیے اور سواری مانگیے۔ موسیٰ علیہ السلام اسے ڈھونڈنے کیلئے نکلے ایک بندۂ درویش کو عبادت میں مشغول پایا۔ آپ سمجھ گئے یہی وہ مرد صالح ہے آپ نے اس سے کہا مجھے سواری چاہیے۔ اس نے آسمان کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھا ایک اَبر کا ٹکڑا جا رہا تھا اسے حکم دیا اے ابر کے ٹکڑے نیچے آ اور اس بندے کو سوار کر لے۔ جہاں جانا چاہے چھوڑ کر آ۔ ابر نیچے آیا گویا کہ ہوا اپنے دوش پر سوار کر کے موسیٰ علیہ السلام کو لے گئی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا موسیٰ تم جانتے ہو اس بندے کو اتنا مرتبہ کیسے ملا؟ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی نہیں... اللہ نے فرمایا اس کی ماں کے آخری لمحات تھے۔ اس نے اپنے بچے سے ایک حاجت مانگی اس نے فوراً پوری کر دی۔ اس کی ماں نے دعا دی تھی اے اللہ اس نے میری حاجت پوری کی تُو اس کی حاجت پوری کرنا۔ اب یہ مجھ سے جو بھی مانگتا ہے میں عطا کرتا ہوں۔

ماں ایسا نہ کہو

حضرت ابو ہریرہؓ کی والدہ ماجدہ جوانی ہی میں بیوہ ہو گئیں۔ لیکن بچے کی پرورش کیلئے بڑے کٹھن مراحل سے گزریں پر شادی نہ کی۔ حضرت ابو ہریرہؓ اس وقت سے ماں کی بڑی تعظیم و تکریم کرتے تھے۔ حضرت ابو ہریرہؓ تو اسلام لے آئے مگر آپ کی والدہ ایمان نہ لائیں۔ آپ اسلام کی دعوت پیش کرتے وہ ٹھکرا دیتیں۔ ایک روز تو سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان اقدس میں نازیبا کلمات کہہ گئیں۔ ابوہریرہؓ کو سخت صدمہ پہنچا۔ آپ روتے روتے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

بار گاہ میں پہنچے۔ اور سارا قصہ سنایا۔ عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری ماں کیلئے دعا کیجئے کہ وہ مسلمان ہو جائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی یا اللہ ابوہریرہؓ کی والدہ کو ہدایت دے۔

آپ خوش خوش واپس آئے۔ گھر پہنچے تو دیکھا دروازہ بند ہے۔ اور ماں غسل کر رہی ہے۔ غسل کے بعد دروازہ کھولا اور فرمانے لگی اے اللہ، گواہ رہنا "میں اللہ اور اس کے بھیجے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صدق دل سے ایمان لاتی ہوں" حضرت ابوہریرہؓ کی آنکھوں میں خوشی سے آنسو آ گئے۔ انہی قدموں پہ لوٹے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خوشخبری سنائی کہ میری والدہ مسلمان ہو گئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی بہت مسرور ہوئے۔ ابوہریرہ جب گھر جاتے ماں کو سلام کرتے۔ ماں کا بڑا خیال رکھتے تھے۔ ماں کی تنہائی کی وجہ سے تنہا حج کرنے نہ جاتے تھے۔ ایک مرتبہ بھوک سے نڈھال ہو گئے اور دوسرے اصحابِ صفہ کے ساتھ سرکار کی بارگاہ میں پہنچے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر ایک کو دو دو کھجوریں دیں۔ اور فرمایا یہ کھاؤ اور پانی پیو۔ آج کیلئے یہی کافی ہیں۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے ایک کھائی ۔۔۔ اور دوسری چھپائی ۔۔۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھ لیا۔ پوچھا یہ کیوں رکھ لی؟ عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری ماں بھی آج فاقہ سے ہے۔ یہ اسے دوں گا۔ اللہ نے حضرت ابوہریرہؓ کو ماں کی سیوا کا صدقہ کتنا بڑا مقام دیا ہے۔ سب سے زیادہ احادیث آپ سے روایت ہیں۔

میں اپنی ماں کے پاس رہوں گا

علامہ جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ اپنی کتاب انیس الجلیس کے اندر فرماتے ہیں حضرت ابو القاسم قشیری کی والدہ تھیں۔ یہ ان کی خدمت میں مشغول رہتے۔ ایک

روز اپنی والدہ سے کہتے ہیں مجھے علم کا شوق ہے آپ اجازت دیں میں جا کر علم حاصل کروں۔ ماں سوچ میں پڑ گئی اجازت نہ دوں تو نیک کام سے روکتی ہوں۔ دے دوں تو جدائی برداشت نہ ہوگی۔ اجازت دے دی۔ آپ ایک جوان کے ساتھ سفر کو روانہ ہوئے۔ ان کی والدہ نے گھر کے دروازے کے قریب بیٹھ کر رونا شروع کر دیا۔ اور کہنے لگیں جب تک میں اپنے بیٹے کو نہ دیکھ لوں گی مجھ پر کھانا حرام ہے۔ اللہ کا کرنا ایسا ہوا راستے میں کھانا کھانے لگے تو ابوالقاسم دوست سے کہتے ہیں کہ تم کھاؤ میں رفع حاجت کر کے آیا۔ قضائے حاجت کو گئے تو کپڑے ناپاک ہو گئے ۔۔۔ واپس آکر فرماتے ہیں تم جاؤ میں گھر واپس چلتا ہوں۔ دوست پوچھنے لگا وجہ کیا ہے؟ فرمایا پہلی منزل پر ہی بدشگونی ہو گئی۔ میرے کپڑے خراب ہو گئے ہیں آگے چل کر کیا ہو گا۔ میں اپنی ماں کے پاس ہی رہوں گا۔ چنانچہ جب یہ واپس آتے تو دیکھا کہ والدہ ماجدہ ابھی دروازے پر ہی بیٹھی ہوئی ہیں۔ ماں بیٹے کے گلے لگیں اللہ تعالیٰ نے حضرت خضر علیہ السلام کو حکم دیا آپ نے جو کچھ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ سے پڑا ہے وہ ابو القاسم قشیری کو پڑھا دو۔ کیونکہ انہوں نے اپنی ماں کو خوش کیا ہے۔ چنانچہ سحر کے وقت خضر علیہ السلام آتے اور ان کو پڑھاتے۔ ۳ سال کے اندر اندر تمام علوم پڑھا دیے ابو القاسم قشیری بڑے عالم و زاہد مشہور ہوئے ۔۔۔

لاکھوں مرید و شاگرد ہوئے آپ نے ایک ہزار کتابیں لکھیں اور ان کو ایک صندوق میں بند کر دیا۔ اپنے ایک مرید خاص سے کہا مجھے تو ان کتابوں کی ضرورت نہیں ہے۔ تم ان کو جا کر دریا میں ڈال آؤ۔ وہ صندوق لے کر چلا مگر راستے میں سوچا دریا میں ڈالنے سے کیا فائدہ گھر رکھو ۔۔۔ صندوق گھر رکھ کر واپس آتے اور کہا دریا میں بہا دیا ہے آپ نے پوچھا جب کتابیں دریا میں ڈالی تھیں تو کیا دیکھا تھا؟ جناب کچھ نہیں فرمایا

جاؤ۔ صندوق ڈال کر آؤ تم نے ان کو نہیں ڈالا۔ دوسری بار بھی بنا ڈالے آگیا آپ نے سختی سے فرمایا جا کر ڈال کر آ۔ اس میں خدا کے ساتھ ایک راز ہے اور میرے حکم کو تو رد نہ کر۔ چنانچہ حکم کی تعمیل کی اور جونہی صندوق دریا میں ڈالا ایک ہاتھ ظاہر ہوا اس نے صندوق کو پکڑ لیا مرید نے پوچھا تم کون ہو؟ کہا میں شیخ کی کتابوں کا محافظ ہوں۔ واپس آ کر شیخ کو من و عن بتایا۔ اور پوچھا شیخ یہ کیا راز ہے؟ آپ نے فرمایا قرب قیامت جب عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے وہ شریعت محمدی کے تحت فیصلہ کرنا چاہیں گے مگر کتب دستیاب نہ ہوں گی۔ اور عرض کریں گے یا اللہ کیسے فیصلہ کروں حکم ربی ہو گا آپ نہر جیحون جاؤ وہاں دو رکعت نماز ادا کرو اور بعد میں کہو اے امین کتب شیخ ابوالقاسم قشیری مجھ کو ان کی کتابوں کا صندوق دے دو۔ آپ کی آواز دینے سے صندوق ظاہر ہو گا۔ آپ لے کر ان کتابوں سے قوانین شریعت جاری کریں گے۔ عیسیٰ علیہ السلام جبرائیل علیہ السلام سے پوچھیں گے ابوالقاسم کو یہ بزرگی کس وجہ سے نصیب ہوئی جبرائیل علیہ السلام جواب دیں گے۔ "ماں کی خدمت کی وجہ سے"۔

مجھے میری ماں کی یاد آ رہی ہے

موسیٰ علیہ السلام کی ولادت جس دور میں ہوئی اس دور میں فرعون کا حکم تھا کہ بنی اسرائیل کی عورتوں کو زندہ رہنے دیا جائے اور بچوں کو قتل کر دیا جائے۔ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا نام یوخانذ تھا ان کی ایک سہیلی تھی دائی۔ لیکن اس کا تعلق فرعون سے تھا دائیاں جس گھر جاتی تھیں۔ جاسوس پیچھے پیچھے ہوتے تھے۔ جونہی وہ نکل کر جاتی یہ حملہ کر دیتے اور بچے کو مار دیتے۔ جب حضرت موسیٰؑ کی ولادت کا وقت قریب آیا تو آپ کی والدہ نے اپنی سہیلی کو بلوایا اور کہا آج دوستی کا امتحان ہے۔ دائی اپنے کام لگ گئی۔ موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوتے آپ کی آنکھوں سے نور کی ایک لاٹ نکلی جو

دائی کے چہرے پر پڑی وہ لرز اٹھی اور ایک دم سے بولی میں تو جا رہی ہوں میرے جاتے ہی فرعون کے کارندے آ جائیں گے بچے کو بچا لینا۔ وہ گئی آپ کی بہن مریم نے اندر سے دروازہ بند کر لیا۔۔۔ واقعی وہی ہوا سرکاری کارندوں نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ مریم نے دیکھ لیا۔ دروازے پہ کون ہیں۔ فوراً اندر گئیں بولی ماں سپاہی آئے ہیں۔ آؤ دیکھا نہ تاؤ بچے کو کپڑوں سمیت اُٹھا کر جلتے ہوئے تنور میں پھینک دیا۔ دروازہ کھولا پولیس اندر آئی بچہ کدھر ہے؟ کونسا بچہ؟ یہ ابھی دائی گئی ہے۔ وہ تو میری سہیلی ہے مجھے ملنے آئی تھی۔۔۔ پولیس نے ہر جگہ دیکھا۔۔۔ کوئی ثبوت نہ ملا وہ چلے گئے۔ اب ماں کے اوسان بحال ہوئے تو بچے کی یاد غالب آئی تو رو پڑیں۔ اٹھ کر خود تنور پہ گئیں دیکھتی ہیں آگ ٹھنڈی پڑ چکی تھی ماں نے اپنے بچے کو اٹھایا اور سینے سے لگا لیا۔ تقریباً تین ماہ دودھ پلایا۔

اللہ کہتا ہے ہم نے موسیٰ کی ماں کو وحی کی کہ اگر خطرہ زیادہ ہو جائے تو بچے کو دریا میں پھینک دینا۔ یا اللہ ماں اپنے بچے کو دریا میں کیسے پھینک سکتی ہے؟ حکم آیا غم نہ کرو۔ ہم وعدہ کرتے ہیں ہم زندہ بچہ تیری گود میں لوٹائیں گے۔۔۔ کسی طرح خبر پہنچ گئی۔ کہ یہاں ایک دودھ پیتا بچہ ہے۔ موسیٰؑ کی ماں کو اس کی سہیلی نے خبر دی۔ موسیٰ کی ماں نے سحری کے وقت ہی صندوق کے اندر بچے کو ڈال کر دریائے نیل میں بہا دیا۔ صبح کے وقت ملکہ فرعون اور لونڈیاں نیل کے کنارے پھر رہے تھے کہ صندوقچہ نظر آیا۔ فرعون کے بندوں کو دوڑایا۔ وہ صندوقچہ لے کر آئے۔ سارے دیکھنے کے لئے اکٹھے ہو گئے۔ دیکھیں اس میں کیا ہے؟ کھولا تو دیکھا ایک خوبصورت بچہ جو انگوٹھا چوس رہا ہے۔ فرعون سمجھا، ہو نہ ہو یہ کسی بنی اسرائیل نے ڈر سے دریا میں بہا دیا ہو گا اسے قتل کر دو۔ ملکہ عالیہ حضرت آسیہ نے کہا میری اور آپ کی

آنکھوں کی ٹھنڈک ہو گا قتل نہ کرو شاید ہمیں فائدہ دے ہمارا بچہ نہیں اسے بچہ بنا لیں گے۔ ادھر آپ کی ماں کو اطلاع مل گئی۔ کہ میرا بچہ تو بادشاہ کے ہتھے چڑھ گیا ہے۔ وہ بہت پریشان ہوئیں۔ یہ اطلاع آپ کو آپ کی بیٹی نے دی۔ جس کو آپ نے صندوق پر نظر رکھنے کے لئے پیچھے پیچھے رہنے کی ہدایت کی تھی۔ جب فرعون نے بیٹا بنالیا تو اب مسئلہ دودھ پلانے کا پیدا ہوا۔ کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کسی کا دودھ نہیں پی رہے تھے۔ اتنے میں مریم بھی قریب پہنچ گئیں اور بادشاہ سے کہتی ہیں کیا میں آپ کو ایک عورت کا پتہ نہ بتاؤں جو ان بچے کو دودھ پلائے۔ اور وہ آپ کی بڑی خیر خواہ ہے۔ بادشاہ نے کہا فوراً لے کر آؤ۔ آپ دوڑی گئیں اور والدہ کو تمام ماجرہ سنایا۔ ماں اپنے بچے کی جھلک دیکھنے کیلئے تیز تیز آئیں۔ اللہ فرماتا ہے اگر ہم ان کا دل مضبوط نہ کرتے وہ چیخ کر بتا دیتی یہ میرا بیٹا ہے۔ مگر ہم نے حوصلہ دیا وہ قریب گئیں بچہ کو پکڑا موسیٰؑ نے ماں کی خوشبو سونگھی اور دودھ پینا شروع کر دیا۔ اسی وقت ھاتف غیبی سے آواز آئی بول موسیٰؑ کی ماں بچہ لوٹایا کہ نہیں؟ آپ محل میں ہی رہنے لگ گئیں۔ آپ کو بچے کی پرورش کا روزانہ ایک دینار ملتا تھا۔ آپ جب ۱۸ سال کے ہوئے لوگوں میں بھی مشہور تھا کہ یہ فرعون کا بیٹا ہے اور بنی اسرائیل کی عورت نے پالا ہے۔ اس لئے بنی اسرائیل کی طرف داری زیادہ کرتا ہے۔ ایک روز دوپہر کے وقت آپ نکلے تو سڑک خالی تھی لوگ آرام کر رہے تھے۔ دو آدمیوں کو لڑتے دیکھا ایک اسرائیلی اور دوسرا فرعونی ۔۔۔ اسرائیلی نے آپ سے مدد مانگی آپ نے جاتے ہی قبطی کو ایک گھونسہ مارا وہ بیچارہ تاب نہ لا سکا اور مر گیا۔ موسیٰؑ بہت پریشان ہوئے، رات پریشانی میں گزر گئی کہ مجھ سے بہت بڑی خطا ہوئی ہے۔ قتل کی اطلاع سب کو ہو گئی۔ لوگ قصاص لینے کے لئے فرعون کے پاس پہنچے اس نے کہا قاتل

لاؤ۔

تلاش شروع ہو گئی۔ موسیٰ علیہ السلام دوسرے دن سڑک سے گزر رہے تھے تو پھر اسی کو ایک اور قبطی سے لڑتے ہوئے دیکھا اور مدد مانگی آپ نے غصے میں کہا تم نے کل بھی ایسا ہی کیا اور چھڑانے کے لئے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا اس نے سمجھا مجھے مارنے لگے ہیں اس نے شور مچا دیا کل تم نے اس کو قتل کیا تھا اب مجھے قتل کرنا چاہتے ہو۔ اس جملے کے سنتے ہی وہ قاتل دوڑا اطلاع دینے کہ قاتل موسیٰ ہے۔ فرعون نے آپ کی گرفتاری کا حکم دے دیا۔ ایک بندہ دوڑتا ہوا آیا اور کہا موسیٰ بھاگ جاؤ تمہارے قتل کا فرمان جاری ہونے والا ہے۔ آپ وہاں سے بھاگ گئے۔ اور سفر کرتے رہے کسی مخصوص جگہ کا ارادہ نہ تھا۔ بس ایک جگہ جسے مدین کہتے ہیں وہاں ایک کنوئیں کے پاس نڈھال ہو کر بیٹھ گئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ دو لڑکیاں کھڑی ہیں اور دوسرے لوگ پانی پلا کر اپنے جانور لے جا رہے ہیں۔ آپ کو یہ عجیب سا لگا جا کر پوچھتے ہیں تم کیوں کھڑی ہو آگے بڑھو پانی پلاؤ۔ بولیں جب تک یہ پلا نہ لیں ہم کو ان میں گھسنے سے شرم آتی ہے۔ ہمارے ابو بھی بوڑھے ہیں۔ آپ نے مجمع کو پرے ہٹایا۔ ان کی بکریوں کو پانی پلایا اور کہا جاؤ اور خود ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے۔

تھوڑا ہی وقت گزرا تھا کہ شعیب علیہ السلام کی چھوٹی بیٹی شرماتی لجاتی ہوئی آپ کے قریب آئی اور کہا آپ کو میرے ابو بلا رہے ہیں۔ آپ کو صلہ دینا چاہتے ہیں۔ آپ گھر پہنچے شعیب علیہ السلام کو ساری سرگزشت سنائی۔ انہوں نے فرمایا پریشان ہونے کی ضرورت نہیں تم محفوظ جگہ پہنچ گئے ہو۔ تم آٹھ سال میری بکریاں چراؤ اگر دس پورے کر دو تو تمہاری مرضی آٹھ سال بعد میں اپنی ایک بیٹی کا نکاح تم سے کر دوں گا۔ آپ نے دس سال پورے کئے۔ آپ کا نکاح چھوٹی لڑکی لیایا صفورہ سے

کر دیا۔ آپ نے اپنے سسر سے کہا اب مجھے اجازت دیجئے مصر میں میری ماں رہتی ہے مجھے اس کی بڑی یاد ستاتی ہے میں اسے ملنے جاؤں گا۔ آپ وہاں سے چل پڑے۔ عشاء کے وقت شہر میں داخل ہوتے۔ گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا آپ کی بہن مریم نے دروازہ کھولا۔ پوچھتی ہے کون ہو؟ کہاں سے آتے ہو۔ آپ نے فرمایا مسافر ہوں۔ ماں نے پوچھا بیٹے کون ہے؟ ماں جی کوئی مسافر ہے۔ چلو بیٹا مسافر رحمت ہوتا ہے بلاؤ کھانا کھلاؤ۔ دونوں میاں بیوی اندر آ گئے۔ دستر خوان بچھایا گیا دونوں کھانا کھانے لگے۔ اتنے میں آپ کے بھائی ہارون علیہ السلام بھی آ گئے ماں سے پوچھتے ہیں ماں کون ہے؟ بیٹا کوئی مسافر ہیں۔ ہارون قریب گیا کھانا کھانے کے بعد گفتگو شروع ہوئی تو ہارون بڑے غور دیکھنے اور کچھ پہچاننے کی کوشش کرتے ... آخر کار بول ہی پڑے مجھے یوں لگتا ہے آپ میرے بھائی موسیٰ ہو۔ آپ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ دونوں بھائی گلے لگ کے رونے لگے۔ رونے کی آواز سنی تو ماں بھی آئی کیا ہوا؟ ماں دیکھو بھائی ہے۔ یہ ہمارا دس سال سے بچھڑا ہوا بھائی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام فوراً ماں کے قدموں میں گرے پاؤں چومے ماں کی حالت دیدنی تھی ... ساری رات ماں اپنے بچے کی بلائیں لیتی رہی۔ اور اس کی روئیداد سنتی رہی۔ لوگ شادی کر کے ماں سے جدا ہو جاتے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام شادی کر کے ماں کے پاس آتے۔

حضرت اویس قرنیؓ اور ماں

لاغر بدن، گندمی رنگ، گھنی داڑھی، میانہ قد، سیاہ آنکھیں پراگندہ بال، بائیں ہتھیلی پر ایک درہم کے برابر داغ۔ لباس اونٹ کے بالوں کا کمبل اور پاجامہ یہ ہیت ہے اس عاشق مصطفیٰؐ کی جو یمن کے ایک قصبے قرن میں عبداللہ کے ہاں پیدا ہوا اور بچپن میں یتیم ہو گیا لوگ اسے خواجہ اویس قرنی کے نام سے یاد کرتے ہیں؟ صرف اور

صرف ماں کی خدمت کی وجہ سے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری طور پر زیارت نہ کر سکے۔ ایک دفعہ گئے بھی ۔۔۔ مگر ماں کا حکم تھا مل جائیں تو ٹھیک ہے انتظار نہیں کرنا جلدی واپس آنا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گئے ہوتے تھے آپ واپس آ گئے ۔۔۔ ماں کی خدمت میں ہی زندگی بتا دی۔ خود تو روزہ سے ہی رہتے تھے۔ لیکن ماں کے قوت لایموت کیلئے شتربانی کرتے جو معاوضہ ملتا وہ ماں کو لا کر دیتے۔ اور جس دن اونٹ چرانے کا کام نہ ملتا اس دن راہ میں پڑی ہوئیں کھجور کی گھٹلیاں چنتے اور ان کو بیچ کر کھجوریں خریدتے۔ کچھ افطاری کیلئے رکھ لیتے باقی ماں کی خدمت میں پیش کر دیتے۔ آپ کی والدہ ماجدہ ضعیف العمر تھیں۔ آپ ان کو تھوڑی دیر کے لئے بھی تنہا نہ چھوڑ سکتے تھے۔ یہی وجہ ہے آپ صحابی ہونے کا شرف حاصل نہ کر سکے اور دوسری بار مدینہ شریف آئے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو چکا تھا۔ ماں کی خدمت کا کیا صلا ملا کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "تمہارے پاس یمن سے ایک شخص آئے گا اس کا نام اویس ہو گا۔ یمن میں اس کی والدہ کے سوا کوئی نہیں ہو گا۔ اس کو برص کی بیماری تھی اس نے اللہ سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے ایک درہم یا دینار کے برابر سفید داغ کے سوا باقی داغ اس سے دور کر دیئے۔ تم میں سے جس شخص کی اس سے ملاقات ہو وہ اس سے اپنے لئے مغفرت کی دعا کرائے۔ (مشکوۃ شریف صفحہ ۵۸۱ لائن نمبر ۲،۲)

کتنا رتبہ ہے ماں کی خدمت کرنے کا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ سے خود فرما رہے ہیں کہ وہ ماں کی خدمت کرتا ہے جب ملے تو دعا کروانا۔

ماں میری حالت دیکھو

یوسف علیہ السلام کی پیدائش کے وقت ماں نے کہا تھا اللہ مجھے ایک اور بیٹا دے

گا۔ اللہ نے بیٹا دیا اس کا نام رکھا بنیامین۔ جب حضرت یوسف علیہ السلام کو بھائیوں نے بیچا تو یمن کا سوداگر مالک بن زعر آپ کو لے کر چلا۔ آپ وادی کنعان سے شہر مصر کی طرف روانہ ہوتے تو راستے میں حضرت یوسفؑ کی والدہ حضرت راحیل کی قبر مبارک آئی تو بے خودی میں خود کو ماں کی قبر پر گرالیا۔ اور روتے ہوتے کہنے لگے۔ "یا اماہ! فرقوا بینی و بین ابی" اے اماں جی! میرے بھائیوں نے مجھے باپ سے جدا کر دیا۔ اے ماں! اگر تو مجھے دیکھتی تو بہت روتی ... میرے بھائیوں نے مجھے مارا۔ میرے کپڑے پھاڑ ڈالے۔ سخت گرمی میں پیدل چلایا۔ آج قیدی بن کر جا رہا ہوں۔ خدا جانے پھر آنا نصیب ہو کہ نہ ہو۔ کوئی غلطی ہوئی ہو تو معاف کرنا۔ بیٹے کی درد بھری آواز سن کر ماں کی قبر تھرا اٹھی آواز آئی۔ میرے بیٹے میرے لخت جگر غم نہ کر۔ مشکل ضرور آتی ہے۔ مشکل کے بغیر نکتے حل نہیں ہوتے۔ تیرے دادا کو جلتی ہوئی آگ میں ڈالا۔ اللہ نے آگ کو بجھا ڈالا۔ اسماعیل علیہ السلام کے گلے پہ چھری چلی رب نے گلا بچایا ... غم نہ کر تو بھی خلیل اللہ کا پوتا ہے۔ بھائیوں نے مارا ہے تو کوئی غم نہیں۔ اک روز تو مصر کا شاہ بنے گا۔ ہر بھائی تیرا گدا بنے گا۔ آپ ماں کی قبر پہ رو رہے ہیں قافلہ والوں کو تشویش ہوئی غلام کدھر گیا جو قافلے کے آخر میں رہتا تھا اس نے قافلے نے اسے پہچان لیا۔ اور کہنے لگا سچ کہا تھا تو بھگوڑا ہے۔ تو چور ہے آپ رو کے کہنے لگے میں چور نہیں ... میں جھوٹا نہیں۔ میں بھاگا نہیں یہ میری ماں کی قبر ہے۔ دیکھتے ہوتے مجھے ماں یاد آ گئی۔ میں ماں کی قبر پہ گر گیا۔ اس ظالم نے بڑے طمانچے مارے۔

سب ماؤں کی ماں

حضرت حوا رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ میں ان کو ماؤں کی ماں کہتا ہوں کیونکہ سب بیٹیاں انہی سے پیدا ہوتی ہیں۔ فرسٹ لیڈی یعنی خاتون اول کا لقب صرف ان کا

ہی ہونا چاہیے۔ کیونکہ ان کے بعد جو بھی عورت قیامت تک ہوگی وہ پہلی بیوی پہلی بہن تو ہو سکتی ہے خاتون اوّل نہیں ہو سکتی۔ جو بھی عورت پیدا ہوتی ہے پہلے بچی ہوتی ہے پھر خاتون بنتی ہے یہ پیدا ہی خاتون ہوئی ہیں۔ میرے نزدیک یہ مادرِ مِلّل ہیں۔ کیونکہ تمام اقوام اور تمام ماؤں نے اسی سے جنم لیا ہے۔ حضرت حوّا کی پیدائش بقول شاہ عبدالعزیز جمعہ کے دن ہوئی۔ ان کی پیدائش کا قصہ کچھ یوں بیان کیا جاتا ہے کہ آدم علیہ السلام تنہا تنہا پھرتے اور بور ہوتے تھے۔ کیونکہ جنت میں اور تو سب کچھ تھا ان کا ہم جنس کوئی نہ تھا۔ جمعہ کا روز آپ سوئے ہوئے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے بائیں پسلی میں سے حضرت حوا کو پیدا کیا سوال پیدا ہوتا ہے کہ جیسے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تھا ویسے ہی حوا کو بھی پیدا کر دیا جاتا۔ لیکن پھر اُنس پیدا نہ ہوتا۔ عورت کو مرد کے جسم سے پیدا کیا اور وہ بھی دل کے قریب سے تاکہ اُنس پیدا ہو۔ آدم علیہ السلام کی آنکھ کھلی تو اپنی ہم جنس کو دیکھا۔ ہاتھ بڑھانے لگے تو حکم ربی آیا پہلے حق مہر ادا کرو پھر ہاتھ لگانا آدم علیہ السلام نے عرض کی حق مہر کیا ہے؟ اللہ نے فرمایا دس مرتبہ محمدؐ و آل محمدؐ پر درود پڑھو۔ اس کے بعد دونوں میاں بیوی کو جنت میں رہنے کا حکم دیا۔ دونوں ہنسی خوشی رہتے تھے کہ شیطان دشمن انسان نے ان کو کو شجر ممنوعہ کھانے پر جھوٹی قسمیں کھا کر آمادہ کر لیا۔ شجر ممنوعہ کا پھل کھاتے ہی اللہ نے پہلے باپ اور پہلی ماں کو زمین پر اترنے کا حکم دے دیا۔ آدم علیہ السلام کوہ سراندیپ میں اترے اور پہلی ماں جدہ میں۔ کئی عرصہ جدائی رہی پھر مقام عرفات میں ملاقات ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو پہلے چار بچوں سے نوازا۔ ہابیل اور غازہ۔ قابیل اور اقلیما۔ آپ کے بچوں کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔ پہلی ماں کی بیٹیوں کے نام

اقلیما۔ لبوذا۔ میما۔ جندہ۔ برہ۔ میمونہ۔ سارہ۔ فارفہ۔ عمیا۔ سکینہ۔ سلمیٰ۔ فارقہ۔

سعنیہ۔ عاتلہ۔ تہمنیہ۔ حمیدہ۔ ارغون۔ شارع۔ عورت۔ اسماء۔ وحشیت۔ حویلتہ۔ مجمع۔
یلنیہ۔ عائشہ۔ بودہ۔ اسرید۔ قسمیہ۔ دمت۔ اردی۔ جمہورہ۔ سیمانہ۔ نوال۔ برید۔ ایلمتہ۔
علنا۔ ترابہ۔ ماریہ۔ عنق۔ عنقا۔ حلیمہ۔ محوائیلہ۔ وقبہ۔ ہاجرہ۔ عیشاجہ۔ فیلتہ۔ حجاج۔
مریم۔ ملکان۔ حیورہ۔ فاطمہ۔ حمنہ۔ عوانہ۔ بیعنا۔ محققنہ۔ اسیر۔ نکیل۔ قلاتیہ۔ سلمہ۔ سلیم

اُم البشر کے بیٹوں کے نام

ہابیل، قابیل، کنعان، ابوالجلالہ، روئیل، قبیس، عبدالحمید، نوحان، تنوال، خذمہ، عومل، بالوق، قبیس ثانی، عالیف، اذھر، عبدالحارث، ابولو، عبدالمجیب، بنلحارن، اجراد، عبدالمزید، محوائیل، ہشام، مرس، میجان، عبدالرحمان، عبدالباری، مناقیب، کیما، بستر، صمنار، حرون۔ مالک، اخنوخ، مستکبر، عویل، اوزن، ثمین، شمھوان اکیل، برکائیل، عبداللہ، حال اللہ، اسرن، عومل، شمعون، متوال، مشکل، مالک، ماطلبین، ابو فارس، کونک، لدوی، عبدالغیث، لارم، لدرم

۹۵۰ سال کی عمر میں حضرت آدم علیہ السلام کا انتقال ہو گیا اور یہ مقدس اُم البشر سات دن تک اپنے خاوند کے سرہانے روتی رہی آخر کار بچوں نے اُٹھایا اور منیٰ میں دفنایا۔

پہلی شہید ماں

حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ماں حضرت سمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اسلام قبول کر لیا۔ مدارج النبوۃ جلد دوئم صفحہ ۵۰ پر ہے کہ ابو جہل ان کو طرح طرح کی تکالیف دیا کرتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیکھتے آپ کو بڑا دکھ ہوتا۔ فرمایا کرتے تھے اے آل یاسر! صبر کرو تمہارا مقام جنت ہے۔ ابو جہل نے ایک روز حضرت عمار کی والدہ ماجدہ کی شرمگاہ میں نیزہ مار کر مار دیا یہ اسلام کی شہیدہ اوّل ہیں۔

جاپانیوں کی ماں

مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ انسانوں کا پہلا باپ آدم اور ماں حوا تھی یہ دونوں انسان تھے۔ مگر جاپانیوں کے نزدیک دو پرندے تھے ان کی زبانی سن لیں کہ ان کا ماں باپ کون ہے۔ "آسمان کے اُوپر ایک جوڑا رہا کرتا تھا۔ نر کا نام ازونگی (Izongi) اور مادہ کا نام ازونمی (Izonami) تھا۔ یہ جوڑا زمین کے ایک جزیرہ پر اترا وہاں انہوں نے مکان بنایا اس مکان کے ایک بڑے ستون کے گرد چکر لگانے شروع کر دیے ایک روز آمنا سامنا ہو گیا تو مادہ پہلے بول اُٹھی۔ نر کو غصہ آیا اس نے کہا پھر چکر لگاؤ۔ اب جب آمنا سامنا ہوا تو نر بولا مادہ خاموش رہی۔ نر نے مادہ کی خوبصورتی کی تعریف کی دونوں میں میاں بیوی کے سے تعلقات پیدا ہو گئے۔ جو کچھ نظر آ رہا ہے سب کچھ اسی جوڑے سے پیدا ہوا ہے۔ گویا کہ جاپانیوں کا باپ ازونگی اور ماں ازونمی ہے۔ جاپان کے باقی جزیرے بھی انہی سے پیدا ہوتے۔ اور تمام دوسرے دیوتا کی ماں بھی ازونمی ہے۔ اور جب آگ کی دیوی پیدا ہوئی تو ماں کا انتقال ہو گیا۔ ازونگی کو غصہ آیا اس نے اپنی اس بچی کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے ان سے دوسرے دیوتا وجود میں آئے۔ ازونگی اپنی بیوی کو تلاش کرنے کے لئے مردوں کی سرزمین یومی Yomi میں گیا۔

بابل کی ماں

قدیم بابل کے رہنے والے کہتے ہیں سب ماؤں کی ماں تھیامتہ ہے۔ اور باپ کا نام آپسو۔ ان کے ہاں دو بیٹے پیدا ہوئے۔ "ای آ" اور "آنو" "ای آ" زمین کا دیوتا تھا اور "آنو" آسمان کا۔ ان دونوں بھائیوں نے سوچا کہ دنیا آباد کی جائے یہاں انسانوں کی بستی ہو۔ لیکن ان کے ماں باپ کو یہ پسند نہ تھا۔ چنانچہ دونوں بیٹے اپنی ماں

سے لڑ پڑے۔ یہ چھوٹی موٹی جھڑپ نہ تھی بلکہ جنگ تھی۔ بالآخر ماں جیت گئی۔ کافی عرصہ کے بعد زمین کے دیوتا "ای آ" کے بہادر بیٹے مردوک نے اپنے باپ کا بدلہ لینے کے لئے اپنے باپ کی ماں سے جنگ چھیڑ دی۔ پوتے نے دادی ماں کے لشکر کو شکست دی اور دادی ماں کو پکڑ کو دو ٹکڑے کر دیے۔

یہودیو تم میری ماں کے قاتل ہو

'یہ جملہ جرمن کے ہیرو۔ یہودیوں کے قاتل... مشہور شخصیت ایڈولف ہٹلر نے ۱۹۰۸ء کو کہا تھا... ہٹلر کو اپنے والد "الاؤس ہٹلر" سے سخت نفرت تھی۔ کیونکہ وہ حد درجہ ہوس پرست۔ شرابی اور تشدد پسند تھا۔ کثرت سے شراب نوشی کی وجہ سے اس کا باپ جنوری ۱۹۰۳ء کو چل بسا۔ اسے کوئی غم نہ ہوا۔ کیونکہ اس سے بے حد محبت کرنے والی مشفقہ ماں زندہ تھی۔ ہٹلر اپنی ماں سے بہت متاثر تھا وہ اس سے بہت پیار کرتا تھا کیونکہ وہ اس کا بہت خیال رکھتی تھی... ہر کام میں اس کا حوصلہ بڑھاتی تھی... جب وہ غربت سے تنگ آ جاتا تو ڈھارس بندھاتی تم بہت بڑے آدمی بنو گے۔ تمہارے پاس بہت دولت ہو گی... ہٹلر کیتھولک فرقے سے تعلق رکھتا تھا۔ اس کی وجہ یہ نہیں کہ اسے مذہب سے کوئی پیار تھا وجہ یہ تھی کہ اس کی ماں کیتھولک عیسائی تھی۔ آپ لوگ سوچتے ہوں گے کہ ہٹلر یہودیوں کا اتنا کٹر دشمن کیسے بنا؟ اس کی چار وجہ ہیں۔

۱۔ اس کی دادی ماں یہودن تھی اس نے پہلے دادا کی دولت ہتھیائی پھر ہٹلر کا باپ الاؤس ہٹلر جن کر بھاگ گئی۔

۲۔ بچپن میں گھر کی حالت دیکھتا تو کڑھتا کئی روز فاقوں نوبت آ جاتی اور جب یہ باہر یہودی عورتوں کو دیکھتا کہ وہ قیمتی کاروں اور لباسوں میں ہیں تو نفرت بڑھتی۔

۳۔ ایک روز ہٹلر کا قریبی دوست "گستل کو بزک" اسے ویانہ کے بازار حسن میں لے گیا وہاں ایک یہودن کی وجہ سے ہٹلر کو آتشک کا مرض لاحق ہو گیا۔

۴۔ سب سے اہم وجہ یہ تھی کہ ۱۹۰۸ء میں ہٹلر کی ماں کو جسے وہ مریم کی طرح سمجھتا تھا چھاتی کا کینسر ہو گیا۔ وہ بیچاری درد سے کراہ اُٹھی۔ یہ اپنی ماں کو ڈاکٹر ایڈ ورڈ کے پاس لے کر گیا۔۔۔ ڈاکٹر نے تشخیص کرنے کے بعد بتایا کہ تمہاری ماں کو نمونیہ ہے۔ حالانکہ اسے چھاتی کا کینسر تھا۔ وہ علاج نمونیے کا کرتا رہا۔ اس یہودی ڈاکٹر ایڈورڈ کی غلط تشخیص کی وجہ سے اس کی ماں مر گئی۔ ہٹلر کی دنیا لٹ گئی۔ آج وہ جی بھر کر رویا۔ حقیقت میں وہ آج یتیم ہو گیا۔ اس کے پاؤں سے زمین نکل گی۔ اور سر سے آسمان سِرک گیا۔ تب ہٹلر یہودیوں کے لئے آتش فشاں بن گیا۔ میں تم سب کو نہیں چھوڑوں گا۔ تم میری ماں کے قاتل ہو۔۔۔ میں برلن جا کر یسوع مسیح بن جاؤں گا اور بالکل یسوع مسیح کی طرح چابک مار مار کر ان سود خور مردودوں (یہودیوں) کو نیست و نابود کر دوں گا۔ یسوع مسیح نے ان یہودیوں کو معبد سے نکالا تھا مگر میں انہیں دنیا سے نکال دوں گا۔۔۔

قیصر کی ماں

قیصر افریقی زبان کا لفظ ہے۔ اس کا معنی ہے "چیر کر نکالنا" مورخین نے قیصر کہنے کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ اغطش روم کے بادشاہ کی ماں کا انتقال دردزہ میں ہو گیا تھا اغطش کو فوراً پیٹ چاک کر کے نکالا گیا لہذا اس کا لقب "قیصر" پڑ گیا۔ اغطش شاہ روم کا لقب قیصر پڑا تو بعد میں روم کے ہر بادشاہ کو قیصر ہی کہنے لگ گئے۔ اغطش اپنے ہم عصروں پر فخر کیا کرتا تھا اور کہتا تھا میں تمہاری طرح شرمگاہ سے نہیں نکلا" یہ بھی کوئی فخر کرنے کی بات ہے پاکستان میں ہسپتالوں کے اندر اکثر بچے

بڑے اپریشن سے ہوتے ہیں آپ میٹرنٹی ہوم جائیں آپ کو کئی "قیصر" مل جائیں گے۔

خدا کے بعد ماں

خدا کے بعد سب سے بڑا رتبہ ماں کا ہے۔ آپ کہیں گے خدا کے بعد تو نبی کا رتبہ ہوتا ہے۔ آپ جس زاویہ سے فرما رہے ہیں ٹھیک فرما رہے ہیں۔ لیکن میں اس لحاظ سے خدا کے بعد ماں کا رتبہ قرار دے رہا ہوں کیونکہ ماں وہ ہستی ہے جس کی خدمت کرنے کا انبیاء کو بھی حکم دیا گیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہیں اگر میں عشاء کو نماز پڑھ رہا ہوتا فاتحہ پڑھ چکا ہوتا اور ماں آواز دیتی تو میں پہلے ماں کی طرف جاتا ان کی بات سنتا پھر نماز کی طرف آتا۔

ایک لاکھ چوبیس ہزار کم و بیش انبیا ہیں ہر ایک کو نبی ہی کہتے ہیں مگر ان میں مراتب ہیں۔

آدمؑ کی تمام اولاد کو انسان ہی کہا جاتا ہے مگر ان انسانوں میں بھی مراتب ہیں۔

صنف نازک کو عورت ہی کہتے ہیں۔ مگر ان میں بھی مراتب ہیں۔

آپ نے جس سے جو بھی سیکھا وہ استاد ہے مگر ان میں بھی مراتب ہیں۔ (کیا قرآن پڑھانے والا اور موٹر سکھانے والا ایک جیسے ہیں؟ ہر گز نہیں)

علم کے مجموعے کو کتاب کہیں گے مگر کتابوں میں بھی مراتب ہیں۔ ہر اچھا کام نیکی کہلاتا ہے مگر نیکیوں میں مراتب ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو جن لوگوں نے ایمان کی حالت میں ظاہری طور پر پایا وہ صحابی ہیں مگر صحابیوں میں بھی مراتب ہیں۔ اسی طرح جو بچہ جن دے اسے ماں ہی کہتے ہیں مگر ان میں بھی مراتب ہیں۔ عام آدمی کی ماں اور حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی والدہ میں بڑا فرق ہے۔ یہ باتیں تفصیل سے بیان کرنے والی نہیں ہوتیں۔ عام فہم

ہیں۔ مگر جب عالم بے وقوف بننا چاہے تو پھر وہ ہر اجمال کو تفصیل سمجھ کر اعتراض کرے گا۔ اوپر کی مثال سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ میں بات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ محترمہ کی کر رہا ہوں۔ ماں کے پاوں تلے جنت ہے... یہ فضیلت حضورؐ کی والدہ کے پاس ہے کہ نہیں؟ حضورؐ کا فرمان ہے کہ اللہ نے تم پر ماں کی نافرمانی حرام کر دی۔ اب صرف اتنا بتا دیجئے کہ نبی پر اس بات کا اطلاق ہے کہ نہیں ہے؟ اگر ہے اور یقیناً ہے تو پھر سنیئے نبی پر اللہ کے علاوہ کسی کا حکم ماننا لازم نہیں ہوتا۔ لیکن اللہ کے بعد نبی پر ماں کا حکم ماننا لازمی ہے۔ اس کی دلیل خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیش کر دی جسے الحاوی للفتاوی صفحہ 233 پہ علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے نقل کیا۔

"اگر میں عشاء کی نماز پڑھ رہا ہوتا، فاتحہ پڑھ چکتا اور ماں آواز دیتی تو ماں پہلے ماں کی طرف جاتا ان کی بات سنتا پھر نماز کی طرف آتا" معلوم ہوا نبی کے لئے اللہ کے بعد ماں کا رتبہ ہے۔ کیا حضورؐ کو کوئی نماز میں آواز دے تو آپ جائیں گے؟ ہرگز نہیں؟

آپ اپنی خدمت سے سب کے احسانات کا بدلہ چکا سکتے ہیں یعنی سسر، حاکم، مالک لیکن آپ کی ساری زندگی کی خدمت آپ کی پیدائش کے وقت ماں کو جو تکلیف ہوتی تھی اس کا بھی بدلہ نہیں ہو سکتی۔ جتنے درجات اور فضائل سرکارؐ نے ماں کو دیے ہیں کیا ان کی اپنی والدہ کے لئے نہیں ہیں۔ اگر ہیں اور یقیناً ہیں تو مانو نبی کی ماں کا خدا کے بعد رتبہ ہے۔

میں ایک مثال بلا تشبیہ عرض کرنا چاہتا ہوں اکثر میں نے دیکھا ہے کہ فوج کے اندر باپ اردلی ہے اور بیٹا کیپٹن تو بتائیے کہ رتبہ کس کا زیادہ ہے اردلی کا یا کیپٹن کا؟ یقیناً کیپٹن کا۔ کیپٹن ہونے کے زاویے سے بیٹا رتبے میں زیادہ ہے۔ والد ہونے کی حیثیت سے باپ افضل ہے۔ بیٹا مجموعی طور پر باپ سے افضل نہیں ہے صرف ایک

زاویے سے افضل نظر آ رہا ہے۔ اسی طرح مجموعی طور پر نہیں ایک زاویے سے نبی کی ماں اللہ کے بعد رتبہ رکھتی ہے۔ کلمہ پڑھنے ہیں وہ امتی لیکن حضورؐ کو جنا ہے اس لحاظ سے سرکارؐ خود درجات عطا کر رہے ہیں۔ باقی اگر آپ کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو کہ اس طرح تو جس امتی کی عمر ایک سو بیس سال ہے اس نے ساری زندگی نمازیں ادا کیں چونکہ حضورؐ سے عمر میں زیادہ ہے لہذا اس زاویے سے وہ بڑھ گیا۔

میں عرض کرنا چاہوں گا کہ کوئی آدمی دعویٰ سے نہیں کہہ سکتا کہ میری تمام نمازیں قبول ہوئیں۔ لیکن حضورؐ کا ہر سجدہ اللہ کی بارگاہ میں قبول ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز میں خلوص اور خشوع و خضوع کو دیکھتا ہے۔ آدمی کی ایک کروڑ سال کی نمازیں حضورؐ کی ایک رکعت کے کیف و سرور اور خشوع و خضوع کے برابر نہیں۔ اور دوسرا یہ ہے کہ نبی دنیا سے رخصت ہونے کے بعد بھی نمازیں پڑھتے رہتے ہیں اور عبادات میں مشغول رہتے ہیں۔ اب بتائیے کوئی آدمی نمازیں کس طرح حضورؐ سے بڑھ سکتا ہے۔ کون سا امتی ہے جس کی عمر 1420 سال ہے۔

اونٹ کی ماں

علامہ دمیری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں اونٹ اپنی ماں کا بہت احترام کرتا ہے۔ صاحب المنطق کا حوالہ دے کر فرماتے ہیں کہ اونٹ کی خاصیت یہ ہے کہ وہ اپنی ماں سے جفتی نہیں کرتا۔ کہتے ہیں ایک آدمی نے اونٹنی کو کپڑے سے ڈھانپ دیا اور اس کے اُوپر اس کے بچے کو چھوڑ دیا۔ جب اس بچے نے دیکھا میری ماں ہے وہ پاگلوں کی طرح پھرنے لگا ایک روز موقعہ پا کر اس نے مالک کو ہلاک کر دیا اور پھر خود کو بھی ہلاک کر لیا۔ جب اونٹنی کے پانچ بچے ہو جاتے تو زمانہ جاہلیت میں اسے بحیرہ کہتے، کان پھاڑ کے چھوڑ دیتے۔ اور کچھ کام یا فائدہ نہ لیتے بارہ مادہ بچوں کی ماں کو سائبہ کہتے اسے بتوں کے نام کر کے چھوڑ دیتے۔

جنگلی گدھے کی ماں

جنگلی گدھے کا باپ بہت غیرت مند ہوتا ہے۔ یہ اپنی بیوی کے پاس کسی کو آنے نہیں دیتا۔ اور جب یہ نر بچہ جنتی ہے تو وہ بالکل خون کا لوتھڑا ہوتا ہے۔ ماں بچے کو دیکھ کر بھاگنا چاہتی ہے لیکن باپ ایسا نہیں کرنے دیتا وہ بچے کی ماں کی ٹانگ توڑ دیتا ہے۔ چنانچہ وہ وہیں رک جاتی ہے اور اپنے بچے کو برابر دودھ پلاتی رہتی ہے۔

(حیوۃ الحیوان)

ہندوؤں کی مائیں

ان کی بہت سی مائیں ہیں درگا ماں، گنگا ماں، کالی ماتا، شیراں والی، دھرتی ماتا، گاؤ ماتا، اور اپنی سگی ماں۔ مجھے یوں لگتا ہے جب یہ ہندوستان میں آتے انہوں نے ہر فائدہ مند چیز کو ماں قرار دے دیا۔ ہندو کے مذہب کی بنیاد بڑے بڑے عجیب واقعات پر ہے۔ عقل کا وہاں کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ ان کی دو ماؤں کا ذکر ملاحظہ ہو۔ اسے البیرونی نے اپنی کتاب "الہند" میں لکھا ہے۔ "سانپوں کی ماں "کدرو" اور چڑیوں کی ماں "بنت" یہ کشب کی بیویاں ہیں۔ دونوں جنگل میں رہتی تھیں وہاں بھورے رنگ کا گھوڑا رہتا تھا۔ سانپوں کی ماں نے کہا گھوڑا سیاہ رنگ کا ہے چڑیوں کی ماں نے کہا بھورے رنگ کا ہے۔ تکرار میں شام ہو گئی طے یہ پایا کہ صبح فیصلہ کریں گے۔ کون سچا ہے جھوٹا غلام بن جائے گا۔۔۔ سانپوں کی ماں نے کیا کیا کہ اپنے بچوں سے کہا تم گھوڑے کے گرد یوں لپٹ جاؤ کہ اصلی رنگ نظر ہی نہ آئے۔ وہ جا کر گھوڑے سے لپٹے کہ اس کا رنگ چھپ گیا۔ دونوں صبح گئیں تو دور سے گھوڑے کا رنگ سیاہ دکھ رہا تھا چنانچہ چڑیوں کی ماں سانپوں کی ماں کی لونڈی بن گئی۔ یہاں تک کہ اس کے بیٹے جوان ہو گئے۔ انوردا اور گرود۔ ایک دن گرود کو خیال

آیا کہ میں اپنی ماں کو غلامی سے نجات دلاؤں اس نے سانپوں کے خاندان سے کہا میری ماں کو آزاد کر دو۔ وہ کہنے لگے "امرت" لا دو ہم تیری ماں کو آزاد کر دیں گے۔ گرود فوراً دیوتا کے پاس پہنچا اور عرض کی مجھے امرت چاہیے تاکہ میں ماں کو چھڑا سکوں۔ میں وعدہ کرتا ہوں جونہی میری ماں آزاد ہو گی میں امرت واپس کر جاؤں گا۔ دیوتا بولے یہ امرت ہم کسی کو نہیں دیتے۔ کیونکہ جو اسے پیتا ہے وہ ہمیشہ جیتا ہے۔ وہ بہت گڑگڑایا۔ مجھ پر رحم کرو میں اپنی ماں کو آزاد کروانا چاہتا ہوں۔ دیوتا کو رحم آ گیا۔ انہوں نے امرت دے دیا۔ گرود لے کر نیچے آیا اور سیدھا ان کے پاس، جونہی امرت پہ نظر پڑی تو اس کی طرف دوڑے، گرود نے کہا میری ماں کو آزاد کرو۔ انہوں نے کر دیا پھر کہا امرت تمہارا ہے پہلے گنگا اشنان کرو پھر ہاتھ لگانا یہ یہیں پڑا ہے۔ وہ گنگا چل پڑے گرود نے امرت اُٹھایا اور دیوتا کو واپس کر دیا دیوتا بہت خوش ہوئے۔ انہوں نے گرود کی وعدہ وفائی اور ماں سے محبت کو دیکھ کر اسے پرندوں کا بادشاہ بنا دیا۔

گاؤ ماتا

ہندو گائے کو بھی ماں کہتے ہیں۔ سمجھ یہ نہیں آتی کہ بیل کو پتا جی کیوں نہیں کہتے؟ اس ماں کو مارنا جرم اور اگر کسی مسلمان کو مارتا ہوا دیکھ لیں پھر ناقابل معافی جرم ہے۔ یہ مائیں اکٹھی ہو کر ہندوستان کے چوراہوں پہ کھڑی ہو جاتی ہیں اور سڑک بلاک کر دیتی ہیں۔ پھر میونسپلٹی والے آتے ہیں ڈنڈا مارتے نہیں البتہ ڈنڈے کے زور پر انہیں پکڑ کے لے جاتے ہیں۔ شہروں کا تو پتہ نہیں البتہ گاؤں کے بھولے بھالے ہندو اکثر اس ماں کی چھڑی سے پٹائی کر دیتے ہیں۔ اور اگر کسی مسلمان کو دیکھ لیں کہ وہ گاؤ ماتا کو مار رہا ہے تو پھر سب ہندو اکٹھے ہو جاتے کہ فلاں مسلم نے ہماری ماں کو مارا ہے اور اس وقت تو قیامت برپا ہو جاتی ہے۔ جب کوئی مسلم ان کی ماں کو بڑی

عید پہ قربان کر دے۔ ۱۹۴۷ء سے 1999ء تک ہندوؤں نے اپنی اس ماں کی آڑ میں بڑے مسلمانوں کا خون بہایا ہے۔ گاؤ ماتا بھی دھرتی ماتا کی طرح ہندوستان میں بکتی ہے۔ اس کو اتنا بڑا اعزاز ہندوؤں نے کیوں دیا؟ یہ دودھ دیتی ہے بوجھ بھی اُٹھاتی اور کھینچتی تھی۔۔۔ اور اس کے گوبر کو خشک کر کے سردیوں میں آگ جلاتے تھے۔ ان فوائد کی بنا پر اسے ماں کا درجہ دے دیا۔ کئی ہندو تو اس کا پیشاب بھی پیتے تھے۔ پیشاب ان کے نزدیک پاک ہوتا ہے اگر کوئی مسلمان ان کے باورچی خانہ میں چلا جاتے وہ پلید ہو جاتا ہے۔ اب صرف گاؤ ماتا کا پیشاب ہی اسے پاک کر سکتا ہے۔ البیرونی نے کہا ہے کہ برہمنوں نے گائے کا گوشت اس لئے حرام کر دیا کہ گائے کا گوشت کھاتے ہی وہ بیمار ہو جاتے تھے۔ بہر حال ہمارے نزدیک۔۔۔ گاں۔۔۔ ماں نہیں ہے یہ ایک جانور ہے جسے انسان کی خدمت کیلئے پیدا کیا گیا۔

دھرتی ماتا

ہندو زمین کو بھی ماں کہتے ہیں۔۔۔ پاکستان بنتے وقت ان کا نعرہ تھا ہم دھرتی ماتا کے ٹکڑے نہیں ہونے دیں گے۔ بندہ پوچھے کیا زمین پر صرف ملک پاکستان ہی بنا ہے؟ اس کے بعد بھی تو کئی ملک معرض وجود میں آئے تب ماں کے ٹکڑے نہیں ہوتے؟ جب تمہاری ماں کے اتنے ٹکڑے ہو گئے ہیں ایک ٹکڑا اور سہی۔ مذہب اسلام کے اندر زمین ماں نہیں ہے کیونکہ ماں کے پاؤں تلے جنت ہوتی ہے اور زمین کی انتہا میں دوزخ ہے۔ ماں کا احترام فرض ہے۔ اور ہندو اس ماں پر جوتے سمیت چڑھ جاتا ہے۔ اس کے منہ پر غلاظت کے ڈھیر لگاتا ہے۔ گھوڑے دوڑاتا ہے۔ گاڑیاں چلاتا ہے۔ بڑے بڑے کلّے ماں کے سینے میں گاڑ دیتا ہے۔ سرزمین کشمیر پر ایک مسلم لڑکی کو دھرتی ماتا پر لٹا کر کئی کئی ہندو کئی کئی بار آبروریزی کرتے ہیں۔۔۔ تعجب ہے

زمین کو ہندو ماں کہتا ہے اور ماں کو بیچنے کیلئے ڈیلرز بھی ہیں۔ دھرتی ماتا کا وزن چھ کے بعد اکیس صفر ٹن ہے۔ 000 000 000 000 000 000 6,000 اس کا قطر 12670 کلو میٹر ہے۔ اس کی دو حرکتیں ہیں ایک سورج کے گرد ایک اپنے گرد۔ کہتے ہیں دھرتی ماتا بہت موٹی ہے۔ سائنسدانوں نے بتایا 40 میل تک مٹی کی تہہ ہے۔ بعد میں 900 میل تک چٹانیں ہیں۔ بعد میں 450 میل تک ادنی لوہا پھر 450 میل تک خالص لوہا۔ پھر 2000 میل تک لوہا اور کچھ نکل۔ دھرتی کے اندر بڑی کشش ہے یہ ہر شے کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ سورج بھی اس کو کھینچتا ہے۔ ہندوؤں کی یہ ماں کیسے پیدا ہوئی۔ اس میں مختلف اقوال ہیں۔

۱۔ قدیم مصری کہتے ہیں زمین ایک انڈہ سے پیدا ہوئی۔

۲۔ Thomas Kiernam کے بقول دھرتی ماتا کو دیوتا (RA) نے پانی سے پیدا کیا۔

۳۔ بابل دیوتا مردک نے سمندر کے دیوتا ٹائمیٹ (Timat) کو مارا اس کے نچلے حصے سے زمین کو بنایا۔

۴۔ History of Indian cosmological Ideas میں ہے کہ برھما نے ایک انڈہ بنایا اس کے آدھے حصے سے دھرتی ماتا بنی۔

۵۔ یونانی مفکر طالیس کہتا ہے دنیا پانی سے بنی۔

۶۔ ہیرا قلیطس (Hearaclitus) کہتا ہے آگ سے پانی بنا اور پانی سے مٹی

بہر حال اسلام میں زمین ماں نہیں ہے اللہ نے ہماری خدمت کے لئے پیدا کی۔

مہاتما گاندھی کی ماں

مہاتما گاندھی کے پاس "بھوک ہڑتال" ایک ایسا حربہ تھا جو انگریزوں کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیتا تھا۔ جب بھی اس نے کوئی بات منوانا ہوتی تو وہ "مرن برت" رکھ

لیتا۔ یہ اس نے اپنی ماں سے سیکھا تھا۔ مہاتما گاندھی اپنی کتاب "Story of my Experiment with Truth" کے پہلے باب میں اپنی ماں کی یوں تعریف کرتے ہیں۔

"والدہ صاحبہ بڑی پرہیز گار تھیں۔ دیندار تھیں۔ دعاؤں کے بغیر کھانا نہیں کھاتی تھیں۔ وشنو مندر روزانہ باقاعدگی سے جاتی تھیں۔ برسات کے مہینوں میں وہ برابر پورے آدھے روزے رکھتی تھیں۔ سخت سے سخت ریاضتوں کی نذر مان لیتی تھیں۔ اور پورا بھی کرتیں ... خواہ بیمار ہو جاتی لیکن عبادات و ریاضات کا معمول وہی رہتا۔ مسلسل تین دن روزہ رکھنا معمولی بات تھی ... برسات میں ایک دن نذر مان لی کہ سورج دیکھوں گی تو روزہ کھولوں گی۔ اور برسات میں سورج اکثر بادلوں میں چھپا رہتا ہے۔ ہم سب بچے بار بار باہر دیکھتے کہ سورج نمودار ہو اور ہم اندر جا کر بتائیں وہ ظاہر ہوا ہم بتانے اندر دوڑے ماں باہر دیکھنے آئی تو وہ بادلوں میں چھپ چکا تھا"

آپ نے پڑھا؟ مہاتما گاندھی کی ماں اکثر روزہ سے ہی ہوتی اور یہی عادت بیٹے کے اندر بھی پیدا ہو گئی۔ کوئی تعلقدار زیادتی کرتا تو یہ خود کو تکلیف دینے کیلئے روزہ رکھ لیتا۔ اس وقت تک نہ کھولتا جب تک اگلا جرم ترک کر کے توبہ نہ کر لیتا۔ ایک مرتبہ اس کے بناتے ہوتے آشرم میں کسی لڑکے نے دوسرے سے بد فعلی کی اسے معلوم ہوا تو کئی روز خود کو بھوکا رکھا۔

کنواری ماں

سلیمان علیہ السلام کے خاندان کی ایک عورت حنہ نے منت مانی کہ بچہ ہوا تو بیت المقدس میں اللہ کے لئے چھوڑ دوں گی ... اللہ نے لڑکے کی بجائے لڑکی دی چنانچہ اللہ کے حکم کے مطابق اس بچی کو ہی بیت المقدس چھوڑ دیا۔ ان کی دیکھ بھال

حضرت زکریا علیہ السلام کرتے تھے۔ اس کی ایک وجہ تو یہ تھی کہ یہ بیت المقدس کے علماء سے بڑے تھے۔ دوسری وجہ یہ تھی کہ اللہ نے ان کا قلم مخالف سمت چلا دیا تھا۔ تیسری وجہ یہ تھی کہ آپ اس بچی کے سگے خالو تھے۔ بچی کا نام مریم رکھا۔ مریم کا معنیٰ ہے "بلند مرتبہ" عرب میں جو بہت ہی عجیب بات کرتا ہے اسے یا مریم کہتے ہیں۔ مریم کا ایک معنیٰ پاکباز بھی ہے۔ یہ تینوں معنیٰ حضرت مریم میں پائے جاتے ہیں۔ آپ کا مسلمان عورتوں میں بڑا بلند مقام ہے۔ آپ سے عجیب کام یہ ہوا کہ بغیر مباشرت کے بچہ جنا۔ آپ پاکباز بھی ہیں۔ منت کے مطابق آپ ہیکل کی خدمت کیلئے وقف ہو گئیں۔ آپ حجرہ میں عبادت کرتیں آپ کے خالو باہر سے تالا لگا جاتے اور روٹی کے وقت تالا کھولتے کھانا رکھتے اور چلے جاتے۔ ایک روز یوں ہوا کہ وہ دور کہیں کام کو چلے گئے تین روز بعد لوٹے تو ایک دم بچی کا خیال آیا وہ تین روز سے بھوکی ہو گی فوراً دروازہ کھولا اندر گئے دیکھا تو مریمؑ نماز پڑھ رہی ہیں اور قریب ہی بے موسم پھل پڑے ہیں۔۔۔

بے موسمے پھل کیوں تھے؟

یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ نے دینے تھے تو تازہ پھل دیتا۔ بے موسمے پھل کیوں دیئے؟ بزرگوں کو پھل پکتے ہی تازہ پھل پہنچاتے ہیں پچھلے سال کے نہیں۔۔۔ اس میں اللہ کی حکمت تھی اگر تازہ پھل ہوتے تو دیکھنے والا سمجھتا جوان لڑکی ہے اتنے دن سے بھوکی تھی کسی عاشق کی کارستانی ہو گی لیکن اللہ نے یہ توہین آمیز وہم کو ختم ہی کر دیا۔ مریمؑ کے پاس بھیجے بھی بے موسمے پھل تاکہ پتہ چل جائے یہ کسی انسان کا کام نہیں رحمٰن کا کام ہے۔

حضرت مریمؑ کی عمر ۱۳ سال ہو گئی۔ آپ ایک روز نہانے لگیں ابھی پردہ کے

لئے ارد گرد کپڑا لگایا تھا کہ ایک خوبصورت جوان سامنے کھڑا ہو گیا۔ آپ ڈر گئیں فرماتی ہیں تم نیک ہو کہ برے مجھے اس سے کوئی غرض نہیں ۔بہر حال میری تنہائی سے چلے جاؤ۔ وہ بولے میں اللہ کا رسول ہوں تجھے بچہ دینے آیا ہوں۔ آپ بڑی حیران ہوئیں بچہ تو تب پیدا ہوتا ہے جب آدمی عورت کے قریب جائے۔ مجھے کیسے بچہ ہوگا نہ نکاح ہوا ہے اور نہ ہی میرے کسی کے ساتھ ناجائز تعلقات ہیں۔ وہ جبرائیل علیہ السلام تھے بولے اللہ کے لئے یہ ۔بہت آسان ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اشارہ کیا اور حضرت مریم حاملہ ہو گئیں۔

مریمؑ اور سائنس

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ "باپ کے بغیر بیٹا ہو ہی نہیں سکتا" اس سلسلے میں ترکی کے ڈاکٹر ہلوک نورباقی کی تحقیق کا خلاصہ پیش کرتا ہوں "اگر عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کو سمجھنا ہے تو ہمیں جدید انسانی حیاتیات کا بغور مطالعہ کرنا پڑے گا۔ ہمارے جسم کے اندر ۔بہت سے خلیے ہیں ان کے اندر کوڈ ہوتا ہے۔ جب ضرورت پڑتی ہے تو یہ اپنی شکل کا ایک خلیہ پیدا کر دیتا ہے۔ مثلاً آپ کی جلد کٹ گئی تو ٹشو کو مکمل کرنے کے لئے وہاں جلد پیدا ہو جائے گی۔ مگر ہر عضو کا خلیہ، ویسا ہی ایک خلیہ مخصوص حالت میں پیدا کر دے گا کیونکہ اس کے مرکز میں جینی کوڈ ریکارڈ کیا ہوا ہے۔۔۔ یہ خلیے پورا انسان نہیں بنا سکتے۔ البتہ پورا انسان بنانے والا خلیہ مکمل فارمولا رکھنے کے باوجود بھی ایک پورا انسان بنانے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ جب تک انسان کی مخالف صنف کا خلیہ نہ ملے۔ دوبارہ پیدا کرنے والے خلیے ہر عورت کے اندر 400 ہوتے ہیں۔ جو بالغ ہوتے ہی عمل کیلئے تیار رہتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک بے حد احتیاط سے تیار کیا گیا ہوتا ہے۔ ہر ماہ ان میں سے ایک معمولی تبدیلی اور ایک بے حد

پیچیدہ ہارمونی عمل کے ذریعے پیڈو میں گر جاتا ہے اور اوی ڈکٹ کے راستے فلوپئین ٹیوبز میں داخل ہو جاتا ہے اُوپر جس تبدیلی کا ذکر کیا ہے وہ دراصل خلیے کا دو حصوں میں کٹ کر علیحدہ ہو جانا ہے۔ جیسے ہی یہ خلیے ایک انسان کی تشکیل میں سرگرم ہوتے ہیں ان کا جینی کوڈ بھی دو حصوں میں تقسیم ہو کر دوسرے نصف کوڈ کو باپ کی طرف سے وصول کرنے کیلئے تیار ہو جاتا ہے۔ اگر ماں اور باپ کے نطفے کے ملاپ کے بغیر بچہ وجود میں آنا ہوتا تو پھر یہ ہوتا تھا کہ ماں کا طبعی اور حیاتیاتی وجود ہی بار بار دھرایا جاتا۔ نئے چہرے نئے حسن وجود میں نہ آتے۔ اگرچہ ماں کا تخم خود اپنے آپ ایک بچہ تشکیل دینے کی اہلیت رکھتا ہے لیکن اللہ کی طرف سے اس کو اس اہلیت کے استعمال کی اجازت نہیں ہوتی۔ اور اگر اللہ کی طرف سے اجازت مل جائے اور کوڈ کھل جائے تو بغیر باپ کے ہی بچہ کی تشکیل ہو سکتی ہے۔ حضرت مریمؑ کے ساتھ بھی یہی ہوا اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کو متشکل کر کے بھیجا ان کے اشارہ یا پھونک مارنے کا اثر تھا کہ کوڈ کھل گیا اور بچے کی تخلیق کا عمل شروع ہو گیا۔ آج کل یورپ میں تحقیقات ہو رہی ہیں کیا بغیر باپ کے بچہ پیدا ہو سکتا ہے؟ اس سلسلے میں (Arbitrary cell) اور تخم کے خلیے کے کوڈ کو کھولنے کے لئے radiation کا استعمال ہو رہا ہے۔ بندہ سائنسدانوں سے پوچھے اگر بغیر باپ کے بچہ پیدا ہونا ناممکن ہے تو پھر تم اپنی لیبارٹریز میں تخم کے اس تالے یعنی (Chalon) جو خلیوں کو تقسیم کرنے میں مدد دیتے ہیں کو کھولنے کی کوشش کیوں کر رہے ہو؟

اور ایک چوہیا پر بھی ریسرچ ہوتی تھی کہ اس کو بغیر نر کے کس طرح حاملہ کیا جا سکتا ہے؟

عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت

میری عقل کے مطابق جبرائیل علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اس لئے بھیجا کہ وہ اپنی Rays کے ذریعے کوڈ کھول دیں۔ چنانچہ ایسے ہی ہوا۔ حضرت مریمؑ حاملہ ہوتیں نوماہ کے بعد آپ بہت پریشان رہنے لگیں لوگ کیا کہیں گے؟ اللہ نے فرمایا پریشان نہ ہو کھجور کے ڈنڈ کو ہلاؤ پکی ہوئی کھجوریں گریں گی کھالینا یہ وقت آسانی سے ٹل جائے گا۔ اور کوئی سوال کرے تو چپ رہنا بچے کی طرف اشارہ کرنا کہ اس سے پوچھو۔۔۔ عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہو گئے۔ تین دن بعد آپ بچے کو اُٹھا کر شہر کی جانب چلیں لوگ اکٹھے ہو گئے۔ پوچھنے لگے بچہ کیسے جنا؟ تیری تو شادی ہی نہیں ہوئی۔۔۔ آپ نے اشارہ کیا کہ یہ سوال میرے بچے سے کرو۔ انہوں نے سمجھا کہ یہ بھی ہمارے بچوں کی مثل ہے وہ بھی پنگھوڑے میں نہیں بولتے یہ کیسے بولے گا؟ لیکن عیسیٰ علیہ السلام بولے "میں اللہ کا بندہ ہوں۔۔۔ مجھے کتاب ملی ہے۔۔۔ مجھے نبی بنایا ہے"

عیسیٰ علیہ السلام پنگھوڑے میں کیوں بولے؟

اگر عیسیٰ علیہ السلام پنگھوڑے میں نہ بولتے تو پھر ہر عورت اپنا گناہ چھپانے کے لئے کہہ سکتی تھی کہ یہ بن باپ کے بیٹا ہے۔۔۔ میں مریمؑ کی طرح ہوں۔۔۔ عیسیٰ نے پنگھوڑے میں بول کر بتادیا جو عورت مریم ہونے کا دعویٰ کرے یہ یاد رکھے اس کا بیٹا پنگھوڑے میں بولنا چاہیے۔

پھر بھی نہ مانے

اتنے بڑے معجزہ کو دیکھنے کے باوجود وہ لوگ معتقد نہ ہوئے۔ اس مقدس کنواری ماں نے بڑی مشکلوں سے اپنے بچے کو پالا۔۔۔ آپ لوگوں سے دور رہتیں۔ خاموش رہتیں کچھ نہ کہتیں۔ اپنے بیٹے کے ساتھ جنگل جنگل پھرتی۔۔۔ بچپن ہی سے عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں بہت سے معجزات رونما ہوئے لوگوں نے مشہور کر دیا یہ

ماں بیٹا جادوگر ہیں اور بیت المقدس سے کلیتہً نکال دیا۔ آپ اپنے بیٹے کو لیکر چل پڑیں۔ ایک شہر سے گزر رہے تھے۔ کہ بادشاہ کے دروازہ پر عوام کا ہجوم دیکھا ابن مریمؑ نے پوچھا ماں یہ اتنے لوگ کیوں جمع ہیں؟ ماں نے ایک آدمی سے پوچھا بھائی یہاں کیوں کھڑے ہو؟ اس نے کہا ہمارے بادشاہ کی بیگم عسرت ولادت میں مبتلا ہے ہم سب مل کر اپنے بتوں سے دعا کر رہے ہیں کہ بچہ جلدی ہو جائے... عیسیٰ علیہ السلام ماں سے کہنے لگے ماں جی بادشاہ سے کہو اگر میرا بیٹا تیری بیوی کے پیٹ پر ہاتھ رکھ دے تو ولادت آسان ہو جائے گی۔ یہ خبر بادشاہ تک پہنچائی گئی اس نے فوراً ماں بیٹے کو بلایا۔ بادشاہ پوچھتا ہے کیا تمہارے ہاتھ رکھنے سے میری بیوی آسودہ ہو جائے گی؟ آپ نے فرمایا یہ تو معمولی بات ہے میں تو تمہیں یہ بھی بتا سکتا ہوں کہ اس کے پیٹ میں بچہ ہے کہ بچی۔ وہ کہنے لگا بتاؤ۔ آپ نے فرمایا پھر تم مجھے نبی مانو گے؟ کہنے لگا مان لوں گا۔ آپ نے فرمایا میں ہاتھ رکھوں گا لڑکا ہو گا رخسار پر کالا تل ہے اور اور پشت پہ سفید نشان۔ ولادت ہو گئی جو کچھ عیسیٰؑ نے کہا وہی کچھ ہوا... بادشاہ ایمان لانے لگا کہ قوم نے شور مچا دیا بادشاہ سلامت یہ دونوں ماں بیٹا جادوگر ہیں آپ ان کے جال میں نہ پھنسنا۔ عیسیٰ علیہ السلام نے اسی طرح پھر پھر کر زندگی گزار دی جہاں رات آجاتی بسر کر لیتے ماں کی بہت خدمت کرتے جنگل سے پھل توڑ کر لاتے اور ماں کو کھلاتے آپ کی والدہ ہر وقت عبادت میں مصروف رہتیں... اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اُٹھا لیا اس واقعہ کے چھ سال بعد سجدہ کی حالت میں کنواری ماں مریمؑ کا انتقال ہو گیا۔

لاؤزو کی ماں

666 قبل مسیح چین کے اندر ایک رات کو ایک عورت نے دیکھا کہ ستارہ ٹوٹ

کر گرا ہے۔ اس نے چلاّ چلاّ کر حمد و ثنا کے گیت شروع کر دیے وہ اسی وقت حاملہ ہو گئی۔ ۶۲ سال بعد اس حمل سے اسے بچہ پیدا ہوا بال سفید تھے اور فصیح گفتگو کرتا تھا۔ اس وقت چین میں "چو" خاندان کی حکومت تھی۔ یہ بڑے ظالم حکمران تھے۔ ایک سو ساٹھ سال تک یہ بچہ "لاؤزو" کے نام سے تبلیغ کرتا رہا مگر آخر کار حکمرانوں سے دلبرداشتہ ہو کر ایک گڈ پر سوار ہوا اور مغرب کی طرف چل پڑا۔ زرد دریا کے ایک اہم مقام پر متعین پہرہ دار نے جب دیکھا کہ ایک عقلمند آدمی اس دنیا کو چھوڑ رہا ہے اس نے منت سماجت کی آپ مجھے اپنے خیالات لکھنے کا شرف بخشیے۔ اس موقع پر لاؤزو نے ایک کتاب لکھی جو پانچ ہزار کرداروں پر مشتمل تھی۔ یہ کتاب ٹاؤس مذہب کی مقدس کتاب ہے۔

میری ماں کی آبروریزی نہ کرنا

ایران کے معاشرہ کے اندر محرمات سے بھی لوگ نکاح کرنے لگ گئے۔ ہسٹری آف پرشیا کے صفحہ ۳۹۱ پر ہے کہ بہمن نے اپنی بہن ہمائی سے شادی کی اس کے بطن سے اس کے مرنے کے بعد دارا پیدا ہوا۔ یزدگرد دوئم نے اپنی بیٹی سے نکاح کیا اور بعد میں قتل کر دیا۔ امرا نے اپنی عیش و عشرت کو برقرار رکھنے کے لئے ہر طرح کا جرم و حربہ روا رکھا ہوا تھا۔ غربا ٹیکس کے پہاڑ تلے دبے ہوتے تھے۔ امرا کے پاس ہزاروں عورتیں اور غریب ایک کو ترستا تھا۔ امرا کے پاس سینکڑوں مکان اور غریب جھونپڑی کو ترستا تھا۔ ایسے ماحول میں نیشا پور کا ایک باشندہ مزدک اٹھا اس نے نعرہ لگایا کہ زن زر زمین سب کی برابر ہے۔ یہ تینوں سب کے لئے برابر ہیں۔ نہ جائیداد یہ کسی خاص شخص کا حق ہے نہ عورت یہ۔ جس مرد کا جی چاہے کسی عورت کو پکڑ لے۔ یہ فلسفہ بہت چلا ہزاروں کی تعداد میں لوگ اس کے پیرو کار ہو گئے۔ اس کے

پاس جب اس کے پیرو کار آتے تو ایک کی بیوی کو پکڑ کر دوسرے کو دے دیتا۔ اس کی بیوی پکڑ کر کسی اور کو دے دیتا۔ اس نے اپنی تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے بڑے بڑے عہدے دار بھی پھنسائے ہوئے تھے حتیٰ کہ نوشیرواں کا باپ کیقباد بھی اس کا معتقد ہو گیا۔ مزدک اس قدر بے حیا ہو گیا کہ ایک روز کیقباد سے کہتا ہے کہ بادشاہ سلامت آج رات آپ کی بیوی میرے پاس رات بسر کرے گی۔ وہ مان گیا۔ نوشیروان کو اس بات کا پتہ چل گیا۔ وہ فوراً مزدک کے پاس پہنچا اپنے ہاتھوں سے اس کے جوتے اتارے اور پاؤں کو بوسے دیے۔ بڑی نیاز مندی سے روتے ہوئے کہا "میری ماں کی آبروریزی نہ کرو" تم جو مانگو گے میں دینے کو تیار ہوں" نہ جانے مزدک کے من میں کیا آیا نوشیروان کی ماں یعنی ایران کی مادر ملکہ کے ساتھ رات بسر کرنے کا ارادہ ترک کر دیا۔ لیکن نوشیروان اس بُو کو بھولا نہیں جو مزدک کے پاؤں کو چومتے وقت آئی تھی۔

۴۹۹ء میں جب نوشیروان تخت نشین ہوا تو دربار لگا مزدک بھی حاضری دینے آیا۔ نوشیروان نے کہا میری دو آرزوئیں تھیں پہلی یہ کہ المنذر جسے اس لئے معزول کر دیا گیا تھا کہ اس نے مزدکی بننا قبول نہ کیا تھا۔ اسے عہدہ پر بحال کروں۔ اور دوسری آرزو یہ تھی کہ زندیقوں کا خاتمہ کردوں۔ اشارہ مزدکیوں کی طرف تھا۔ آگے سے مزدک نے طنزیہ کہا آپ کر سکتے ہیں۔ نوشیروان کو غصہ آیا اور بولا اے زانیہ کے بیٹے ! تو ابھی تک یہاں موجود ہے خدا کی قسم تیری جرابوں کی بدبو آج بھی میری ناک میں موجود ہے۔ جب میں نے اپنی ماں کی عصمت کو بچانے کیلئے تیرے بدبودار پاؤں کو بوسہ دیا تھا۔ نوشیران نے اپنی ماں کے گستاخ کا سر قلم کروا دیا۔ اور لاش کو صلیب پہ چڑھا دیا۔

ماں کی نذر

وہب بن منبہؓ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک جوان بیمار پڑ گیا اس کی ماں نے نذر مانی اگر میرا بچہ تندرست ہو گیا تو میں دنیا سے سات دن الگ تھلگ رہوں گی۔ اللہ نے ماں کی دعا سن لی اور بچہ شفایاب ہو گیا۔ چنانچہ اس نے اپنے بیٹے سے کہا زمین کھودو۔ ایک قبر سی بنوائی خود بیٹھ گئی۔ تھوڑا سا سانس لینے کیلئے سوراخ رکھا اُوپر مکمل طور پر مٹی ڈلوادی۔ پانچ دن گزرے تو کیا دیکھتی ہے کہ ایک بہت بڑا باغ ہے وہاں دو عورتیں بیٹھی ہیں ایک کے سر پر پرندہ اپنے پروں سے ہوا دے رہا ہے اور دوسری کے سر پر ایک پرندہ چونچیں مار رہا ہے۔ اس ماں نے دونوں کا سبب پوچھا تو بتایا گیا ایک عورت خاوند کی تابع فرمان تھی آج سکھ میں ہے اور دوسری سے اس کا خاوند ناراض ہے اس لئے تکلیف میں ہے۔ سات دن بعد جب بچہ اپنی ماں کو نکالنے آیا تو ماں سیدھی دوسری عورت کے خاوند کے پاس گئی اور کہا تم اپنی بیوی کو معاف کر دو نہیں تو وہ ہمیشہ مصیبت میں مبتلا رہے گی۔

شہیدوں کی ماں

مشہور شاعرہ خنسا۔ ان کا اصل نام تماضر بنت عمرو بن الشرید سلمیہ ہے۔ جب انہوں نے اسلام قبول کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود ان کے اشعار سنے اور محظوظ ہوئے۔ ان کو اللہ نے چار بیٹے دیے چاروں جوان ہوئے۔ جنگ قادسیہ کا معرکہ پیش آ گیا۔ چاروں بیٹوں کو بلایا ان کے ہاتھ میں تلواریں پکڑائیں۔ اور کہا جاؤ بچو جہاد کرو۔۔۔ دیکھنا یہ تلواریں میں نے چکی پیس کر خریدی ہیں۔ ان کی لاج رکھنا۔ میرے بال دیکھو سفید ہو چکے ہیں۔ مجھے میرے بھائی کے غم نے اور باپ کے غم نے ختم کر دیا ہے۔ آج تم جوان ہو میں بوڑھی ہوں، جاؤ بہادروں کی طرح لڑنا۔ اگر تم نے

کمر پہ زخم کھایا اور بھاگ گئے تو میں شرم سے مر جاؤں گی۔ بچو سینہ چھلنی ہو جائے پیٹھ پر زخم نہ کھانا۔ جاؤ بے جگری سے لڑو۔ تم چاروں شہید ہو گئے تو میں اللہ سے کہوں گی "اے میرے خالق! میری یہ قربانی قبول کر لے" اس ماں کی یہ دعا قبول ہوئی۔ میدان جہاد میں چاروں کام آ گئے۔ جب اس ماں کو پتہ چلا تو اس نے واویلا نہیں کیا۔ صرف اتنا پوچھا زخم کمر پہ تھے کہ سینے پر بتایا گیا کہ تیرے بچے مردانہ وار لڑے ہیں اور سینے چھلنی ہوئے ہیں۔ یہ سن کر بڑی خوش ہوئی اور لوگوں سے کہتی ہیں "مجھے مبارک باد دو، میں شہیدوں کی ماں ہوں۔ میرے بیٹے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین پر قربان ہو گئے . . ."

ماں میں خوف خدا سے روتا ہوں

یحیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے چار برس تک باہر نہیں نکلے۔ آپ لڑکوں کے ساتھ کھیلنے سے اجتناب کرتے تھے۔ ماں کہتی بیٹا تم باہر کیوں نہیں جاتے؟ ہر وقت کیا سوچتے رہتے ہو؟ لڑکوں کے ساتھ کھیلا کرو . . . خوش رہا کرو . . . عرض کی ماں جی اللہ نے کھیلنے کیلئے پیدا نہیں کیا۔ آپ کا رات دن ایک ہی کام تھا روتے رہتے۔ آپ کے والد گرامی اور عیسیٰ علیہ السلام کے خالو حضرت ذکریا علیہ السلام ان کے سامنے دوزخ کا تذکرہ نہیں کرتے تھے۔ کیونکہ پھر ان کا رونا بند ہی نہیں ہوتا تھا . . . ایک روز وعظ فرماتے ہوئے کہنے لگے میرا بیٹا یحیٰ تو نہیں؟ ایک صاحب بولے جی مجمع میں تو نہیں ہیں۔ حالانکہ آپ چھپ کر اپنے باپ کا وعظ سن رہے تھے۔ زکریا علیہ السلام نے دوزخ کا تذکرہ شروع کیا آپ کے کان میں آواز کا پڑنا تھا کہ آہ ماری اور روتے ہوئے پہاڑوں کی طرف نکل گئے۔ اور نہ جانے کہاں غائب ہو گئے۔ اور آپ کی ماں آپ کو سات دن تک ڈھونڈتی رہی۔ مگر آپ نہ ملے۔ ایک روز ایک گڈریے نے بتایا

کہ تمہارا بیٹا غاروں میں روتا ہے۔ اور فلاں غار میں رات گزارتا ہے۔ آپ کی والدہ اس غار کے قریب بیٹھ گئی۔ شام ہوئی تو حضرت یحیٰ علیہ السلام آئے۔ ماں کو غار کے سامنے بیٹھے ہوئے دیکھا تو بھاگنے لگے۔ ماں نے رو رو کر دھائی دی بیٹا ذرا رک جا۔ میں بوڑھی ہو گئی ہوں۔ اب چل نہیں سکتی۔ تیری جدائی مجھ سے برداشت نہیں ہوتی۔ چل گھر چل۔ آپ رک گئے۔ ماں قریب گئی۔ بیٹے کو کانپتے ہاتھوں سے تھاما۔ بوسہ دیا۔ میرے بیٹے تو ہر وقت روتا کیوں ہے؟ تجھے غم کیا ہے؟ عرض کرتے ہیں ماں جی دوزخ کی یاد پڑتی ہے۔ خوف آتا ہے۔ اسی وجہ سے روتا رہتا ہوں۔ ماں سمجھا بجھا کر گھر لے گئی۔ آپ پھر بھی عبادت خانہ کے گوشہ میں بیٹھ کر عبادت میں مشغول ہو گئے۔ آپ کے والد گرامی کو ظالموں نے آرے سے چیر دیا۔ آپ کو خبر پہنچی تو صرف اتنا کہا انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپ عبادت میں ہی مشغول رہتے۔ وعظ و نصیحت فرما دیتے۔ آپ کے ہوتے ہوتے ایک عجیب واقع رونما ہوا۔ کہ بادشاہ نے ایک خوبصورت عورت سے نکاح کیا اس کی ایک پہلے خاوند سے بیٹی تھی۔ وہ بھی کافر حسینہ، ماں اب بوڑھی ہو رہی تھی۔ اس نے سوچا بادشاہ مجھے عنقریب چھوڑ دے گا کیوں نہ میں اپنی بیٹی اس سے بیاہ دوں۔ اس نے ایک روز جب بادشاہ نشے میں چور تھا اپنی بیٹی کو بنا سنوار کر بادشاہ کے سامنے کیا۔ بادشاہ کو وہ بڑی اچھی لگی۔ اس کا دل آ گیا۔ وہ اس سے نکاح کرنا چاہتا تھا۔ یحیٰ علیہ السلام کو پوچھا گیا نکاح کیلئے آپؑ نے فرمایا یہ بادشاہ کی بیٹی لگتی ہے۔ ربیبہ ہے اس سے نکاح حرام ہے۔ بادشاہ نے آرڈر دیا۔ اسے باندھ کر میرے پاس لاؤ۔ حکم کی تعمیل ہوئی۔ آپ جب دربار میں کھڑے ہوتے یہی مسئلہ بتایا کہ نکاح حرام ہے۔ اس نے حکم دیا سر اڑا دو۔ آپ کا سر تن مبارک سے جدا کر دیا گیا۔ سر کٹنے کے بعد بھی آواز آتی بادشاہ اپنی بیوی کی بیٹی سے نکاح جائز نہیں۔ واہ

تقدیر۔ ایک ماں یحیٰ علیہ السلام کو غار سے لے کر آئی دوسری نے غار میں پھر پہنچا دیا۔ جب آپ کا سر قلم کیا گیا تو خون بند نہیں ہوتا تھا۔ مٹی میں دبایا پھر بھی خون نکل آیا۔ اسی دوران بخت نصر نے بنی اسرائیل پر حملہ کر دیا۔ یہ تمام قلعہ بند ہو گئے۔ محاصرہ طویل ہو گیا۔ بخت نصر کا ارادہ علیل ہو گیا۔ وہ جانے کا سوچ رہا تھا کہ ایک بڑھیا نے کہا تم فتح چاہتے ہو تو میرے کہے پر عمل کرنا ہو گا۔ وہ رضامند ہو گیا۔ بڑھیا نے کہا تمام لشکر کو جمع کرو اور آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھا کر کہو "یحیٰ بن زکریاؑ کے خون کے عوض ہم تم سے فتح کے طلبگار ہیں" مجھے امید ہے جونہی دعا قبول ہو گی۔ دیواریں گر جائیں گی۔ ایسا ہی ہوا۔ قلعہ کی دیواروں کا گرنا تھا کہ گھمسان کی جنگ ہوئی۔ بخت نصر کی فوج نے ۷۰ ہزار آدمی قتل کئے تو سر سے خون نکلنا بند ہو گیا۔

(تفسیر مظہری)

یہ میری ماں ہے

مناقب اسد اللہ میں ہے کہ مولا علی شیر خدا کی عدالت میں ایک نوجوان آیا امیر المومنین مجھ میں اور میری ماں میں فیصلہ فرمائیں... مجھے نو ماہ پیٹ میں رکھا دو سال دودھ پلایا اور جب میں جوان ہوا تو گھر سے نکال دیا اور مجھے بیٹا ماننے سے انکار کر دیا۔ آپؓ نے اس کی ماں کو بلایا وہ اپنے چار بھائیوں اور چالیس گواہوں کے ساتھ عدالت میں پیش ہوئی۔ حضرت علیؓ نے پوچھا یہ لڑکا کہتا ہے کہ تو اس کی ماں ہے۔ چاروں بھائی اور چالیس آدمیوں نے گواہی دی کہ ہم حلفیہ بیان دیتے ہیں یہ لڑکا جھوٹ بولتا ہے۔ آپ نے فرمایا تم چپ رہو میں اس عورت سے پوچھ رہا ہوں۔ اے خاتون بتاؤ تم اس کی ماں نہیں ہو؟ نہیں جی میں اس کو جانتی تک نہیں میں تو ابھی تک کنواری ہوں۔ بھائیوں اور جھوٹے گواہوں نے بھی تصدیق کی... حضرت علیؓ نے خاتون کے

بھائیوں اور گواہوں کو مخاطب کر کے کہا میں جو بھی فیصلہ کروں گا تم کو منظور ہو گا؟ سب بیک زبان بولے منظور ہو گا۔۔۔ آپ نے فرمایا میں نے ان حاضرین کی موجودگی میں اس نوجوان کا بعوض چار سو درھم نقد اس عورت سے نکاح کیا قنبر کو آواز دی کہ تم میرے مال سے چار سو درھم اس لڑکے کو دو۔ حکم کی تعمیل ہوئی۔ آپ نے نوجوان کو حکم دیا کہ درہم عورت کی گود میں ڈال دو اور چلے جاؤ دوبارہ اس وقت میرے پاس آنا جب تم پر غسل واجب ہو جائے۔ نوجوان نے درہم عورت کی گود میں ڈال دیے۔ عورت چیخ اُٹھی۔ جہنم۔ جہنم امیر المومنین کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ ایک بیٹا اپنی ماں سے مباشرت کرے؟ آپ نے فرمایا میں تو یہ نہیں چاہتا تم نے چالیس گواہ پیش کیے ہیں کہ یہ تمہارا کچھ نہیں لگتا۔۔۔ کہنے لگی امیر المومنین میں اس کی حقیقی ماں ہوں۔۔۔ آپ نے پوچھا پھر تم نے انکار کیوں کیا؟ کہنے لگی میں بالغ ہوئی تو میرے بھائیوں نے میرا نکاح ایک کمینے شخص سے کر دیا یہ فرزند ہوا وہ مر گیا جب یہ بالغ ہو گیا تو میرے بھائیوں نے کہا کہ تم اس کمینے کے بیٹے کو گھر سے نکال دو۔ آپ نے بھائیوں کیلئے سزا کا حکم دیا۔ اور عورت سے کہا تم بیٹے کو گھر لے جاؤ۔

حجاز مقدس کی ماں

میں حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو "مادر عرب" کہتا ہوں کیونکہ انہوں نے ہی حجاز مقدس کو آباد کیا اور انہی کی نسل آگے بڑھی۔۔۔ اس ماں کا اسلام کے اندر بڑا مقام ہے اسی ماں کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے۔ اللہ کے نزدیک ان کا بڑا مقام ہے۔ کتاب پیدائش آیت ۷ تا ۱۳ یہ ہے کہ "فرشتے حضرت ہاجرہؓ کے سامنے خود آتے اور اللہ کا حکم پہنچاتے" اس میں اور بھی آپ کی شان میں بہت سے جملے ہیں۔ مثلاً "خدا نے ہاجرہ کے درد و غم

کو سنا" خدا نے ہاجرہ کے فرزند اسماعیل علیہ السلام کا نام رکھا۔ خدا نے ہاجرہ کے فرزند اسماعیل کو برکت دی۔

آپ مصر کے بادشاہ علوان بن سان کی بیٹی ہیں۔ عبرانی میں آپ کا نام "ھاغار" ہے۔ جب آپ نے شام سے مکہ ہجرت کی تو ہاجرہ نام پڑ گیا۔ ۔یہودیوں کے مفسر ربی شلومو اسحاق نے کتاب پیدائش باب ۱۶ میں تحریر کیا ہے ہاجرہ فرعون کی بیٹی تھیں۔ جب اس نے سارہ کی کرامات دیکھیں تو کہا میری بیٹی کا اس گھر میں خادمہ ہو کر رہنا دوسرے گھر میں ملکہ بن کے رہنے سے .بہتر ہے۔" یہ عیسائیوں نے مسلمانوں کی تذلیل کے لئے مشہور کر رکھا ہے۔ کہ ہاجرہ لونڈی تھیں۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ہاجرہ کے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسماعیل علیہ السلام کو اور ان کی ماں کو حکم ربی کے مطابق بے آب و گیاہ مقام مکہ میں کعبہ کے قریب چھوڑ دیا۔ اور خود شام واپس چلے گئے ایک مشکیزہ اور چند سیر کھجوریں دے گئے۔ چند یوم کے بعد یہ سامان ختم ہو گیا۔ شدید گرمی تپتا صحرا بیٹے کو پیاس لگی تو ماں بے تاب ہو گئی۔ ماں نے بیٹے کو لٹایا اور خود کبھی کوہ صفا پر چڑھتیں اور کبھی کوہ مروہ پر شاید کوئی آدمی نظر آجائے کہ پانی مانگوں یا پانی کے آثار نظر آجائیں۔ مگر سات چکر لگاتے پانی نظر نہیں آیا۔ ساتویں چکر پہ ماں کو بیٹے کی ایڑیوں کے پاس پانی نظر آیا۰۰۰ آپ دوڑتی ہوئی آئیں اور فوراً مشکیزہ بھر لیا۔ اور پانی کے اردگرد چھوٹی چھوٹی منڈیر بنا دی پانی رک گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اللہ ہاجرہ پہ رحمت نازل فرمائے اگر پانی کو نہ روکتی تو مکہ میں سیلاب آجاتا" اس مقدس ماں کا دوڑنا اللہ کو اتنا پسند آیا کہ امت محمدیہ کے حج و عمرہ کے اراکین میں شامل ہو گیا۔ ماں تو دوڑی تھی کہ "بچے کو پانی چاہیے" ہمیں

پانی کی ضرورت نہیں ہوتی صرف اس لئے دوڑتے ہیں کہ مقدس ماں دوڑی تھی۔ یہ ماں کی تربیت تھی کہ جب ابراہیم علیہ السلام نے بچے سے کہا میں تجھے ذبح کرنا چاہتا ہوں تو بیٹے نے کہا "اباجی آپ کو جو حکم ہے کر گزریے" ورنہ سات سال کا بچہ گرمی سے ڈر کر باہر نہیں جاتا اور اسماعیل علیہ السلام اس دنیا سے جانے کے لئے تیار ہو گئے۔۰۰۰ اس مقدس ماں کے جدھر پاؤں لگے ان پہاڑوں کو شعائر اللہ قرار دیا۔ ماں بیٹے کا نام قیامت تک زندہ رہے گا اور یہ دونوں کعبہ کے پاس آرام کر رہے ہیں اللہ ان کے درجات اور بلند فرمائے۔

میرا بیٹا مجھے دے دو

یہ جملہ اُم المومنین حضرت اُم سلمہؓ نے کہا جب ان سے ان کا بیٹا سلمہؓ چھینا جا رہا تھا۔ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ حبشہ میں پیدا ہوئے۔ ان کی والدہ زینبؓ انہی کی وجہ سے اُم سلمہؓ کہلائیں۔ ہجرت مدینہ ہوئی تو سلمہ اپنی ماں کی گود میں تھے۔ جہاں دوسرے مسلمان مدینہ گئے وہاں اُم سلمہؓ اور ابو سلمہؓ بھی مدینہ کی طرف چل پڑے۔ اُم سلمہ نے بیٹے کو گود میں لیا اور اونٹ پر بیٹھیں۔ اور نکیل ابو سلمہ نے پکڑی۔ اسی اثنا میں اُم سلمہؓ کے قبیلے والوں کو پتہ چل گیا انہوں نے راستہ روک لیا اور داماد سے کہا تم تو جا سکتے ہو۔ ہماری بیٹی نہیں جائے گی۔ خاوند نے بڑے دلائل دیے بڑا اصرار کیا مگر وہ اپنی ضد پہ اڑے رہے اور جبراً اُم سلمہ کو لے گئے۔ ابو سلمہ تنہا ہی مدینہ روانہ ہو گئے۔ ادھر ابو سلمہ کے قبیلے کو پتہ چلا وہ بھی آ گئے۔ انہوں نے جھگڑا شروع کر دیا تم اپنی لڑکی لے جانا چاہتے ہو ضرور لے جاؤ۔ مگر سلمہ ہمارا لڑکا ہے وہ ہمیں دے دو۔ ماں نے یہ سنا تو بچے کو چھپا لیا۔ سینہ سے چمٹا لیا۔ سسرال والے آگے بڑھے۔ ہمارا بچہ دو۔ ماں بولے نہیں میرا بچہ ہے۔ میرا لخت جگر ہے۔ میں نے جنا ہے۔ میں نے دودھ پلایا

ہے۔ اپنے ہاتھوں میں کھلایا ہے۔ اسے مت چھینوں۔ میں جیتے جی مر جاؤں گی یہ میری جان ہے میرے جینے کا سہارا ہے۔ سسرال والوں نے زبردستی کھینچا آپ نے زور سے پکڑ لیا چھینا جھپٹی میں بچے کا ہاتھ اتر گیا۔ وہ درد سے چیخ اُٹھا۔ مگر کسی نے نہ دیکھا کہ ماں پر کیا بیتی ۔۔۔ وہ بچہ چھین کر لے گئے۔ بچہ بھی چھن گیا ۔۔۔ خاوند بھی جدا ہو گیا۔ ہر وقت بچہ کو یاد کرتیں۔ اور روتیں۔ کھوئی کھوئی سی رہتیں ہر وقت جب زیادہ بے قرار ہو جاتیں تو شام کے وقت وادی ابطح چلی جاتیں۔ اسی جگہ ان سے بچہ چھینا گیا تھا۔ اور گھنٹوں بچے اور خاوند کو یاد کرتے روتی رہتیں۔ کبھی قدموں کے نشان دیکھتیں۔ کبھی آسمان دیکھتیں۔ جب آسمان کالا اور آنکھیں لال ہو جاتیں تو لوٹ آتیں۔ آہستہ آہستہ یہ روز کا معمول ہو گیا۔ جب تک اشکوں کی بارش نہ ہو جاتی آتش شوق بڑھکتی ۔۔۔ ایک روز آپ بیٹھی بیٹے کے غم میں آنسو بہا رہی تھیں کہ آپ کے ایک رشتہ دار نے دیکھ لیا اس نے ماں کو بیٹے کے غم میں روتے دیکھا تو رہا نہ گیا ۔۔۔ فوراً قبیلہ والوں سے کہا تم اس بیچاری کو روک کر بہت ظلم کر رہے ہو۔ تم نے اسے خاوند سے جدا کر دیا اور سسرال والوں نے بچے سے۔ وہ تمہارے خاندان کی ہے۔ کیوں ظلم کر رہے ہو۔ قبیلہ والوں نے اُم سلمہ کو جانے کی اجازت دے دی۔ پر وہ اکیلی کیسے جاتے؟ ماں ہے اس کا دھیان بچہ کی طرف ۔۔۔ رشتہ داروں سے کہا مجھے میرا بچہ لا دو۔ میں اس کے بغیر ایک قدم بھی نہیں چل سکتی۔ ان کے سسرال والوں کو خبر ہوئی تو بچہ لے آئے۔ جب ماں کی نظر بچہ پر پڑی تو ماں اور ممتا دیکھنے کے لائق تھی۔ مقناطیس کے دو ٹکڑوں کی طرح ایک دوسرے کی طرف لپکے۔ بار بار چومتی ۔۔۔ سینے سے لگاتی۔ یہ ماں مقدس ماں اپنے بچے کو لے کر تنہا ہی مدینہ کی طرف چل پڑیں ۔۔۔ مگر راستہ میں کعبہ کے کلید بردار عثمان بن طلحہ کی نظر پڑی ۔۔۔

پوچھا اے ابی امیہ کی بیٹی کدھر جا رہی ہو؟" "مدینہ جا رہی ہوں" اُم سلمہ" نے جواب دیا اس نے پوچھا تمہارے ساتھ کوئی نہیں؟" اُم سلمہ بولیں "اللہ اور اس بچے کے سوا میرے ساتھ کوئی نہیں ہے" پھر عثمان بن طلحہ ماں بیٹے کو مدینہ چھوڑ آئے۔

سو بار ماں پر آفریں

یہ سلطان باہو نے اپنی ماں کیلئے کہا۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا پایہ روحانیت میں بہت بلند تھا۔ آپ نے اپنے بیٹے کا نام باہو رکھا۔ سلطان باہو کے والد بچپن ہی میں فوت ہو گئے تھے۔ مگر والدہ ماجدہ راستی بی بی نے آپ کی تصوف کے رنگ میں تربیت کی ۔۔۔ یہی وجہ ہے کہ احمد سعید ہمدانی فرماتے ہیں کہ آپ کی والدہ نے باہو نام رکھا۔

نام باہو مادر باہو نہاد
زانکہ باہو دائمی باہو نہاد

اس سے پتہ چلتا ہے کہ ماں کی "ھو" کی معرفت تک رسائی ہو چکی تھی۔ سلطان باہو فرماتے ہیں کہ ماں جی کو ایسا ذکر خفی حاصل تھا کہ آنکھوں سے خون نکلتا تھا۔ اور یہ حال مجھ پر بھی وارد ہوا۔ ابتدائی تعلیم ماں سے ہی لی۔ آپ اپنے ملفوظات میں بیانات میں اپنی ماں کی بہت تعریف کرتے ہیں اور پکار اُٹھتے تھے "سو بار ماں پر آفریں" جب جوان ہوتے تو ماں نے کہا بیٹا اللہ نے تمہیں اپنی معرفت کیلئے پیدا کیا ہے۔ اس لئے اب تمہیں کسی کامل مرشد کے ہاتھ بیعت کرنی چاہیے ۔۔۔ آپ نے عرض کی ماں جی ! مجھے معرفت خداوندی حاصل ہے اور میرے مرشد کامل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ ماں جی نے کہا "بیٹے پھر بھی ظاہری مرشد پکڑنا لازمی ہے"۔ اور دلیل یہ دی کہ "حضرت موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ تھے پھر بھی خضر علیہ السلام

کے ساتھ چلنا پڑا۔" یہ سن کر باہو عرض کرتے ہیں "ماں! آپ ہی میری مرشد ہیں"۔ فرمایا "بیٹے! عورتوں کو بیعت و تلقین کرنے کا حکم نہیں ہے"۔ اور دلیل یہ دی کہ "اگر ہوتا تو امہات المومنین ضرور بیعت کرتیں"۔ باہو پوچھتے ہیں "ماں جی! مرشد کامل کہاں تلاش کروں؟" ماں نے جواب دیا "بیٹا! زمین میں چل پھر کر تلاش کرو" اور اشارہ مشرق کی طرف کیا۔ آپ فوراً اٹھے سلام کیا اور دریائے راوی کی طرف چل پڑے۔ دریا کے کنارے پہنچے تو وہاں شاہ حبیب اللہ کے فیض عام کا شہرہ سنا۔ وہاں پہنچے تو شاہ صاحب نے کہا مجاہدہ کرو اور مسجد کا پانی بھرو۔ آپ نے مشکیزہ منگوایا ایک ہی بھر کر ڈالا تو حمام بھر گیا۔۔۔ یہ بات عام ہو گئی شاہ صاحب کو پتہ چلا انہوں نے فوراً بلایا اور پوچھا تمہارے پاس مال ہے؟ عرض کی جی۔ فرمایا جاؤ پہلے وہ ختم کرو پھر آنا۔ سلطان باہو گھر کی طرف چلے۔ ماں ولیہ کاملہ تھی انہوں نے اپنی بہوؤں سے تمام زیورات لے کر مٹی میں چھپا دیے۔ سلطان باہو گھر پہنچے ماں نے پوچھا "بیٹے خیریت سے آئے ہو؟" عرض کی ماں جی شیخ نے فرمایا ہے پہلے مال ضائع کرو پھر آنا۔" ماں نے کہا "بیٹے کچھ نظر آتا ہے تو دور کر دو" آپ کے بیٹے خواجہ نور محمد رحمتہ اللہ علیہ شیر خوار تھے۔ ان کی انگلی میں انگوٹھی نظر آئی اتار کر پھینک دی۔ پھر بھی ماں سے کہنے لگے مجھے ابھی بھی مال کی بو آ رہی ہے۔ فرمایا جہاں سے آتی ہے نکال لو۔ آپ نے سونگھ کر چھپایا ہوا مال نکال کر پھینک دیا۔ شاہ حبیب اللہ کے پاس دوبارہ گئے۔۔۔ انہوں نے فرمایا مال تو دور کر آئے ہو اپنی عورتوں کا کیا کرو گے؟" اب آپ اپنی ازواج کو طلاق دینے کے لئے گھر کی طرف روانہ ہوئے۔ ماں نے مستورات کو اپنے پیچھے چھپا لیا جونہی سلطان باہو گھر داخل ہوئے تو ماں نے فرمایا تمہاری ازواج تم کو اپنے حقوق بخشتی ہیں آپ ماں جی کے کہنے پر واپس آئے شاہ حبیب اللہ نے توجہ ڈالی اور پوچھا

کیا ملا؟ سلطان باہو نے فرمایا ان مقامات سے تو میں اس وقت گزر چکا تھا جب اپنی ماں کی گود میں تھا۔

ماں کے بعد ماں

الجواہر صفحہ ۳۰ پر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی سگی چچی اور علی کی والدہ فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے متعلق کہا تھا کہ "یہ میری وہ ماں ہے جس نے مجھے (۱۵ سال) پالا اور میرے ساتھ اس پیار اور والہانہ محبت کا ثبوت دیا جس کا میں حق ادا نہیں کر سکتا۔ ہاں اس کا حق اللہ ضرور ادا کرے گا" علی کی ماں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہت پیار کرتی تھیں۔ اس وقت تک بچوں کو کھانا نہ کھلاتیں جب تک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آ نہ جاتے۔ یہ کیا کم اعزاز ہے کہ یہ چوتھے خلیفہ داماد مصطفیٰ ؐ حسن و حسین کے والد گرامی مولا علی شیر خدا کی ماں ہیں، ایک روز یہ کعبہ اللہ کا طواف کر رہیں تھیں کہ دردزہ شروع ہو گئی ... سوچ میں پڑ گئیں کیا کروں کوئی حجاب بھی نہیں اک ہنگامہ ہے جمگھٹا ہے۔ واعظین کہتے ہیں کعبہ کی دیوار پھٹ گئی۔ اور غیب سے آواز آئی اے فاطمہ بنت اسد کعبہ کے اندر آ جاؤ۔ آپ اندر آ گئیں۔ علی کی ولادت ہوئی۔

نکتہ

عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہونے لگی تو کہا باہر جاؤ ڈنڈ کو ہلاؤ۔ کھجوریں گریں گی کھاؤ... اور شفا پاؤ... خیال تو یہ آتا ہے کہ جب تک مریم ؑ طاقتور تھیں تو بیت المقدس میں رکھا اور جب کمزور ہوتیں یعنی بچہ جننے کا وقت قریب آیا تو کہا باہر جاؤ ان کو اندر کیوں نہیں بلایا؟ اور جب علی پیدا ہونے لگے تو کعبہ کے اندر بلا لیا۔ بہت سی وجوہات میں سے ایک ملاحظہ ہو۔ عیسائی عیسیٰ ؑ کو اللہ کا بیٹا کہتے ہیں اگر وہ مسجد اقصیٰ

میں پیدا ہوتے تو عیسائیوں نے دلیل کے طور پر کہنا تھا اللہ کا بیٹا نہ ہوتا تو اس کے گھر میں کیوں پیدا ہوتا؟ علی شیر خدا کے لئے ایسا کچھ نہ کہا جا سکتا تھا۔ کیونکہ آپ کی والدہ اور والد دونوں تھے۔

علیؓ کی ماں کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ آپ دوسری عورت ہیں۔ جنہوں نے حضرت خدیجتہ الکبریٰؓ کے بعد اسلام قبول کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو ماں کہہ کر ہی پکارتے تھے۔ جب ان کا انتقال ہو گیا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روتے ہوئے آئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری ماں کا انتقال ہو گیا۔ آپؐ نے فرمایا علیؓ میری ماں کا انتقال ہوا ہے۔ خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تجہیز و تکفین کا انتظام کیا۔ قبر کھدوائی، خود لیٹے، اپنا قمیض مبارک پہنایا اور دعا کی۔ اے اللہ ! یہ میری ماں ہے انہوں نے مجھے کھلایا پلایا تو ان پر اپنا رحم فرما"۔

عجیب ماں

محمد بختیار خلجی لکھنوتی بہار اور حاج نگر میں اسلامی حکومت کا بانی۔ جب علاقہ لکھنوتی کو فتح کرنے کے لئے روانہ ہوا تو وہاں راجہ لکھمنہ بن لکھمن حکومت کرتا تھا۔ جب اس کی بیوی ماں بننے لگی تو نجومیوں نے کہا یہ گھڑی شبھ نہیں ہے اگر یہ بچہ ابھی پیدا ہوا تو بہت ظالم اور بد نصیب ہو گا اگر دو گھڑی بعد ولادت ہوئی تو وہ صاحب اقبال اور نیک سیرت ہو گا۔ اور دیر تک حکمرانی کرے گا۔ رانی نے فیصلہ کر لیا وہ دو گھڑی بعد بچہ جنے گی۔ رانی نے حکم دیا اس کے دونوں پاؤں باندھ کر الٹا لٹکا دیا جائے۔ رانی کو الٹا لٹکا دیا گیا اس طرح بچہ کی ولادت میں تاخیر ہو گئی۔ بچہ تو بچ گیا مگر زچہ نہ بچ سکا۔ یہی بچہ بڑا ہو کر لکھنوتی کا حاکم بنا۔ جب محمد بختیار نے حملہ کیا تو بھاگ گیا۔ واہ کیا عجیب ماں تھی۔ اپنی جان دے گئی مگر بچہ کو بچا گئی۔

لعل شہباز قلندرؒ کی ماں

لعل شہباز قلندرؒ سیون شریف والے ان کا اصل نام سید عثمان مروندی رحمتہ اللہ علیہ ہے۔ آپ کے والد گرامی سید ابراہیم کبیر الدین شادی نہ کرواتے تھے۔ ایک روز ان کو خواب میں اشارہ ہوا کہ نکاح کر لو۔ چنانچہ حاکم مروند سید سلطان شاہ کی بیٹی سے نکاح کیا۔۔۔ آپؒ چالیس روز تک اپنی زوجہ کے پاس نہ گئے کسی نے وجہ پوچھی تو فرمانے لگے شادی کے روز راہ میں گرا ہوا چنا کھا لیا تھا اس کا اثر چالیس روز تک رہا وہ اثر ختم ہوا تو گھر کی راہ لی۔ آپ نکاح سے چالیس روز بعد زوجہ کے پاس گئے تو لعل شہباز قلندرؒ باپ کے صلب سے ماں کے رحم میں منتقل ہو گئے۔۔۔ آپ کی ماں کو حضرت رابعہ بصریہؒ نے خواب میں آ کر فرمایا "اے بیٹی! تیرے پیٹ میں جو بیٹا ہے یہ رب کا برگزیدہ ہو گا۔ دنیا میں نام روشن ہو گا۔ جب یہ پیدا ہو تو اس کے دونوں کانوں میں بلند آواز سے کلمہ پڑھنا اور اپنے بیٹے سے میرا سلام کہنا۔۔۔"

ماہ رجب ۵۳۸ھ قلندرؒ سندھ میں پیدا ہوئے۔ پڑھنے کے قابل ہوئے تو والدہ نے گاؤں کی مسجد میں داخل کروایا سات سال کی عمر میں قرآن حفظ کر لیا؟۔۔ جتنا وہاں پڑھایا جاتا تھا وہ تو پڑھ لیا مزید تعلیم کیلئے دور جانا پڑتا تھا مگر ماں کی محبت آڑے آ جاتی۔ اور سوچتے میں چلا گیا تو ماں کی خدمت کون کرے گا؟ ماں بھی بیٹے کی جدائی گوارہ نہ کر سکتی تھی۔ آپ بس ماں کی خدمت میں لگے رہتے ۱۸ سال کے ہوئے تو والد صاحب کا انتقال ہو گیا۔ اب دلجمعی اور مکمل طور پر ماں کے ہی پاس رہتے ۲۰ سال کے ہوئے تو ماں بھی چل بسی۔ آپ کو بہت دکھ ہوا۔۔۔ ہر وقت ماں کے غم میں روتے رہتے اور یہی دعا کرتے یا اللہ مجھے صبر دے۔

خضر علیہ السلام کی ماں

ذوالقرنین اور خضر علیہ السلام کی مائیں آپس میں سگی بہنیں تھیں ۔۔۔ ذوالقرنین کے والد علم نجوم کے ماہر تھے ایک رات اپنی بیوی سے کہتے ہیں میں تھک گیا ہوں تھوڑا سا سو لوں تم جاگتی رہنا اور انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے کہا اس جگہ ایک ستارہ طلوع ہو گا جونہی طلوع ہو مجھے اُٹھا دینا اس وقت ہمارے ملاپ سے جو بچہ پیدا ہو گا وہ قیامت تک زندہ رہے گا یہ کہہ کر وہ سو گئے ان کی سالی نے یہ باتیں سن لیں اور اپنے خاوند کو بتا دیں انہوں نے عین طلوع نجم کے وقت ہمبستری کی تو خضر علیہ السلام ماں کے رحم میں منتقل ہو گئے ۔۔۔ ابو سکندر کی بھی آنکھ کھلی تو دیکھا کہ ستارہ اپنی جگہ سے ہٹ چکا تھا بیوی پہ ناراض ہوئے تم نے جگایا کیوں نہیں؟ میں اس ستارے کیلئے چالیس سال سے انتظار کر رہا تھا۔ عرض کرنے لگیں مجھے اس کام کے لئے جگاتے ہوئے شرم محسوس ہو رہی تھی۔ یہ سن کر کہنے لگے چلو خیر ایک گھڑی بعد ایک اور ستارہ نکلے گا اس وقت جو بچہ ہو گا وہ سورج کے دونوں قرنوں کا مالک ہو گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اس حمل سے سکندر ذوالقرنین پیدا ہوئے اور خالہ کے بطن سے خضر علیہ السلام پیدا ہوئے۔

عون رضؓ بن محمد رضؓ کی ماں

ان کی والدہ ماجدہ حضرت سیدہ زینب بن فاطمتہ الزہرہ ہیں۔ کربلا کے میدان میں انہوں نے اپنے دونوں بیٹے عون و محمد قربان کر دیے۔ اس ماں کے کیا کہنے یہ ماں خود اپنے دونوں بچوں کو امام حسینؓ کے پاس لائیں کہ آپ ان کو بھی جام شہادت نوش کرنے کی اجازت دو۔ یہ حقیر سا تحفہ قبول کر لو۔ اگر تم نے میرا یہ ہدیہ قبول نہ کیا تو کل قیامت کو میں اپنی ماں فاطمہ رضؓ کو کیا جواب دوں گی؟ جب وہ پوچھیں گی بیٹی جب شہزادہ سرور کونین کے حضور جانوں کے نذرانے پیش ہو رہے تھے تو تم نے کیا پیش

کیا؟ یہ دو ہی فرزند ہیں دونوں ہی تجھ پہ قربان یہ کہتے ہی ماں کی ہچکی بندھ گئی۔ ماں کی نظروں کے سامنے یہ دونوں بیٹے لشکر اشقیا میں گھس گئے کئی فاسقوں کو فنافی النار کیا اور آخر کار خود بھی واصل حق ہوئے۔

اے ماں میں حسینؓ پہ جان قربان کروں گا

روضۃ الشہدا میں ہے کہ جب کربلا کے میدان میں حسینی جانیں قربان کر رہے تھے تو ایک قریبی گاؤں میں شادی ہوئی دولہا کا نام وھب ... خوبصورت بھی اور خوب سیرت ... چہرہ چاند سا اور زلفیں سنبل سی ... ماں چاند کہہ کر پکارتی تھی۔ اسے خبر ملی کہ امام حسینؓ کربلا میں یزیدیوں کے نرغے میں ہیں فوراً اپنے بیٹے کے پاس گئی اور کہنے لگی مجھے تجھ سے ایسی محبت ہے کہ ایک پل تیرے بغیر نہیں گزار سکتی۔ مگر کیا کروں جب سے سنا کہ حسینؓ بے وفاؤں میں گھرے ہوئے ہیں مجھے چین نہیں آ رہا۔ میں جانتی ہوں تیری نئی نئی شادی ہوئی ہے۔ پر میں چاہتی ہوں کہ تو امام حسینؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر جان قربان کر دے۔ بیٹا میں تجھ پر راضی ہو جاؤں گی۔ بیٹے نے عرض کی ماں تیرا حکم سر آنکھوں پر مگر مجھے اپنی بیوی کا خیال آتا ہے۔ ابھی تو اس نے وصال کی شاخ سے پھل نہیں دیکھا ... آپ اجازت دیں تو میں جاتی دفعہ مل لوں۔ ماں نے کہا عورت ہے شاید تجھے روک نہ دے۔ عرض کی ماں جی آپ کے حکم کے سامنے بیوی کی کیا حیثیت۔ آپ جمع خاطر رکھیے۔ وہب بیوی کے پاس گئے ماں کا حکم سنایا۔ بیوی بڑی خوش ہوئی اور اجازت دی اور کہتی ہے ہمیں میدان میں "لڑنے کی اجازت نہیں ورنہ میں بھی حسینؓ کے لشکر میں شامل ہو کر جان دے دیتی۔ بیوی بولی میری اک آرزو ہے خاوند بولا کونسی؟ کہا میں بھی آپ کے ساتھ امام حسینؓ کے پاس جاؤں گی ان کی زیارت کروں گی ... جب دونوں میاں بیوی چلنے لگے تو

ماں نے پوچھا کدھر جارہے ہو؟ کہا ہم دونوں امام حسینؓ کے قدموں میں جارہے ہیں ماں بولی میں بھی چلوں گی۔ یہ امام حسینؓ کے قدموں میں پہنچے مدعا پیش کیا امام خوش ہوئے۔ عورتوں کو خیموں میں رکھا اور وھب کو تیار کیا۔ اپنی باری پہ روانہ ہوئے لشکر اشقیا میں پہنچ کر امام حسینؓ کی تعریف کی اور مبازرت طلب کی جو مقابلے پہ آیا وہ جہنم گیا۔ ہر ایک کے لئے ہلاکت کے دروازے کھولتے گئے۔ ایک دم سے پلٹے خیمے کے قریب آئے ماں کو آواز دی ماں دوڑتی آئی میرے بیٹے بول کیوں آیا ہے؟ عرض کی ماں جی آخری بار ملنے آیا ہوں۔۔۔ بس یہ بتا دیجئے آپ مجھ سے راضی ہیں کہ نہیں؟ ماں نے کہا بیٹے میں تجھ سے راضی ہوں تو نے بہادری کے بڑے جوہر دکھائے مگر میرا دل چاہتا ہے تو جسم کے خون کا آخری قطرہ تک حسینؓ کے نانا جان کے دین پر قربان کر دے۔ بیٹا روانہ ہوا اب یذیدیوں نے تیروں کی زد میں لیا نڈھال ہو کر گرے تو ایک نے آگے بڑھ کر سر کاٹ دیا۔ اور لا کر خیموں کے آگے پھینک دیا۔ ماں کو خبر ہوئی وہ دوڑتی آئی بیٹے کا سر پکڑ لیا اور اپنا منہ بیٹے کے منہ پر رکھ کر کہنے لگی جان مادر تو نے بہت اچھا کیا اب میں تجھ سے راضی ہوں۔

علی اصغرؓ کی والدہ

میدان کربلا کے اندر جب آخر میں حضرت امام حسینؓ جانے لگے تو علی اصغر کی والدہ سیدہ رباب نے امام پاک کی خدمت میں عرض کیا فرط غم اور فاقے سے میرا دودھ خشک ہو گیا اور پانی کا ایک قطرہ نہیں میرے بیٹے کو دیکھو شدت پیاس سے کیا حال ہے مجھ سے اس کا رونا تڑپنا نہیں دیکھا جاتا۔ خدارا اسے لے جائیے اور ان پتھر دل لوگوں کو دکھائیے شاید کسی کو رحم آ جائے۔۔۔ آپ فرمانے لگے میں پانی کے گھونٹ کیلئے اغیار کے پاس کیسے جاؤں؟ میری غیرت برداشت نہیں کرتی۔

میرے دشمن بڑے زبان دراز ہیں۔ اگر میں نے کہا میرا بیٹا پیاس کی وجہ سے ایڑیاں رگڑ رہا ہے پانی دے دو تو وہ آگے سے کہیں گے تو تو کہتا تھا میں اس کی نسل سے ہوں جس کی ایڑیوں سے زمزم نکلا تھا۔ اور اب تجھے اپنے دودھ پیتے بیٹے کیلئے پانی نہیں مل رہا۔ میں نہیں لے کر جاؤں گا۔ میں بچے کی قربانی تو دے سکتا ہوں مگر اغیار کے آگے ہاتھ پھیلاتے شرم آتی ہے۔ پانی کی کوئی کمی نہیں ہے اسماعیل علیہ السلام کیلئے پانی نکلا کیونکہ محمد کو بچانا تھا آج پانی بند کیا گیا ہے دین کو بچانا ہے۔ ابھی صبح تہجد کی بات ہے میں نماز پڑھ کر فارغ ہوا ایک جوان میرے پاس آیا مجھے سلام کیا اور کہا میں جن ہوں مجھے جنوں نے بھیجا ہے۔ آپ کے علی اصغر کو جب پیاس سے تڑپتے ہوئے دیکھا ہمارے بچوں کی بھی چیخیں نکل گئیں سب نے کہا کہ تو جا اور حسینؓ کی کوئی مدد کر میں نے پوچھا کیا مدد کر سکتے ہو؟ کہنے لگا فرات اُٹھا کر تیرے بچے کے خیمے کے آگے لا سکتا ہوں۔ میں نے کہا چلا جا اگر ناری میں اتنی طاقت ہے تو نوری میں کتنی طاقت ہو گی۔ میں نانا کی قسم اُٹھا کر کہتا ہوں اگر چادر کا پلو اُٹھا دوں تو حوض کوثر کا رخ علی اصغر کی جانب مڑ جائے... میں سمجھتا ہوں تو ماں ہے لیکن میں بھی تو باپ ہوں... مگر ماں نے ضد کی ایک بار لے جاؤ اتمامِ حجت ہو جائے گی کل کو یہ تو نہ کہہ سکیں گے کہ کونسا انہوں نے پانی مانگا تھا۔ امام حسینؓ بیوی کے کہنے پر بچے کو اُٹھا کر لے گئے... سیدھا فرات کے کنارہ پر پہنچے خود پانی پلانے لگے حرمل نے نشانہ باندھ کر علی اصغر کے گلے پر تیر چلایا وہ گلے میں پیوست ہو گیا۔ امام پاک نے وہ تیر کھینچا تو خون کا فوارہ نکلا بچے نے ایک جھرجھری سی لی اور باپ کے ہاتھوں میں تڑپ کر جان دے دی۔ ایک خیمے کی طرف چلے تو ماں بولی پانی پلا لائے ہو تو بچہ مجھے دے دو آپ نے فرمایا اب تو اُٹھا نہیں سکتی عرض کی میں ماں ہوں فرمایا اس میں کوئی شک

نہیں مگر اب یہ تجھ سے اُٹھایا نہ جائے گا۔ آپ نے زمین پہ لٹایا بچہ بڑے سکون سے لیٹ گیا تو بولے ؎

اے زمین کربلا یہ تو بتا کیا ہو گیا
بے زبان اصغر تیری گودی میں کیسے سو گیا

میں ماں کی سواری ہوں

حضرت عمرو بن حمادؒ کہتے ہیں کہ ایک صاحب نے ہمیں یہ قصہ سنایا کہ ایک مرتبہ حضرت علیؓ اور حضرت عمرؓ طواف کر کے باہر آئے تو ان لوگوں نے دیکھا کہ ایک دیہاتی آدمی اپنی والدہ کو اپنی پشت پر اٹھائے ہوئے ہے۔ اور یہ کہہ رہا ہے۔

میں اپنی ماں کی ایسی سواری ہوں جو بدکتی نہیں اور جب سواریاں ڈرنے لگتی ہیں تو میں نہیں ڈرتا۔ اور میری ماں نے جو پیٹ میں اٹھایا اور مجھے دودھ پلایا وہ میری اس خدمت سے کہیں زیادہ ہے۔ لبیک اللھمہ لبیک۔ حضرت علیؓ نے فرمایا اے ابو حفص آؤ ہم بھی طواف کریں۔ کیونکہ اس دیہاتی پر اس اعلیٰ کیفیت کی وجہ سے رحمت نازل ہو رہی ہے وہ ہمیں بھی مل جائے۔ پھر وہ مطاف میں داخل ہوا تو پھر وہی پڑھنے لگا تو حضرت علیؓ نے فرمایا اگر تم اپنی ماں کے ساتھ اچھا سلوک کر رہے ہو تو اللہ تعالیٰ بھی بہت زیادہ قدر دان ہے۔ وہ تمہیں اس تھوڑی خدمت کے بدلے میں بہت زیادہ دے گا۔

ماؤں کی سردار

نبیوں کے سردار کی ماں ۰۰۰ ماؤں کی سردار ہے۔ میں حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو تمام ماؤں کی سردار کہتا ہوں ۰۰۰ مائیں تو بڑی ہیں لیکن سید الانبیا۔ کسی کا بیٹا نہیں ہے ۰۰۰ یہ اعزاز صرف حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حاصل ہے ۰۰۰ عبداللہ جب قربان ہونے سے بچ گئے تو عبدالمطلب کو شادی کی فکر ہوئی۔ قبیلہ زہرامیں وھب بن عبد مناف کی بیٹی آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو اپنے چچا وھیب کے پاس رہتی تھیں کے بارے میں معلوم ہوا تو عبدالمطلب گئے۔ بچی آپ کو پسند آئی۔ تمام خوبیوں کا مرقع تھیں۔ بات پکی ہو گئی نکاح ہوا۔ عبداللہ اپنے سسرال تین روز رہے پھر واپس آئے۔ شام تجارت کے لئے گئے کہ راہ میں بیمار ہوئے اور مدینہ ہی میں وفات پا گئے۔ بروز سوموار ۵۷۱۔ یکم جیٹھ ۱۲ ربیع النور ۲۲ اپریل صبح 4:20 منٹ پہ حضرت آمنہ نے سید الانبیا۔ کو جنم دیا ۰۰۰ یہ ماں اگر جنت میں نہ جائے تو کوئی بھی ماں جنت میں نہیں جائے گی۔ کچھ یوں کہہ دیتے ہیں کہ نعوذ باللہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ماں کافرہ ہے۔ اگر نعوذ باللہ نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ماں کافرہ ہو تو پھر قرآن کے فیصلہ کے مطابق وہ دوزخ میں جلیں گی۔ مگر ہمارا اہلسنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آگ چھو تک نہیں سکتی۔

۱۔ دو انبیاء کے درمیان کا زمانہ ۰۰۰ فترت کہلاتا ہے۔ اس میں صرف شرک نہ کیا جائے بندہ جنتی ہوتا ہے۔ آپ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شرک ثابت کیجئے۔

۲۔ اللہ فرماتا ہے لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولا

رب نے مومنین پر احسان کیا کہ ان میں رسول بھیجا۔ جن میں بھیجا وہ تو مومنین ہیں تو جس کے پیٹ میں بھیجا ۰۰۰؟

۳۔ فتح القدیر میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ انسانوں اور جنوں کے علاوہ بھی کچھ اشیاء جنت میں جائیں گی۔ استن حنانہ۔ صالح علیہ السلام کی اونٹنی۔ نبی کا خچر۔ اصحاب کہف کا کتا۔ یونس علیہ السلام کی مچھلی۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یونس علیہ السلام کی مچھلی نے کیا کیا ہے؟ اس نے صرف اتنا کام کیا ہے کہ نبی کو اپنے پیٹ میں چالیس دن رکھا ہے جو مچھلی چالیس دن نبی کو پیٹ میں رکھے وہ تو جنت میں جائے۔ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تو نبیوں کے سردار کو 270 دن پیٹ میں رکھا ہے وہ جنت میں کیوں نہ جائے گی؟

۵۔ آپ لوگوں کا طریقہ ہے کہ جب دودھ کسی برتن میں رکھنے لگتے ہو تو اس برتن کو کئی بار صاف کرتے ہو ۰۰۰ آپ نے نور رکھنا ہو تو برتن کو کئی بار صاف کرتے ہو کیا اللہ نے نبی کا نور گندے برتن میں ہی رکھ دیا؟ ہرگز نہیں۔ اس نے دنیا کے تمام برتن دیکھے اور جو سب سے اچھا اور پاک صاف نظر آیا اس میں محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا نور رکھ دیا۔

۶۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مرنے کے بعد اپنی والدہ کو قبر سے دوبارہ اٹھوا کر کلمہ پڑھوا کر وہ مقام عطا کر دیا جس کی تمنا انبیاء کرتے رہے یعنی اپنی امت

میں بھی شامل کر لیا۔ اور اللہ سے جو استغفار کی اجازت مانگتے تھے وہ اس لئے نہ ملتی تھی کہ استغفار تو اس کے لئے کیا جاتا ہے جو گنہگار ہو جیسے آپ بالغ کا جنازہ پڑھتے ہیں تو استغفار کرتے ہیں لیکن نابالغ کا جنازہ ہو تو آپ کو استغفار کی اجازت نہیں کیونکہ اس کے گناہ ہی نہیں ہیں۔ اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اجازت تو استغفار کی تب ملتی جب اللہ کے حضور ان کے گناہ ہوتے۔

آپ سے اتنی ہی گزارش کرنا چاہوں گا اور بہت سے میدان ہیں وہاں تحقیق کیجئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی ماں سے بڑا پیار تھا آپ فرماتے ہیں اگر میں عشاء کی نماز پڑھ رہا ہوں سورہ فاتحہ پڑھ چکوں میری والدہ آواز دیں تو میں ان کے پاس جاؤں حکم بجالاوں آ کر پھر وہیں سے آگے پڑھوں۔ آپ کی رگوں میں اس ماں کا خون ہے آپ کے دل میں اپنی رضاعی ماں حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کا اتنا ادب تھا کہ ان کے لئے چادر بچھا دیتے اور احتراماً کھڑے ہو جاتے اور فرماتے یہ میری وہ ماں ہے جس نے مجھے دودھ پلایا۔ تو حقیقی ماں سے کتنا پیار کرتے۔ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ماں کی شان میں نازیبا الفاظ کہہ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف نہ پہنچاؤ۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری عمر چھ برس ہوئی تو آپ کی والدہ نے ایک دن کہا بیٹے تمہارے ابو کی یاد ستاتی ہے۔ آؤ ان کی قبر سے ہو آئیں۔ یہ تین نفوس پر مشتمل قافلہ چلا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا مدینہ ایک ماہ رہے۔ (میں اس جگہ گیا ہوں جس گھر میں آپ رہتے تھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم مبارک کا نشان تھا ترکیوں نے محراب میں لگا دیا موجودہ حکومت نے وہاں سیمنٹ لگا دیا ہے)۔ واپسی پر مقام ابواء

میں آپ بیمار ہو گئیں۔ آپ کی علالت طوالت اختیار کر گئی۔ تو ایک روز لیٹی ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی پاس بیٹھے ہوتے ہیں کہ رونے لگ گئیں ماں روتی ہو تو بیٹا ماں کو دیکھ کر رو پڑتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی رونے لگ گئے۔ ماں نے اپنے بیٹے کو سینے سے بھینچ لیا اور کہا میرے بیٹے نہ رو میں نے تیرا نام ایسے ہی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں رکھا میں دیکھ رہی ہوں ساری دنیا تیرے قدموں میں آئے گی اور تیری تعریفیں کرے گی۔ آپ کی جان نکل گئی۔ آپ کا روضہ اقدس مقام ابواء میں ہی ہے۔ اللہ اس ماؤں کی سردار کی قبر پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ (آمین)

۱۱/۱۱

گیارہ مائیں

وازواجہ أمہاتھم

"حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں"

عربی زبان میں ماں کو اُم کہتے ہیں۔ اور اس کی جمع ہے اُمہات۔ یہ جمع قرآن مجید میں ۱۱ مرتبہ آئی ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات بھی گیارہ تھیں۔ آپ کی ازواج ملت اسلامیہ کے ہر فرد کی مائیں ہیں۔ کوئی مسلمان سید الانبیاء کی زوجہ سے نکاح نہیں کر سکتا تھا۔ یہ یاد رہے کہ یہ حکماً اور احتراماً مائیں ہیں حقیقتاً نہیں۔ یعنی ایسا نہیں ہے کہ جس طرح تم اپنی ماں کی بہن سے شادی نہیں کر سکتے اسی طرح اس دور کا مسلمان عائشہؓ کی ہمشیرہ سے نکاح نہیں کر سکتا تھا۔ ہم اپنی ماں کی بیٹی سے نکاح نہیں کر سکتے مگر حضرت علیؓ نے اُم المومنین حضرت خدیجہؓ کی بیٹی فاطمہؓ سے نکاح کیا۔ تو معلوم ہوا حکماً اور احتراماً مائیں ہیں... یہ ہر کلمہ گو کی مائیں ہیں گویا کہ حقیقت میں مادر ملت اسلامیہ یہی ہیں۔

نام	سن پیدائش	نکاح کے وقت عمر	سن نکاح	سن وفات
۱۔ حضرت خدیجہؓ	۵۵۶ء	۴۰ سال	۵۹۶ء	۶۲۱ء
۲۔ حضرت سودہؓ	۵۷۱ء	۵۰ سال	۶۲۱ء	۶۴۳ء
۳۔ حضرت عائشہؓ	۶۰۶ء	۱۵ سال	۶۲۱ء	۶۷۲ء
۴۔ حضرت حفصہؓ	۶۰۷ء	۲۱ سال	۶۲۸ء	۶۷۰ء
۵۔ زینب بنت خزیمہؓ	۵۹۸ء	۲۸ سال	۶۲۷ء	۶۲۸ء
۶۔ اُم سلمہؓ	۵۹۸ء	۳۰ سال	۶۲۸ء	۶۸۲ء
۷۔ زینب بنت جحشؓ	۵۹۲ء	۳۶ سال	۶۲۸ء	۶۴۵ء
۸۔ جویریہؓ	۶۰۹ء	۲۰ سال	۶۲۹ء	۶۸۰ء
۹۔ اُم حبیبہؓ	۵۹۵ء	۳۶ سال	۶۳۱ء	۶۶۸ء
۱۰۔ اُم صفیہؓ	۶۱۴ء	۱۷ سال	۶۳۱ء	۶۷۴ء
۱۱۔ اُم میمونہؓ	۵۹۵ء	۳۴ سال	۶۳۱ء	۶۷۱ء

پہلی ماں :

نام حضرت سیدہ خدیجہؓ

والد خویلد بن اسد

والدہ فاطمہ بنت زاہدہ

ایک اچھے انسان کی تمام خوبیاں آپ کے اندر موجود تھیں۔ شرافت، نجابت، امانت و دیانت، دولت و شہرت سب کچھ اس عظیم عورت کے پاس موجود تھا۔ ان کی خوبیوں کا اندازہ اس بات سے لگا لیجئے کہ شادی سے قبل ہی آپ "طاہرہ" کے لقب سے مشہور ہوئیں۔ آپ کے والد گرامی آپ کا نکاح ورقہ بن نوفل سے کرنا چاہتے تھے۔ مگر معاملہ طے نہ ہو سکا۔ اور ان کا پہلا نکاح ابو ہالہ بن نباس بن زرارہ تمیمی سے ہوا۔ دو فرزند پیدا ہوئے ایک کا نام ھند اور دوسرے کا ھالا۔ مگر جلد ہی یہ بچے یتیم ہو گئے۔ دوسرا نکاح عتیق بن عائذ مخزومی سے ہوا۔ ان سے ایک لڑکی پیدا ہوئی اس کا نام بھی ھند ہی رکھا۔ مگر جلد ہی آپ بیوہ ہو گئیں۔ اب آپ نے تہیہ کر لیا کہ شادی ہرگز نہ کروں گی۔ تجارت کی طرف مکمل توجہ دوں گی اور بچوں کا پیٹ پالوں گی۔ آپ کا شمار عرب کی امیر اور معزز عورتوں میں ہوتا تھا۔ بہت سے لوگ آرزو رکھتے تھے کہ یہ عظیم عورت ان کے حبالہ عقد میں آ جائے۔ لیکن آپ کی طرف سے انکار ہو جاتا۔ آپ صرف و صرف بچوں کی تربیت اور تجارت کی طرف توجہ دیتیں۔ آپ کا طریقہ کار یہ تھا مال دیکر بھیجتی اور اجرت میں جو دونوں کے درمیان طے پا جاتا۔ آپ نے اپنا مال شام کی طرف بھیجنا تھا۔ ایک آدمی کو دو اونٹ اُجرت پہ راضی کر لیا۔ ابو طالب کو پتہ چلا وہ خدیجہؓ کے پاس گئے اور جا کر کہا کہ میرا بھتیجا "محمدؐ" ہے تم اس کو مال دے کر بھیجو۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک ۲۵ سال تھی۔ آپ کی

صداقت، امانت، شرافت، دیانت کا بہت چرچا تھا۔ مکارم اخلاق اور حسن و جمال کی وجہ سے سارے عرب میں مشہور تھے۔ ان سے بہتر ایماندار بندہ کونسا مل سکتا تھا۔ آپ فوراً رضامند ہو گئیں۔ ابو طالب بولے اجرت دوگنی ہوگی۔ یعنی چار اونٹ وہ مان گئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے ساتھ میسرہ یہ شام کی طرف مال لے کر چلے۔ اب کی بار بہت منافع ہوا۔ اور بہت سے خرق عادت واقعات دیکھنے میں آئے۔ آپ واپس لوٹے اور ظہر کے وقت مکہ میں داخل ہوئے۔ حضرت خدیجہؓ کی نظر آپؐ پر پڑی تو دیکھتی ہیں کہ چلچلاتی دھوپ میں آپ کے سر پہ سایہ ہے۔ یہ بات آپ نے پاس موجود دوسری عورتوں کو بھی دکھلائی۔ آپ خود دروازہ پہ آئیں اور مرحبا کہا۔ اور اجرت میں چار کی بجائے آٹھ اونٹ دیے۔ بعد میں میسرہ سے ساری تفصیل پوچھی۔ اس نے ایسے ایسے واقعات بتلائے کہ آپ اور متاثر ہوئیں۔ ایک روز اپنی رازدار سہیلی نفیسہ سے کہا کہ میں محمد بن عبداللہ سے شادی کرنا چاہتی ہوں۔ ایک دم سے نفیسہ چونکی تم شادی کرو گی؟ ہاں تم جا کر بات کرو نفیسہ نے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بات کی پھر ابو طالب سے بات کی۔ ۵۹۶ء کو نکاح ہو گیا۔ ۲۰ اونٹ مہر مقرر ہوا۔ ابو طالب نے خطبہ پڑھا اور ورقہ بن نوفل نے خطبہ پڑھا

۱۔ اس مقدس ماں نے اپنا سارا مال حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں پہ نچھاور کر دیا۔

۲۔ غلام بھی موجود تھے پھر بھی اپنے ہاتھوں سے کھانا پکا کر غار میں لے کر جاتیں۔

۳۔ اس مقدس ماں کو رب نے سلام بھیجا

۴۔ جبرائیل علیہ السلام نے جنت میں موتیوں کے محل کی بشارت دی۔

۵۔ دکھ سکھ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ دیا۔ شعب ابی طالب میں

قیامت نما دو سال اپنے خاوند کے ساتھ گزارے۔

۶۔ آپ نے تمام عورتوں میں سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلمہ پڑھا۔

۷۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "دنیا میں افضل ترین عورت مریمؑ اور خدیجہؓ ہیں"

۸۔ جب تک یہ زندہ رہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوسری شادی نہ کی ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ کے درشت جملے کے جواب میں فرمایا "اللہ کی قسم انہوں نے میری تصدیق کی جب سب نے مجھے جھٹلایا انہوں نے اپنا زر و مال مجھ پر قربان کیا جب دوسروں نے مجھے محروم کیا اللہ نے ان کے بطن سے مجھے اولاد دی"

آخر کار ۶۵ سال کی عمر میں ماہ رمضان المبارک ۶۲۱ء میں ملک عدم کو سدھار گئیں۔ ان کو مقام حجون کی طرف لے جایا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود قبر میں اُترے اور اپنے ہاتھوں سے غمگسار بیوی کو سپرد خاک کیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ۱۵ سال بڑی تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۵۷۱ء کو پیدا ہوئے اس میں ۱۵ تفریق کریں تو تاریخ پیدائش ۵۵۶ء نکلی۔ آپ ۶۵ سال کی عمر میں وفات ہوئیں۔ ۵۵۶ء میں ۶۵ جمع کریں تو تاریخ وفات معلوم ہو جائے گی ۶۲۱ء۔

دوسری ماں:

نام اُم المومنین حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

والد زمعہ

والدہ شموس بنت قیس

ان کا پہلا نکاح سکران بن عمرو سے ہوا۔ دونوں کو یہ شرف حاصل ہے کہ ہجرت حبشہ کی۔ اسلام کی ترویج و اشاعت اپنے قبیلہ میں کی۔ اور کئی لوگ مسلمان ہوئے۔ ایک دن خواب دیکھتی ہیں کہ چاند ٹوٹا اور جھولی میں آن گرا۔ خاوند سے تعبیر پوچھی تو انہوں نے فرمایا میں عنقریب فوت ہو جاؤں گا اور رسول عربی تم سے نکاح کریں گے ۰۰۰ وقت گزرتا گیا آپ کے پہلے خاوند بیمار ہوئے اور فوت ہو گئے۔ ان دنوں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پریشان تھے۔ کیونکہ اُم کلثوم اور فاطمہ چھوٹی تھیں گھر سنبھالنے والا کوئی نہ تھا۔ حضرت خولہ بنت حکیم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ اکثر مغموم رہتے ہیں آپ کو اب رفیقہ حیات کی ضرورت ہے جو سمجھ دار اور سلیقہ شعار ہونے کے ساتھ ساتھ عالی حوصلہ اور غمخوار بھی ہو۔ اور بچوں کی تربیت بھی کر سکے۔ آپ کے آرام و راحت کا خیال رکھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم ٹھیک کہتی ہو۔ عرض کی پھر بات چلاؤں؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کس سے بات کرو گی؟ جواب دیا کہ ایک سودہ رضی ہیں اور دوسری عائشہ رضی ہیں۔ حضرت خولہ نے سودہ رضی سے بات کی بات پکی ہو گئی۔ ۱۰ نبوی ماہ شوال ۶۲۱ء کو ۵۰ سال کی عمر میں بعوض ۴۰۰ درھم حق مہر حضورؐ سے نکاح ہو گیا۔

۱۔ ان سے نکاح کا فائدہ یہ ہوا کہ گھر کی پریشانی سے فارغ ہوئے۔ اور یکسوئی سے تبلیغ اسلام میں مشغول ہو گئے۔

۲۔اس مقدس ماں نے دو دفعہ ہجرت کی ہجرت حبشہ اور ہجرت مدینہ۔

۳۔ازواج مطہرات ان کی نظروں کے سامنے حبالہ عقد میں آئیں۔

۴۔آپ نے اپنی باری حضرت عائشہ صدیقہؓ کے نام کر دی۔

۵۔آپ چمڑے کی صنعت میں کافی مہارت رکھتی تھیں۔اس لئے آپ کی مالی حالت تمام ازواج سے بہتر تھی اور اکثر مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتی تھیں۔

۶۔آپ نے اپنی روحانی اولاد کیلئے ۴۰ احادیث حضورؐ سے سن کر بتلائیں۔

۷۔آپ قبیلہ عامر بن لوی کی تمام عورتوں سے پہلے مسلمان ہوئیں۔

آخر کار وقت اجل آ گیا۔ ۷۲ سال کی عمر میں ۶۴۳ء میں انتقال کر گئیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا "مومنوں کی اس ماں کا جنازہ رات کو اُٹھایا جائے"

۵۰ سال کی عمر میں آپ کا نکاح ہوا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی عمر بھی ۵۰ سال تھی۔ حضورؐ ۵۷۱ء کو پیدا ہوئے۔ آپ کی تاریخ پیدائش بھی ۵۷۱ء بنی۔ ۵۷۱ء میں ۵۰ جمع کریں تو نکاح کی تاریخ ۶۲۱ء نکلی۔ آپ ۷۲ سال کی عمر میں فوت ہوئیں۔ ۵۷۱ میں ۷۲ جمع کرو تو تاریخ وفات نکلی ۶۴۳ء۔

تیسری ماں :

نام حضرت عائشہ صدیقہؓ

والد عبداللہ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ولدہ زینب بنت عامر

حضرت خولہ بنت حکیم نے خدیجتہ الکبریٰؓ کی وفات کے بعد حضورؐ کے رشتہ کی بات پہلے حضرت ابو بکر صدیقؓ سے کی کہ آپ اپنی بیٹی عائشہؓ کی شادی محمد بن عبداللہ سے کر دو۔ انہوں نے دو باتیں کیں۔ پہلی یہ کہ میں جبیر بن مطعم کو زبان دے چکا ہوں۔ دوسری بات یہ ہے کہ میں ان کا بھائی بنا ہوں۔ میری بیٹی سے نکاح کیسے ہو گا۔ خولہ نے سودہؓ سے بات کی تو بات پکی ہو گئی ادھر نکاح ہوا تو ادھر جبیر بن مطعم نے نکاح کرنے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ ابو بکرؓ حضورؐ کو بیٹی دینے پہ رضامند ہو گئے۔ میاں محمد سعید صاحب نے اپنی کتاب ---- اُم المومنین میں مدلل دلائل سے سمجھاتے ہوئے یہ بتلایا ہے کہ حضرت عائشہؓ کی ولادت ہجرت سے ۱۸ سال قبل ہوئی یعنی آپ ۶۰۶ء میں پیدا ہوئیں۔ آپ کا نکاح ۱۵ سال کی عمر میں ماہ شوال ۶۲۱ء بعوض ۵۰۰ درہم حق مہر ہوا۔

۱۔ ان سے نکاح کرنے کی وجہ یہ تھی کہ منہ بولے رشتوں نے نکاح حرام کر رکھے تھے۔ ابو بکرؓ منہ بولے بھائی تھے ان کی بیٹی سے نکاح کر کے بتایا کہ منہ بولے رشتوں کی وجہ سے نکاح کا حلقہ محدود نہ کرو۔

۲۔ شوال میں شادی کو منحوس سمجھا جاتا تھا اس ماہ میں شادی کر کے بتایا کہ یہ سراسر وہم ہے۔

۳۔ دلہن کے آگے آگ جلاتے تھے اس رسم بد کا خاتمہ کیا۔

۴۔ شوہر اپنی عورت سے پہلی ملاقات پالکی میں کرتا تھا اس رسم کو ختم کیا۔

۵۔ ان سے نکاح کرنے کی وجہ یہ بھی تھی کہ عورتیں تعلیم اسلام سے فیض یاب ہوں۔ حجرہ آپ کا قریب تھا حضور تعلیم دیتے تو آپ غور سے سنتیں اگر صاف آواز نہ پہنچتی تو گھر آتے تو پوچھتیں۔

۶۔ یہ ماں بڑی خاشعہ، متضرعہ عابدہ وزاہدہ تھیں۔ ۶۷ غلام آزاد کئے۔ نہایت رحم دل۔ ابو موسیٰ اشعری فرماتے ہیں جو بھی مشکل بات پیش آتی حضرت عائشہؓ کے پاس اس کا حل ہوتا۔ امام زہری فرماتے ہیں فرائض حلال و حرام فقہہ شاعری، طب، عرب کی تاریخ اور نسب کی بہت بڑی عالمہ تھیں۔

۷۔ ان سے ۲۲۱۰ احادیث مروی ہیں۔ اس ماں نے اپنا علم روحانی اولاد تک پہنچانے کے لئے کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی۔ غزوہ بدر میں اسی مقدس ماں کی اوڑھنی کا جھنڈا بنایا گیا۔ غزوہ احد میں اس ماں نے اپنے کندھوں پر مشکیزہ اُٹھا اُٹھا کر اپنی روحانی اولاد کو پانی پلایا۔ آخر کار ۱۷ رمضان المبارک ۶۷۲ء میں انتقال کر گئیں۔ حضرت ابوہریرہؓ نے آپ کا جنازہ پڑھایا۔ حضرت ابن عمر سے پوچھا گیا کس کس نے غم کیا؟ آپ نے جواب دیا جس جس کی وہ ماں تھی۔"

عائشہ صدیقہؓ کی ولادت ہجرت سے ۱۸ سال قبل ہوئی۔ ہجرت ۶۲۴ء کو ہوئی اس سے ۱۸ سال تفریق کر لیجئے تو ۶۰۶ بنتے ہیں ۱۵ سال میں نکاح ہوا۔ ۶۰۶ء میں ۱۵ جمع کریں تو تاریخ نکاح نکلے گی ۶۲۱ء۔ ۶۶ سال کی عمر میں انتقال ہوا۔ ۶۰۶ء میں ۶۶ جمع کریں تو تاریخ وفات ۶۷۲ء معلوم ہوگی۔ آپ کی عمر ۶۳ سال بھی بیان کی گئی ہے۔ اس حساب سے تاریخ وفات ۶۶۹ بنتی ہے۔

چوتھی ماں:

نام   اُم المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

والد   امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

والدہ   زینب بنت مظعون

دس سال کی عمر میں اسلام قبول کیا۔ جب پیدا ہوئیں اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر ۳۶ سال تھی اس طرح آپ کی تاریخ پیدائش ہوئی ۶۰۷ ۔ان کا نکاح حضرت خنیس رضی سے ہوا۔ یہ غزوہ بدر میں شہید ہو گئے۔ باپ کو اپنی جوان بیٹی کی پھر سے فکر لاحق ہو گئی۔ حضرت ابو بکر رضی سے بات کی حضرت عثمان رضی سے بات کی مگر بات نہ بنی۔ آپ ہر وقت اس فکر میں غلطاں رہنے لگے یہ کتنا بڑا دکھ ہے یہ وہی جان سکتے ہیں جن کی بیٹیاں گھر میں ہوں۔ اور یہ فکر انسان کو بہت کچھ کرنے پہ مجبور کر دیتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسلام کے ایک جانثار کے اس دکھ کو یوں بانٹ لیا کہ "میں تمہاری بیٹی سے شادی کروں گا۔ چنانچہ ماہ شعبان ۶۲۸ ۔ ۴ ہجری کو یہ مومنوں کی ماں بن گئیں۔

۱۔ اس مقدس ماں سے ہمیں ۶۰ احادیث پہنچیں ہیں۔

۲۔ جب روحانی بیٹے حضرت عثمان رضی کو قرآن کی ضرورت پڑی تو اس ماں سے منگوا کر نسخہ تیار کیا اور بلاد مسلم میں کاپیاں پہنچائیں۔

آخر کار یہ مقدس ماں اپنے روحانی بچوں کو روتا ہوا چھوڑ کر ۶۲ سال کی عمر میں ۶۷۰ ۔ ۴۵ ہجری کو دنیا سے رخصت ہو گئیں۔ آپ کا جنازہ مدینہ کے گورنر مروان نے پڑھایا۔ یہ مقدس ماں اخلاص کی پیکر، ایمان و ایقان میں پختہ، زہد و ریاضت میں ہمہ تن سرگرم، حب رسول میں غریق، پڑھی لکھی تھیں، روشن دماغ اور نکتہ سنج تھیں۔

حضورؐ کی عمر ۳۶ سال تھی جب حفصہؓ پیدا ہوئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ۶۰۷ء کو ۳۶ سال کے ہوئے۔ گویا کہ حفصہؓ کی تاریخ پیدائش ۶۰۷ء ہے۔ ۲۱ سال میں حضورؐ سے نکاح ہوا۔ ۶۰۷ء میں ۲۱ جمع کریں تو تاریخ نکاح ۶۲۸ء ہوئی۔ ۶۲ سال کی عمر میں ۴۵ ہجری کو آپ کا انتقال ہوا۔ تاریخ پیدائش ۶۰۷ء میں ۶۲ سال جمع کریں تو تاریخ دفات ۶۶۹ نکلے گی۔ آپ ۴۵ ہجری کو فوت ہوئیں۔ ۶۲۴ء پہلا سن ہجری ہے اس میں ۴۵ جمع کریں تو پھر بھی ۶۶۹ء ہی بنتا ہے۔

پانچویں ماں:

نام اُم المومنین زینب بنت خزیمہؓ

والد خزیمہ بن حارث

حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی عمر ۲۷ سال تھی جب پیدا ہوئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ۵۷۱ء کو پیدا ہوئے اس میں ۲۷ سال جمع کریں تو ۵۹۸ء بنا۔ تو حضورؐ ۵۹۸ء کو ۲۷ سال کے تھے۔ یہی زینب بنت خزیمہؓ کا سن ولادت ہے۔ آپ کا پہلا نکاح طفیل بن حارث سے ہوا۔ ذہنی ہم آہنگی نہ ہونے کی وجہ سے آپ نے طلاق لے لی۔ دوسرا نکاح اپنے دیور حضرت عبیدہ بن الحارثؓ سے کیا۔ یہ غزوہ بدر میں شہید ہو گئے۔ تیسرا نکاح حضرت عبداللہ بن جحشؓ سے ہوا۔ غزوہ احد کے اندر انہوں نے بھی جام شہادت نوش کیا۔ ہجرت کے ۳۱ ویں مہینے آپ مومنوں کی ماں بن گئیں۔ ۳۱ واں مہینہ ۶۲۴ء کے بعد تیسرے سال کے شوال کے مہینے میں بنتا ہے۔ کیونکہ ہجرت کا پہلا مہینہ ربیع الاول ہے۔ ۶۲۴ء۔ اب آپ ۶۲۴ء میں ۳۱ مہینے جمع کر لیں اور ربیع الاول سے گننا شروع کریں خود معلوم ہو جائے گا کہ آپ کا نکاح ۶۲۷ء شوال کے مہینے میں ہوا۔ ۴ ہجری ۳۰ سال کی عمر میں ۶۲۸ء کو انتقال ہو

گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود جنازہ پڑھایا۔ آپ ۵۹۸ء کو پیدا ہوئیں اس میں ۳۰ سال جمع کریں تاریخ وفات ۶۲۸ء نکلے گی۔ ۴ ہجری میں فوت ہوئیں۔ ۶۲۴ء کو ہجرت ہوئی اس میں ۴ جمع کریں تو پھر بھی ۶۲۸ء بنتا ہے۔ یہ مقدس ماں شروع ہی سے غریب پرور تھی۔ اس وجہ سے آپ کا لقب "ام المساکین" یعنی مسکینوں کی ماں پڑ گیا۔

چھٹی ماں :

نام ہند بنت امیہ المعروف اُم سلمہؓ

والد ابو امیہ سہیل بن المغیرہ

والدہ عاتکہ

آپ ۵۹۸ء کو پیدا ہوئیں۔ آپ کا پہلا نکاح عبداللہ بن عبدالاسد سے ہوا۔ میاں بیوی نے شروع ہی میں اسلام قبول کر لیا۔ ہجرت حبشہ بھی کی اور ہجرت مدینہ بھی۔ جب ہجرت کر کے دونوں میاں بیوی مدینہ جانے لگے تو میکے والوں نے داماد کو تو جانے دیا مگر اپنی بیٹی کو روک لیا پھر ایک رشتہ دار کے کہنے پر قبیلہ والوں نے اجازت دے دی۔ آپ مدینہ کے اندر ہنسی خوشی زندگی بسر کرنے لگیں۔ غزوہ احد میں ان کے خاوند کو ایک زہریلا تیر لگا تھا وہ زخم ۳ جمادی الثانی ۴ ہجری کو پھر ہرا ہوا اور آپ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

ام سلمہ بہت پریشان رہنے لگیں۔ خاندان سے دوری چار چھوٹے چھوٹے بچے۔ پردیس۔ اب تو صرف رحمتہ اللعالمین ہی رحم کر سکتا ہے۔ کوئی ایسا سہارا چاہیے کہ وہ تمام پریشانیوں سے آزاد کر دے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شوال ۴ ہجری کو

نکاح کر لیا۔ جب یہ حبالہ عقد میں آئیں تو دو ازواج کا انتقال ہو چکا تھا۔ ان کے آنے سے ازواج کی تعداد چار ہوئی۔

۱۔ یہ مقدس ماں اعمال و اخلاق کی تمام تر خوبیوں سے آراستہ و پیراستہ تھیں۔

۲۔ اسلام کی خاطر بڑی بڑی مشکلات برداشت کیں۔

۳۔ عشق رسولؐ کا نمونہ تھیں۔ حضورؐ کی علالت کے دوران بار بار ان کو دیکھنے جاتیں۔

۴۔ آپ کامل العقل اور صاحب الرائے تھیں۔ سائل کو کبھی جھڑکتی نہیں تھیں۔

۵۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے بعد تمام ماؤں میں فقہ اور فتاویٰ میں ان کا درجہ ہے۔

۶۔ آپ نے اپنی روحانی اولاد کی بہت تعلیم و تربیت کی اس مقدس ماں کے ذریعے ہم تک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ۳۷۸ فرمان پہنچے۔ آپ تمام ازواج سے آخر میں فوت ہوئیں۔ آپ ۶۸۲ء میں ۸۴ سال کی عمر میں دنیا سے رخصت ہو گئیں۔ جنازہ حضرت ابو ہریرہؓ نے پڑھایا۔ اور جنت البقیع میں دفنایا۔

حضرت اُم سلمہؓ ۶۲۸ کو ۳۰ سال کی تھیں۔ ۶۲۸ء سے ۳۰ سال تفریق کرو تاریخ پیدائش معلوم ہو جائے گی۔ وہ ہے ۵۹۸ء۔ ۳۰ سال کی عمر میں نکاح ہوا اس وقت ۴ ہجری تھی۔ ۵۹۸ء میں ۳۰ سال جمع کریں تو ۶۲۸ء بنے گا یہ ہے تاریخ نکاح۔ ۸۴ سال میں انتقال ہوا۔ پیدائش کے سن میں ۸۴ جمع کریں تو تاریخ وفات ۶۸۲ معلوم ہو گی۔

ساتویں ماں :

نام اُم المومنین حضرت زینب بن جحشؓ

والد جحشؓ

والدہ امیمہ بنت عبدالمطلب

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۲۱ سال کے تھے جب یہ پیدا ہوئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۵۷۱۔ کو پیدا ہوئے۔ اس میں ۲۱ جمع کریں تو بنے ۵۹۲۔۔ یہ ہے زینب بنت جحشؓ کا سنِ پیدائش۔ آپ کا پہلا نکاح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منہ بولے بیٹے آزاد کردہ غلام زیدؓ سے ہوا۔ مگر یہ شادی ذہنی ہم آہنگی نہ ہونے کی وجہ سے جلد ہی ختم ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نکاح ۶۲۸۔میں آسمانوں پہ پڑھایا۔ نکاح کے وقت زینب بنت جحشؓ کی عمر ۳۶ سال تھی۔ تاریخ پیدائش ۵۹۲۔میں ۳۶ جمع کریں تو تاریخ نکاح ۶۲۸۔ بنتی ہے۔ ان سے نکاح کرنے کی وجہ یہ تھی۔

۱۔ منہ بولا بیٹا اصلی بیٹے جیسا ہوتا تھا۔ یہ نکاح کرنے سے یہ رسم ختم ہو گئی۔

۲۔ غلام کو حقیر سمجھا جاتا تھا۔ آپ نے اپنی پھوپھی کی بیٹی سے نکاح کر کے مساوات قائم کی۔

۳۔ عورتوں کو پردہ کا حکم نہ تھا آپ کی وجہ سے یہ عظیم حکم ملا۔

۴۔ اس ماں کے بارے میں میں کیا کہہ سکتا ہوں جن کی تعریف عائشہ صدیقہؓ یوں کرتی ہیں۔ وہ دیانتدار، پرہیز گار، راست گفتار، اور فیاض تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے ظاہری حسن کے علاوہ باطنی حسن سے بھی نواز رکھا تھا۔ یہ مقدس ماں مسکین یتیم روحانی بچوں کی پناہ گاہ تھی۔ گیارہ احادیث آپ سے مروی ہیں۔

۵۔ اس ماں کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ جب حضورؐ دنیا سے رخصت ہوتے تو یہ سب سے پہلے اگلی دنیا میں انہیں جا کر ملیں۔ آپ کا انتقال ۵۳ سال کی عمر میں ہوا یعنی ۶۴۵ء میں آپ کی تاریخ پیدائش ۵۹۲ء میں ۵۳ سال جمع کریں تو آپ کی تاریخ وفات ۶۴۵ء بنتی ہے۔ آپ کا جنازہ حضرت عمرؓ نے پڑھایا اور جنت البقیع میں دفنایا۔

آٹھویں ماں:

نام　　اُم المومنین حضرت جویریہؓ

والد　　حارث بن ابی ضرار بن حبیب

آپ ۶۰۹ء میں پیدا ہوئیں۔ آپ کا پہلا نکاح مسافع بن صفوان سے ہوا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پتہ چلا کہ بنو مصطلق کے سردار حارث بن ابی ضرار نے مدینہ پر حملہ کی تیاریاں شروع کر دی ہیں۔ آپؐ شعبان ۵ ہجری کو لشکر لے کر بنو مصطلق کی طرف روانہ ہوئے۔ تھوڑی ہی جھڑپ کے بعد مسلمانوں کو فتح ہوئی ان کے دس بندے مرے۔ جن میں مسافع بن صفوان بھی مر گیا۔ اور ۲۰۰ گھروں کے چھ سو مرد، عورتیں اور بچے قیدی بن کر آئے۔ ان میں "برہ" (یہ اُم المومنین کا پیدائشی نام ہے) بھی تھیں۔ جب لونڈیاں بانٹی گئیں۔ تو برہ ثابت بن قیس بن شماسؓ کے حصے آئیں۔ آپ نے ان سے کہا میں اپنے قبیلے کے سردار کی بیٹی ہوں۔ تم مجھے آزاد کر دو۔ انہوں نے کہا ۹ اوقیہ سونا دے دو تو میں آزاد کر دوں گا۔ یہ سیدھا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گئیں۔ حضورؐ نے پوچھا کدھر آئی ہو؟ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کلمہ پڑھنا چاہتی ہوں۔ آپؐ نے کلمہ پڑھایا۔ پھر وہ عرض کرتی ہیں

یارسول اللہ میں قبیلہ کے سردار کی بیٹی ہوں۔ ثابت بن قیس آزاد کرنے کیلئے ۹ اوقیہ سونا مانگتے ہیں۔ کہتے ہیں حضورؐ نے فدیہ ادا کیا ۴۰۰ اور پھر ان کے والد سے نکاح کی اجازت لی۔ وہ مان گئے۔ تو ۲۰ سال کی عمر میں بعوض ۴۰۰ درہم ۵ ہجری ۶۲۴ء کو آپ کا نکاح ہو گیا۔

۲۰ سال کی عمر میں ۵ ہجری کو نکاح ہوا۔ سن ہجری ۶۲۴ء سے شروع ہوتا ہے اس میں ۵ جمع کریں تو بنتا ہے ۶۲۹ء معلوم ہوا کہ سن نکاح ۶۲۹ء۔ اب آپ نے تاریخ پیدائش معلوم کرنی ہے۔ سن نکاح ۶۲۹ء میں سے ۲۰ سال تفریق کریں تو تاریخ پیدائش ۶۰۹ء۔ ان سے نکاح کرنے کا بہت فائدہ ہوا۔ ایک تو ان کے قبیلے کے تمام غلام چھوڑ دیے گئے۔ دوسرا اس مقدس ماں کا صدقہ ہم تک ۱۷ احادیث پہنچیں۔ آخر کار ۷۱ سال کی عمر میں ماہ ربیع الاول ۵۶ھ کو ۶۸۰ء میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملیں۔ آپ کا جنازہ گورنر مدینہ مروان بن حکم نے پڑھایا۔ اور جنت البقیع میں دفنایا۔

ناویں ماں :

نام   رملہ المعروف اُم المومنین حضرت اُم حبیبہؓ بنت ابو سفیانؓ

والد   ابو سفیانؓ

والدہ   صفیہ بنت ابی العاص بن امیہ

آپ ۵۹۵ء میں پیدا ہوئیں۔ ان کا پہلا نکاح عبیداللہ بن حجش سے ہوا۔ دونوں میاں بیوی نے ایک ساتھ اسلام قبول کیا۔ جب کفار کی چیرہ دستیوں سے تنگ آ کر مسلمانوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تو یہ بھی حبشہ چلے گئے۔ وہاں ہنسی خوشی رہنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک چاند سی بچی عطا کی اس کا نام حبیبہ رکھا پھر سب لوگ "رملہ" کو

اُم حبیبہؓ کہنے لگے۔ طرفہ تماشہ دیکھیے ان کے خاوند اسلام چھوڑ کر عیسائی ہو گئے۔ اور وہیں انتقال ہو گیا۔ آپ پردیس میں تنہا ہو گئیں۔ مکہ واپس کیسے آتیں سارا خاندان دشمن۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر ہوئی تو آپ نے فوراً عمرو بن امیہ ضمری کو شاہ حبشہ کی طرف بھیجا اور پیام یہ تھا کہ میری طرف سے اُم حبیبہؓ کو شادی کا پیام دو شاہ حبشہ نے پیام ملتے ہی اپنی لونڈی ابرھہ کو اُم حبیبہؓ کے گھر بھیجا۔ اُم حبیبہؓ مان گئیں اور خالد بن سعید بن العاص کو اپنی طرف سے وکیل بنایا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے شاہ حبشہ وکیل بنا۔ دونوں نے خطبہ پڑھا۔ ۳۶ سال کی عمر میں ۷ ہجری کو ۶۳۱ء میں بعوض ۴۰۰ دینار نکاح ہو گیا۔ بادشاہ حبشہ نے دو کشتیوں کا بندوبست کیا اور اُم المومنین کے ساتھ دوسرے سولہ مہاجرین کو بھی مدینہ روانہ کیا۔ اس مقدس ماں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حاصل کردہ علم اپنے روحانی بیٹوں اور بیٹیوں میں بہت تقسیم کیا۔ آپ سے ۶۵ احادیث مروی ہیں۔ آخر کار یہ مقدس ماں اپنے روحانی بیٹوں کو چھوڑ کو ۷۳ سال کی عمر میں ۴۴ ہجری ۶۶۸ء کو اپنے خالق حقیقی سے جاملیں۔ آپ کا جنازہ حضرت عثمان غنیؓ نے پڑھایا۔ اور جنت البقیع میں دفنایا۔ ۳۶ سال کی عمر میں شادی ہوئی تب ۷ ہجری تھی۔ ۷ کو ۶۲۴ء میں جمع کریں تو بنتا ہے ۶۳۱ء۔ اب تاریخ پیدائش یوں معلوم کریں کہ ۶۳۱ء سے ۳۶ تفریق کر لیں تو تاریخ پیدائش بنی ۵۹۵ء۔ آپ ۷۳ سال میں فوت ہوئیں تو ۵۹۵ء میں ۷۳ جمع کریں تو تاریخ وفات معلوم ہو گی ۶۶۸ء۔

دسویں ماں :

نام اُم المومنین حضرت صفیہؓ بنت حیی

والد حیی بن اخطب

والدہ خرہ بنت سموال

آپ ہجرت سے دس سال قبل پیدا ہوئیں۔ ہجرت ہوئی ۶۲۴ء میں اس میں سے ۱۰ تفریق کر لیں تو آپ کا سن پیدائش معلوم ہو جائے گا وہ ہے ۶۱۴ء۔ ان کا پہلا نکاح اسلام کے بہت بڑے دشمن سلام بن مِشکم سے ہوا۔ دونوں آگ پانی تھے چنانچہ طلاق ہو گئی۔ دوسرا نکاح کنانہ بن ربیع سے ہوا۔ خیبر فتح ہوا تو بہت سے قیدیوں کے ساتھ یہ بھی مسلمانوں کے ہاتھ لگیں۔ حضرت دحیہ کلبی نے عرض کی یا رسول اللہ مجھے کوئی لونڈی عطا فرمائیں آپؐ نے فرمایا جسے چاہو پسند کر لو۔ انہوں نے صفیہ کو پسند کیا صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ یہ سردار کی بیٹی ہے یہ آپ ہی کے لائق ہے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دحیہ کلبیؓ کو حکم بھیجا کہ صفیہ کے ساتھ حاضر ہوں۔ حکم کی تعمیل ہوئی۔ آپؐ نے ان کو دوسری لونڈی عطا کر دی۔ پھر آپ صفیہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے خاتون میں تمہیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دیتا ہوں۔ قبول کرو گی تو اپنے پاس رکھ لوں گا۔ ورنہ تجھے تیری قوم کے پاس بھیج دوں گا۔ عرض کی میں اسلام قبول کرتی ہوں۔ چنانچہ وہ مسلمان ہوئیں۔ ۶۳۱ء کو اُم المومنین بن گئیں اور آزادی حق مہر مقرر ہوا۔ یہ مقدس ماں اپنی روحانی اولاد کی تعلیم و تربیت میں کوشاں رہی۔ ان سے دس احادیث مروی ہیں۔ آخر کار یہ ماں ۵۰ ہجری کو ۶۰ سال کی عمر میں رمضان ۶۷۴ء کو انتقال کر گئیں۔ (آپ کی تاریخ پیدائش ۶۱۴ء میں ۶۰ سال جمع کریں تو تاریخ وفات معلوم ہو گی وہ ہے ۶۷۴ء)۔

گیارہویں ماں :

نام اُم المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

والد حارث بن حزن

والدہ ھند بنت عوف

آپ ۵۹۵ء کو پیدا ہوئیں۔ آپ کا پہلا نکاح مسعود بن عمر بن ثقفی سے ہوا باہمی نا اتفاقی کی وجہ سے طلاق ہو گئی۔ دوسرا نکاح ابو دہم بن عبدالعزیٰ سے ہوا۔ ۶۳۱ء میں آپ کے خاوند کا انتقال ہو گیا۔ آپ ۳۴ سال کی عمر میں بیوہ ہو گئیں۔ آپ کی سرپرست آپ کی بڑی بہن اُم فضل بن گئیں۔ جب ۷ ہجری کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عمرہ کیلئے مکہ گئے تو آپ کے چچا نے کہا برہ بنت حارث بیوہ ہو گئی ہیں۔ آپ اس کو حبالہ عقد میں لے لیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جان گئے۔ آپؐ نے ان سے نکاح کیا تو آپؐ کی عمر ۵۹ سال تھی۔ یہ آپ کا آخری نکاح تھا اس کے بعد آپ نے نکاح نہیں کیا۔ یہ مقدس ماں نہایت متقی، پرہیز گار، خداترس، اور صلہ رحم تھیں۔ بڑی وسیع القلب فیاض اور کشادہ دستی میں مشہور تھیں۔ آپ سے ۷۲ احادیث مروی ہیں۔ آپ حج کو تشریف لے گئیں واپس لوٹ رہیں تھیں کہ اجل آ گئی۔ ۵۱ ہجری ۶۷۵ء کو آپ کی وصیت کے مطابق آپ کو مقام سرف میں جہاں آپ کا نکاح ہوا تھا دفنا دیا۔ جب آپ کا جنازہ اُٹھا آپ کے بھانجے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے کہا مسلمانوں یہ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی کی رفیقہ حیات ہیں اور اہل ایمان کی ماں ہیں ان کا جنازہ آہستہ آہستہ ادب کے ساتھ لے کر چلو۔

نوٹ : کچھ نے کہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گیارہ سے زیادہ

نکاح کئے ہیں باقی ازاوج کے نام مندرجہ ذیل بیان کرتے ہیں۔

اسماء بنت نعمان

انہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکاح کے بعد طلاق دے دی۔ مباشرت کے بغیر۔

اُم شریک بنت دودَان :

ان کا اصل نام نمزیہ بنت دودان ہے۔ ان سے بھی حضورؐ نے نکاح کیا لیکن مباشرت نہیں کی۔ وجہ یہ بیان کرتے ہیں لانہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کرہ غیرۃ النساء الانصار

خولتہ بنت الھُذَیل :

ان سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکاح کیا لیکن یہ حضورؐ تک پہنچی ہی نہیں اور ان کا انتقال راستے ہی میں ہو گیا۔

عَمرُۃ الکِلاَبِیّہ :

ان کے والد کا نام یزید بن رواس بن کلاب ہے۔ ان کو بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مباشرت سے قبل ہی طلاق دے دی۔ (اسد الغابہ صفحہ ۲۰۵)

قتَیلتہ الکِنْدِیّہ :

ان کے والد کا نام قیس بن معدی کرب یہ اشعث بن قیس کی بہن ہیں انہوں نے اپنی بہن کا نکاح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کرایا۔ (اسد الغابہ صفحہ ۲۴۰)

سَنَا السُّلَمِیّہ :

ان کے والد کا نام اسماء بن الصلت بن حبیب۔ حضورؐ سے نکاح ہوا مگر وصال سے پہلے ہی انتقال ہو گیا۔ (اسد الغابہ صفحہ ۱۵۳)

شَرَافُ الکَلْبِیّہ :

یہ دحیہ کلبی صحابی مصطفیٰؐ کی بہن ہیں مباشرت سے پہلے ہی فوت ہو گئیں۔ (اسد الغابہ صفحہ ۱۶۱)

العَالِیَۃُ الکِلَابِیّہ :

ان کے والد ظبیان بن عمرو بن عوف بن عبید ہیں۔ روایت ہے کہ ان کے ساتھ کچھ ایام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گزارے پھر طلاق دے دی۔ (المصدر السابق صفحہ ۱۸۸)

الجَوْنِیّۃُ الکِنْدِیّۃ :

انہیں بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مباشرت سے قبل ہی طلاق دے دی۔ (المصدر السابق صفحہ ۱۶)

لَیلیٰ الاَوْسِیّہ :

ان کے والد کا نام خطیم اوسی ہے۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس خود آئیں۔ اور اپنا آپ سونپ دیا حضورؐ نے قبول فرمایا یہ اپنے گھر لوٹ گئیں تو عورتوں نے ورغلایا کہ وہ تو کثیر الضرائر ہیں۔ ان کو شیر کھا گیا۔ (اسد الغابہ صفحہ ۲۵۷)

صفیہ العَنْبَرِیّہ :

یہ شامتہ العنبریہ کی بیٹی ہیں انہیں حضورؐ نے اختیار دیا شادی کر لو یا اپنے خاندان کے پاس لوٹ جاؤ۔ انہوں نے لوٹ جانا پسند کیا حضورؐ نے بندوبست فرما دیا۔ (مختصر تاریخ دمشق صفحہ ۲۹۴)

ضُبَاعَۃُ القُشَیْرِیّہ :

ان سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکاح کیا یہ بہت بوڑھی تھیں وظیفہ زوجیت کی ان کو ضرورت نہ تھی۔

آخری عرض :

آج بچی ہے کل کو عورت ہو گی۔ جو عورت ہے وہ انشاء اللہ بیوی ہو گی جو آج بیوی ہے رب نے چاہا تو کل کو ماں ہو گی۔ اس لئے اچھی ماں وہی ہو گی جو اچھی بیوی ہو گی۔ بیویوں کو اللہ تعالیٰ نے کھیت سے تشبیہ دی ہے۔ زمین اچھی ہو گی فصل اچھی ہو گی۔ زمین خراب ہو گی تو بیج کتنا بھی اچھا ہو فصل نہیں ہو گی۔ اگر زمین اچھی ہو بیج ذرا کمزور بھی ہو تو وہ فصل اچھی بنا دے گی۔ اس لئے بیوی اچھی ہو گی تو فصل یعنی اولاد اچھی ہو گی اگر وہی خراب ہو۔ تو اولاد خراب ہو گی۔ اس لئے بیوی بناتے ہوتے یہ نہ دیکھنا کہ لڑکی امیر ہو۔ خوبصورت ہو حسب نسب والی ہو بلکہ سب سے پہلے یہ دیکھنا کہ خوب سیرت ہے کہ نہیں اس صفت کو مقدم رکھنا باقی کو مؤخر۔۔۔

مولا علی شیر خدا کے اور بھی بہت بچے تھے مگر یذید کے مقابلے میں صرف امام حسین ہی کھڑے ہوتے کیوں نہ ہوتے ماں فاطمتہ الزہرا تھیں۔

○ ماں جھگڑالو ہو گی تو ____ بچے بے ادب ہوں گے۔

○ ماں بے ادب ہو گی تو ___ بچے مریض ہوں گے۔

○ ماں بے وقوف ہو گی تو ___ بچے مجرم ہوں گے۔

○ ماں نقاد ہو گی تو ____ بچے بد تمیز ہوں گے۔

○ ماں آوارہ ہو گی تو ____ بچے چور اور کرپٹ ہوں گے۔

○ ماں چور ہو گی تو ____ بچے ڈاکو ہوں گے۔

○ ماں حقیقت پسند ہو گی تو _ بچے قدر دان ہوں گے۔

○ ماں خوش اخلاق ہو گی تو _ بچے تابع فرمان ہوں گے۔

○ ماں نیک ہو گی تو ____ بچے پُر وقار ہوں گے۔

○ ماں نمازی ہو گی تو ____ بچے تہجد گزار ہوں گے۔

○ ماں فرض شناس ہو گی تو _ بچے عادل ہوں گے۔

○ ماں تعلیم یافتہ ہو گی تو ___ بچے مہذب ہوں گے۔

مصنف کی دیگر تصانیف

خطبات امریکہ

- بسم اللہ اور ہماری زندگی
- بات سے بات
- آہ
- ماں
- باپ
- قتل ہی قتل
- سپرمین ﷺ اِن دا ورلڈ
- محبت کیا ہے؟
- امریکی سکالر کے پانچ سوالوں کے جواب
- زندگی کیا ہے؟ (زیرِ طبع)
- حبل اللہ (زیرِ طبع)
- 52 مقالات (زیرِ طبع)